بسم اللہ الرحمن الرحیم

# خطبات

# امام احمد رضا کی قطبیت

مصنف و مقرر

ادیب شہیر علامہ محمد ادریس رضوی ۔ ایم ، اے
سنّی جامع مسجد، پتری پل، کلیان، مہاراشٹر

خواجہ بک ڈپو

KHWAJA BOOK DEPOT
419/2, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-6 Mob: 9313086318, 8447377461
Email: khwajabd@gmail.com

خواجہ بک ڈپو
۴۱۹/۲، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | خطبات: امام احمد رضا کی قطبیت |
| مصنف | : | ادیب شہیر حضرت علامہ الحاج محمد ادریس رضوی (ایم۔اے) |
| ناشر | : | خواجہ بک ڈپو، ۲/۴۱۹، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶ |
| سن طباعت | : | اکتوبر 2018ء |
| تعداد | : | گیارہ سو (1100) |
| صفحات | : | 192 |
| قیمت | : | |


**رابطہ**


**Mohammed Idris Razavi**
Sunni Jama Masjid, Patri Pool
Kalyan 421306 Maharashtara
Mob.9869781566
E:mal:idris367@gmail.com


**ملنے کے پتے**


- سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان (مہاراشٹر) 9869781566
- مولانا محمد مسعود رضا قادری، جامعہ رضویہ، بیل بازار کلیان۔ 09322329875
- مولانا محمد کاشف شاد مصباحی، دار العلوم رضائے مصطفےٰ (گل برگہ) 09620372464
- ڈاکٹر محمد توصیف رضا، رضا کلنک، مدلمن، دربھنگہ۔ 09576829764
- حافظ و قاری محمد قمر رضا، رضا منزل، مدلمن، دربھنگہ۔ 7275238675
- الجامعۃ الرضویہ / مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ بیل بازار کلیان، مہاراشٹر 9322329875
- المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور ☆ نور الدین کتب خانہ، کھجرانہ، اندور، ایم پی
- صوفی کتب خانہ، نزد موتی مسجد، رائچور، کرناٹک




# فہرست مضامین

# محمد ادریس رَضوی کی تصنیفات وتالیفات

☆(۱) نام کتاب: ماہتاب رسالت کی جلوہ ریزیاں۔ صفحات ۹۶۔ سال ۱۹۹۰ء۔ اردو

☆اشاعت دوم: (انگریزی) دسمبر ۲۰۰۹ء اور جنوری ۲۰۱۰ء

Manifeestations of The Moon ofProphethood ۔صفحات ۱۰۰

مترجم: مولانا محمد آفتاب قاسم رضوی (ساوتھ افریقہ)

☆اشاعت سوم: (اردو) ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۲ء۔ صفحات ۸۰۔ اردو

☆(۲) نغماتِ بخشش (تضمینی مجموعه) صفحات ۹۶

☆(۳) وسیلۂ بخشش (حمد ومناجات کا مجموعہ) صفحات ۷۸

☆(۴) سبیلِ بخشش (تضمینی مجموعه) صفحات ۱۴۸

☆(۵) کنزالایمان اور امام احمد رضا (کوئز) صفحات ۳۰۵

☆(۶) کلامِ راہی اور صنائع وبدائع صفحات ۱۵۸

☆(۷) کنزالایمان اپنے مفسرین کی نظر میں (اردو) صفحات ۱۶

☆اشاعت دوم (انگریزی) ۱۴۳۲ھ مطابق اپریل ۲۰۱۱ء

Kanzul-Iman InViewof Exegetists صفحات ۲۴

مترجم: مولانا اشتیاق احمد مصباحی

(۸) گلبرگہ سے حیدرآباد تک صفحات۔ ۸۰

(۹) دیوانِ رَضوی۔ یعنی صدائے بخشش صفحات ۳۳۲

(۱۰) تجلیّاتِ قلم صفحات ۲۰۸

(۱۱) گلستانِ رضا صفحات ۱۷۶

(۱۲) امام احمد رضا کے مبلغین صفحات ۱۴۴

(۱۳) حرم سے حرم تک (سفرۂ عمرہ ۲۰۱۲ء) صفحات ۱۴۴

(۱۴) عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ صفحات۔ ۱۴۴

(۱۵) مطالعۂ معاشرت صفحات۔ ۹۶

(۱۶) رسول اللہ ﷺ کی ماں صفحات۔ ۸۸

(۱۷) آئینۂ کربلا کوئز صفحات۔ ۱۴۴

(۱۸) خطباتِ رضوی صفحات ۲۰۶

(۱۹) مسلم پرسنل لا کیا ہے؟ صفحات ۲۴



# انتساب

راقم اپنی اس تصنیف کو اپنے پیر ومرشد مولائے مَن سیدی شاہ حضور
**محمد مصطفیٰ رضا نوری رحمۃ اللہ علیہ**
کے نام معنون کرتا ہے۔ جن کی دعاؤں سے راقم نہال ہوا اور ہو رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے میں راقم
کی ماں **معیب النساء** کی مغفرت فرمائے (آمین)
راقم کی والدہ محترمہ، قمر العلماء علامہ قمر رضا علیہ الرحمہ کی مریدہ تھیں۔

محمد ادریس رَضوی۔ایم۔اے

# اپنی باتیں

قارئین کرام!اس دور میں یہ پوچھنا ہی بے معنی ہے کہ امام احمد رضا کون ہیں یا آپ امام احمد رضا کو نہیں جانتے ہیں؟.....احمد رضا کو اپنے بھی جانتے ہیں اور بیگانے بھی..... ہندوپاک وبنگلہ دیش کے علاوہ یوروپ وامریکہ اور افریقہ میں امام احمد رضا کے علم وفضل، تقویٰ وطہارت کی دھوم ہے.....ان ممالک کی یونیورسٹیوں میں اپنے اور بیگانوں نے بھی امام احمد رضا پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کئے اور کررہے ہیں.....امام احمد رضا کے بہت سارے گوشوں پر علمی کام ہوا، اور ہورہا ہے.....کچھ گوشے تشنہ ہیں.....ان شاء اللہ، ان گوشوں پر بھی کام ہوں گے.....امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی ولایت وقطبیت پر بھی کام ہوئے ہیں. ...تحریریں بھی منظر عام پر آئی ہیں.....لیکن تقریر کا میدان اس موضوع کے لئے ابھی پیاسا ہے.....راقم نے بہت پہلے اس موضوع کا انتخاب کیا اور لوگوں کو سنایا تو سامعین کافی محظوظ ہوئے.....اور مزید کہنے کو کہا تو ہمت افزائی ہوئی.....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی قطبیت کے عنوان کے تحت سب سے پہلے راقم نے سنّی جامع مسجد پتری پُل، کلیان (مہاراشٹر) (جہاں پر یہ ناچیز امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتا ہے) مسلسل کئی جمعہ کو تقریریں کیں، اس کے بعد اسٹیج پر بولنے کا موقع ملا تو وہاں اسی موضوع پر گفتگو کی تو لوگ بہت خوش ہوئے.....چونکہ راقم پیشہ ور یا معروف ومشہور مقرر نہیں ہے..... ہاں! کبھی کبھی لوگ یاد کرلیتے ہیں تو چلا جاتا ہوں.....اور صفر المظفر کا مہینہ تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے وصال کا مہینہ ہے.....اس مہینہ میں علما وخطبا امام احمد رضا قدس سرہٗ کی شخصیت یا آپ کے علمی گوشے کو موضوعِ تقریر بناتے ہیں.....راقم امام احمد رضا کی ولایت وقطبیت پر کہاں کہاں تقریریں کیں وہ تمام جگہوں کے نام تو یاد نہیں رہے، صرف چند جگہیں یاد ہیں جو لکھ رہا ہوں۔



حضرت مولانا قاری محمد ظفیر الدین صاحب علیہ الرحمہ (سابق امام میمن مسجد کلیان) کی حیات میں میمن مسجد میں عرس اعلیٰ حضرت کے نام سے دن میں پروگرام ہوتا تھا اور بعد نماز ظہر مختصر بیان کے بعد قل شریف ہوتا تھا، اس پروگرام کے لئے حضرت قاری صاحب خود راقم کے یہاں تشریف لاتے تھے، اور کہتے تھے کل آیئے اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت پر تقریر کیجئے، کئی سال وہاں میری مختصر تقریر ہوئی.....ایک سال تو پروگرام اور میری تقریر کی رپورٹنگ بھی ہوئی اور مختصر رپورٹ اخبار انقلاب ممبئی میں شائع بھی ہوئی۔

ایک دفعہ کلیان میں بھی لوگ اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے تعلق سے آگ لگانے کی کوشش کی تھی.....تو غالباً ''شاخ جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ'' کلیان نے میمن مسجد میں پروگرام رکھا تھا اور یہ بندہ حقیر کو تقریر کے لئے بلایا تھا.....بندہ نے اعلیٰ حضرت کی ولایت وقطبیت پر زور دار تقریر کی تھی.....اس کے علاوہ کلیان میں اور کئی جگہوں پر اس عنوان سے تقریر ہوئی.....لیکن یہ سب باتیں بہت پُرانی ہوگئیں اس لئے اب تو سب جگہیں بھی یاد نہیں رہیں.....ادھر چند سالوں میں جو تقاریر ہوئی وہ یہ ہیں۔

☆۲۴/اگست ۲۰۱۴ء مطابق ۲۷/شوال ۱۴۳۵ھ بروز اتوار کو ''مسجد المقدس'' روڈ نمبر 6/رگوونڈی ممبئی میں ''شرف ورضا کانفرنس'' ہوئی مقرر خصوصی میں راقم (محمد ادریس رضوی) اور مولانا فیروز بخت القادری صاحب تھے، راقم کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی شخصیت پر بولنے کو کہا گیا اور راقم نے ''اعلیٰ حضرت کی قطبیت'' کے عنوان پر تقریر کی تقریر سن کر سامعین میں سے بہت سارے ہکابکا تھے کہ ہمارے امام احمد رضا رحمۃ اللہ ایسے تھے.....یہ پروگرام مسجد المقدس کے امام وخطیب حضرت مولانا حافظ الحاج محمد اسلم نوری صاحب کی نگرانی میں ہوا۔

☆۱۲/دسمبر ۲۰۱۴ء مطابق ۱۹/صفر المظفر ۱۴۳۶ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب، بزم محبان رسول ٹرسٹ سنی جامع مسجد اشوک نگر والدھونی کلیان کی جانب سے اردو اسکول نمبر ۱۴ گراؤنڈ، والدھونی کلیان میں عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مقدس موقع سے ایک روزہ پروگرام پیر طریقت حضرت مولانا معین اشرف (معین میاں) (سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف،

ضلع فیض آباد یوپی) کی سرپرستی میں ہونا تھا لیکن موصوف تشریف نہیں لا سکے، اور راقم محمد ادریس رَضوی کی صدارت میں یہ جلسہ ہوا، راقم کو لوگوں نے مجبور کیا کہ اعلیٰ حضرت کی ذات پر آپ کو تقریر کرنی ہے، خاص کر مولانا غلام خیر البشر صاحب سابق امام مسجد ھذا، لہٰذا راقم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ''ولایت وقطبیت'' پر ۵۵ر منٹ تقریر کی اور لوگوں نے خوب پسند کی.....اس پروگرام میں مقرر خصوصی کا نام اس طرح سے تحریر تھا، مجاہد سنیت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت سیاح ایشیا و یورپ حضرت مولانا یوسف رضا قادری صاحب رکن جامعہ نظام الدین اولیاء دہلی و بانی مسلم یونیٹی فاؤنڈیشن، موصوف بھیونڈی کے مشہور مقرر میں ہیں۔

۲۷ر نومبر ۲۰۱۵ء مطابق ۱۴ر صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بروز جمعہ کھاڑی پار، رسول آباد، بھیونڈی کی غوثیہ مسجد میں ''عرس اعلی حضرت'' حضرت مفتی محبوب رضا صاحب کی صدارت میں منایا گیا، جس میں مقرر خصوصی راقم (محمد ادریس رضوی) تھا۔ اس پروگرام میں ''اعلیٰ حضرت قطب الارشاد'' کے عنوان سے تقریباً سوا گھنٹے کی تقریر ہوئی، اس پروگرام میں کئی علمائے کرام کے علاوہ مجاہد سنیت حضرت مولانا فخر الدین حشمتی صاحب بھی تشریف فرما تھے۔

☆ ۸ر دسمبر ۲۰۱۵ء مطابق ۲۵ر صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بروز منگل بعد نمازِ عشا ''مسجد اہل قریش مومن پورہ'' کے متصل گلبرگہ شریف میں جشنِ اعلیٰ حضرت کا پروگرام تھا، راقم اپنے کام سے گلبرگہ شریف گیا ہوا تھا، مفتی مظفر علی صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے پروگرام میں شرکت کرنے کی دعوت دی، اس پروگرام میں علما کے علاوہ پروفیسر عبد الحمید اکبرؔ اور محمد افضل الدین جنیدی جنہوں نے ''اردو شاعری پر تصوف کے اثرات'' سے پی ایچ، ڈی کی ہے، موجود تھے راقم کی تقریر سے وہ علمی شخصیتیں بھی محظوظ ہوئیں، اور واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائیں لگائیں، صرف ۳۰ر منٹ ''اعلیٰ حضرت کی قطبیت'' کے عنوان سے راقم کی تقریر ہوئی اور لوگوں نے بغور سنا اور خوب سراہا، میرے ساتھ ڈاکٹر وسیم جاوید، جناب شاہد، جناب سازانس صاحبان گلبرگوی وغیرہ موجود تھے، اسٹیج کے بازو میں ایک ہوٹل ہے، یہ لوگ ہوٹل میں کچھ کھانے کے لئے گئے، ان صاحبان کا کہنا تھا کہ جب آپ کی تقریر شروع ہوئی تو سب لوگ کے رخ آپ کی جانب ہو گئے، یہاں تک کہ ہوٹل میں پلیٹ گر گیا لیکن اس کی طرف



کسی کا دھیان نہیں تھا، اعلیٰ حضرت کے تئیں ایسی تقریر ہم لوگوں نے نہیں سنیں تھیں۔

☆ ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۵ء مطابق ۱۵ر ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ بروز اتوار بعد نماز عشا ''ایرولی نیو ممبئی'' میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ و عرسِ اعلیٰ حضرت'' کے نام سے پروگرام ہوا، پہلی تقریر مفتی عبد القیوم احسن القادری کی دوسری تقریر مفتی وسیم احمد صاحبان کی ہوئی، آخر میں راقم نے اعلیٰ حضرت کی قطبیت کے موضوع پر تقریر کی، لوگوں نے کافی پسند کیا، مگر آدھے گھنٹے کی تقریر سے سامعین تشنہ رہ گئے.....کئی عمر دراز لوگوں نے کہا کہ آپ کو پھر بلاؤں گا اور اس موضوع پر آپ کی تقریر سنوں گا.....بہر حال اب وہ تقاریر مع اضافہ کے قارئین کے سامنے ہیں.....لیجئے، ملاحظہ کیجئے اور محظوظ ہوئیے.....مگر ایک بات پھر کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کی اداؤں میں الگ الگ رنگ رکھا ہے.....انداز کو الگ الگ بنایا ہے.....بیانات وخطابات کے ڈھنگ الگ الگ ہوتے ہیں.....تقریر کو تحریر میں بدلنے کے بعد قارئین مطالعہ کر کے محظوظ ہو لیں گے.....لیکن مقرر کے اُس نشیب و فراز کو.....جلال و جمال کو.....انداز و بیان کو.....اور روانی کو نہیں دیکھ سکیں گے.....جو تقریر کے وقت ہوتی ہے۔

لیکن میں یہ کہوں گا کہ قارئین کو نشیب و فراز.....جلال و جمال.....انداز و بیان اور روانی سے کیا لینا دینا ہے.....اگر آپ مقرر ہیں تو آپ کا اپنا الگ انداز ہے.....الگ ادا ہے.....آپ کو تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت.....پاسبانِ سنیت.....غوثِ دوراں.....قطبِ زماں کی قطبیت کو ملاحظہ فرمانا ہے.....اور لوگوں کو.....عوام کو.....نہ جاننے والوں کے درمیان اعلیٰ حضرت کی قطبیت کے واقعات کو عام کرنا ہے.....چاہے آپ گفتگو کے ذریعے کریں.....بات چیت کے توسط سے کریں.....تقریر کے سہارے کریں.....تدریس کے واسطے سے کریں.....مگر کریں.....ضرور کریں۔

یہ سال ۱۴۴۰ھ مطابق (۲۰۱۸ء) کا سال ہے.....اس سال سنیوں کے امام، امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کو پردہ فرمائے ہوئے ایک سو سال ہو گئے.....اور سو سالہ عرس منایا جا رہا ہے.....ایسا لگ رہا ہے کہ یہ سال امام احمد رضا کا سال ہے.....سال دو سال سے علما، ادبا، شعرا، دانشورانِ ملت اور دینی اداروں کے نگراں و مہتمم حضرات پروگرام ترتیب دے

رہے ہیں.... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی کتابوں اور اعلیٰ حضرت کی عظیم شخصیت پر کتابیں شائع کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں .... جلسے، کانفرنس اور سیمینار کر رہے ہیں.... ایسے وقت میں راقم بھی اپنے چھوٹے سے نذرانۂ عقیدت میں ''خطبات: امام احمد رَضا کی قطبیت''۔ ''امام احمد رضا کے ۱۷۲ رعلوم'' کے علاوہ ''نقوشِ امینِ شریعت ثانی''۔ ''اسفارِ رَضوی''۔ ماضی کی چمکتی یادیں''۔ اسلام کا معاشرتی نظام''۔ معاشرے میں جرائم کی وبا''۔ ماضی کی سماجی وسیاسی لکیریں''۔ کتابوں کی کہانی کتاب کی زبانی''۔ اولیائے خلد آباد واورنگ آباد''۔ مختصر سوانح حیات قاری محمد ظفیر الدین''۔ حضرت احمد کبیر کے ملفوظات کا علمی وعملی مقام'' لے کر آنے کی سعی کی ہے... اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)

(آمین یارب العٰلمین)

☆☆☆



## پہلی تقریر

# اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَامَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّابَعْد

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْاوَکَانُوْیَتَّقُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

رَبَّنَایَامَوْلٰنَاوَاجْعَلْنَامِنْھُمْ. وَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارَکَ وَسَلَّمْ.

(تمام تعریفیں اللہ کو..... ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں..... اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں..... اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں..... جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں..... اور جس کو راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں.... . اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں.... اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور

اس کے رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کئے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔

''اولیاءاللہ وہ ہیں جو ایمان اور تقویٰ کے اوصاف سے سرفراز ہوتے ہیں''

اے ہمارے رب.....اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر.....اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے.....اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے.....آمین آمین آمین۔)

آیئے! ہم سب مل کر، آبِ کوثر پلانے والے آقا ﷺ......بشکل نور آنے والے بشیر ﷺ......بیواؤں کے حامی ﷺ......تاریکیٔ کفر کو دُور کرنے والے تارا ﷺ......ثنا خوانِ خدا میں رہنے والے ثریا جاہ ﷺ......جہالت کو دُور بھگانے والے جانِ جہاں ﷺ......حلم وبردبار حکمِ حکیم دینے والے حلیم ﷺ......خلق کو خُلقِ عظیم دینے والے خلیق ﷺ......دونوں عالم کے مالک ودولہا ﷺ......ذی آبرو وذی اختیار رسول ﷺ......رحمۃ للعالمین رسول ﷺ......زبردست کو زیر کروالے معلم کائنات ﷺ......سردارِ دوجہاں ﷺ......شفیع المذنبین ﷺ......صاحبِ لولاک ﷺ......طٰہٰ و یٰسین ﷺ......عالم کے غمگسار ﷺ.....غیب داں نبی ﷺ......جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَاوَمَوْلٰنَامُحَمَّدٍ مَّعْدِ نِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْ ل اللّٰہ.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی ذات وہ عظیم ذات ہے کہ اس ذات وشخصیت پر کچھ بولنے اور کہنے والا بھی عظیم ہو.....ہم لوگ عظیم نہیں ہیں.....ہم لوگ کم علم آدمی ہیں.....لیکن کیا کیجئے گا کہ خادم ہم ہی لوگوں کو بنا دیا گیا ہے.....اب خادم کا جو کام ہے خدام انجام دے رہے ہیں.....خدام ودربان ہمیشہ کمزور ہی ہوتے ہیں.....لیکن خیال رکھئے کہ آقا، مالک، مولا، بادشاہ، امرا، شہنشاہ.....خدام ودربان کی کمزوری کو نہیں اس کی وفاداری کو



دیکھتے ہیں.....خدام ودربان وفادار ہیں تو پھر وہی اپنے آقا، اپنے مالک، اپنے مولا، اپنے بادشاہ، اپنے امرا، اپنے شہنشاہ کی آنکھوں کا تارا ہوتے ہیں.....وفادار کتے کی وفاداری دیکھی جاتی ہے.....اس کا علم نہیں دیکھا جاتا ہے.....مانا کہ ہم لوگوں کا علم کمزور ہے تو ہماری کمزوری کو نہیں.....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قطبِ وقت کے ساتھ ہماری وفاداری کو دیکھئے.....ہماری وفا شعاری کو دیکھئے.....ہماری وفا کیشی کو دیکھئے.....ہماری الفت کو دیکھئے.....ہماری دوستی کو دیکھئے.....ہماری الفت کو دیکھئے.....ہماری الفت آمیزی کو دیکھئے.....ہمارے عشق کو دیکھئے.....ہماری لگن کو دیکھئے.....ہماری محبت کی گفتگو کو سنئے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ پر ہم ذرۂ بے مقدار، خطاوار وگنہگار، ہیچمداں فدا ہوئے، شیدا ہوئے تو تعجب کی بات نہیں ہے.....اعلیٰ حضرت پر تو پیرانِ عظام فدا ہوئے اور ہیں.....علمائے کرام شیدا ہوئے اور ہیں.....فقیہان ملت فریفتہ ہوئے اور ہیں.....سالک ومجذوب فدا ہوئے.....حجۃ الاسلام حامد رضا فرماں بردار ہوئے۔عید الاسلام عاشق ہوئے.....ملک العلما شیدا ہوئے.....صدر الشریعہ فریفتہ ہوئے.....صدر الافاضل چاہنے والے ہوئے.....محدث اعظم قدرداں ہوئے.....دیدار علی فدا ہوئے.....مختار علی نام لیوا ہوئے.....مبلغِ اسلام وارفتہ ہوئے.....واعظِ خوش بیاں گرفتار محبت ہوئے.....حامیٔ سنت خدمت گزار ہوئے.....آل الرحمٰن نقش قدم پر فریفتہ ہوئے.....برہان الحق پیارے ہوئے.....شفیع احمد شیدا ہوئے...قصہ مختصر یہ کہ محبت کرنے والوں کی سرگرمیوں کو امام احمد رضا خاں قادری نے دیکھا تو دل کی گہرائیوں سے پکار اُٹھے۔

تیرے رضاؔ پر تیری رضا ہو — اس سے غضب تھراتے یہ ہیں
بلکہ رضاؔ کے شاگردوں کا — نام لیے گھبراتے یہ ہیں
حَامِدُ مِنِّیْ اَنَا مِنْ حَامِدٗ — حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں
عبدالسلام سلامت جس سے — سخت آفات میں آتے یہ ہیں
میرے ظفرؔ کو اپنی ظفر دے — اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں
میرا امجد مُجد کا پکا — اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

| | |
|---|---|
| میرے نعیم الدین کو نعمت | اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں |
| احمد و اشرف حمد و شرف ۔ | اس سے ذلت پاتے یہ ہیں |
| مولنا دیدار علی کو | کب دیدار دکھاتے یہ ہیں |
| مجبور احمد مختار ان کو | کرتا ہے مر جاتے یہ ہیں |
| عبد علیم کے علم کو سن کر | جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں |
| اک اک وعظ عبدالاحد پر | کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں |
| بخش رحیم پہ رحمت جس سے | آرے کے نیچے آتے یہ ہیں |
| جوہر منشی لعل پہ ہیرا | کھا مرنے کو منگاتے یہ ہیں |
| آل الرحمٰن۔ برہان الحق | شرق پہ برق گراتے یہ ہیں |
| تازہ ضرب شفیع احمد سے | کہنہ بخار اُٹھاتے یہ ہیں |
| دے حسنین وہ تقبیح ان کو | جس سے برسے کھسیاتے یہ ہیں |
| نجدیہ میں ہلچل رہے ان کی | جیسے ہل ان پہ چلاتے یہ ہیں |
| کم کو فزوں افزوں کو فزوں تر | کردے ترا ہی کھاتے یہ ہیں |
| اپنوں میں ان کے مثل فزوں افزوں کر | تیرا ذکر بڑھاتے یہ ہیں |
| دل میں ہراس نہ لانے دینا | دل میں انی چبھاتے یہ ہیں |
| ان پہ کرم رکھ سر پہ قدم رکھ | تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں |
| تیرے گدا ہیں تجھ پہ فدا ہیں | تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں |

صلی اللہ علیک وسلم

بارک شرف مجد کرم

آخری کے دو اشعار میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے اپنے شاگردوں کو جو دعائیں دی ہیں.....وہ بے مثال ہیں.....لاجواب ہیں.....خوب ہیں اور خوب تر ہیں.....دعا سے تقدیر بن جاتی ہے.....بلائیں بھاگ جاتی ہیں.....دشمن سرنگو ہو جاتے ہیں.....دعائیں روحانی دوائیاں ہیں۔



# اعلیٰ حضرت کی قطبیت پر اولیا و علما کے ارشادات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت اس شخصیت کا نام ہے کہ اس شخصیت کے علم کے دریا میں سب علم والے تیر ہی نہیں پا رہے ہیں.....نہ تیر سکتے ہیں.....اس لئے نہیں تیر سکتے کہ وہاں علم لدنی ہے.....علم کشفِ وہبی ہے.....اعلیٰ حضرت بے مثال و بے نظیر عالم ہیں.....حافظ بھی ہیں.....مفتی بھی ہیں.....مجدد بھی ہیں.....محدث بھی ہیں.....فقیہ بھی ہیں.....اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اعلیٰ حضرت اپنے وقت کے قطب بھی ہیں.....یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں.....میری بساط ہی کیا ہے کہ میں اپنی طرف سے کہوں.....میری اوقات ہی کیا ہے کہ میں کہوں.....صوفیوں نے کہا ہے.....اللہ والوں نے کہا ہے.....اللہ کے ولیوں نے کہا ہے.....پاکباز ہستیوں نے کہا ہے.....جنہوں نے اعلیٰ حضرت کو ”اعلم العلما عند العلما وقطب الارشاد علیٰ لسان الاولیا“ جیسے القابات سے نوازا ہے.....”قطب الارشاد“ کہا ہے.....ہم لوگ تو انہیں کے ارشادات کو سناتے اور سنتے ہیں.....خطبا تو ان ہی جیسی پاکباز ہستیوں کی باتوں سے خطاب کرتے ہیں.....آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کے ابھی جو ہم نے اعلیٰ حضرت کے لئے القابات سنائے ہیں.....وہ القابات کسی ایسے ویسے کے دیئے ہوئے نہیں ہیں.....اعلیٰ حضرت کو ”قطب الارشاد“ کسی ایسے ویسے نے نہیں کہا ہے بلکہ.....حضور شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور کہا ہے.....ایک دفعہ آپ وضو فرما رہے تھے.....وضو فرمانے کے دوران زور زور سے رونے لگے.....آپ سے پوچھا گیا حضور کیا ہوا؟.....آپ نے فرمایا کہ فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد (مولانا احمد رضا خاں قادری) کا جنازہ جاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں.....اس لئے رُو پڑا.....اَللّٰہ۔ اَللّٰہ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے قطب ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا سند چاہئے؟.....کیا ثبوت چاہئے؟ کونسا آئینہ چاہئے؟۔

حضور شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد پر کہ ”فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد“ کا جنازہ جاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں.....آپ کے فرمانے کے

چند گھنٹوں کے بعد تار ملتا ہے کہ امام احمد رضا کا وصال ہوگیا.... حضور شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے علاوہ دنیا میں کہرام مچ گیا کہ حضرت مجدد اعظم، امام احمد رضا کا وصال ہوگیا.... وصال کی خبر سن کر مریدین رو پڑے.... پیرانِ عظام رو پڑے.... علما کرام رو پڑے.... خطبا رو پڑے.... مفتیانِ کرام رُو پڑے.... عوام رو پڑے.... خواص رو پڑے.... سنّی مرد و خواتین رو پڑے.... ایشیا و یورپ کے عقیدت مند رو پڑے..... امام احمد رضا کے جاننے والے رُو پڑے..... سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

چھپا بخشا جی محمود صاحب نے جب اعلیٰ حضرت سے فتویٰ پوچھا تو لکھا ''غوث دوراں، قطب زماں، مجدد ھذا الاوان.... موصوف کو یہ حقیر وفقیر نہیں جانتا ہے لیکن آپ کی تحریر یہ کہتی ہے کہ غالباً آپ بھی عالمِ باعمل تھے.... جب تو اعلیٰ حضرت کو غوث دوراں اور قطب زماں لکھا.... اور آج تک ''فتاویٰ رضویہ'' میں یہ القابات زندہ ہیں.... اے میری تقریر سننے والو! ذرا غور کرو.... غور کرو کہ اعلیٰ حضرت ان القابات پر پورے نہیں اُترتے تھے تو آپ نے فتاویٰ رضویہ کے مسودہ میں ان القابات کو کیوں درج کروایا؟ بولئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نہیں؟..... اور چلئے مان لیجئے کہ اس وقت کاتب نے نقل کر دیا تو فتاویٰ رضویہ کی ترتیب کے وقت فتاویٰ کو ترتیب دینے والے علما کو چاہئے کہ یہ القابات نکال دیتے؟..... لیکن انہوں نے نہیں نکالا بلکہ رکھا..... یعنی طبقۂ علما نے قبول کرلیا کہ آپ ''قطبِ زماں'' ہیں..... تو پھر جہلا ..... اور اَن پڑھ قبول کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں؟۔

سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں نظمی کہتے ہیں کہ ''برصغیر کے روحانی دانش وروں میں امام احمد رضا کا نام سرفہرست آتا ہے۔

محترم اعجاز مدنی۔ ایم۔ اے۔ ڈیپ ایل بی لپ سائنس لائبریری برہانی کالج ممبئی نے اعلیٰ حضرت کے دو واقعات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ..... ان دو واقعات کو جو حرمین شریفین میں پیش آئے..... بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت بچپن ہی سے مادر زاد ولی تھے..... یہ صرف عقیدت کی گفتگو نہیں ہے بلکہ علمائے کرام اور اہلِ دل کی تحقیق ہے..... اور یہ تحقیق معتبر ہے..... اور معتبر کو بے معنی بتانے اور بنانے والے ہمیشہ گھاٹے میں



رہتے ہیں۔

حاضرین گرامی! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ولایت وقطبیت و کرامت کے اتنے واقعات ہیں کہ ان کو ترتیب دے دی جائے تو ضخیم کتاب بن جائے..... لیکن افسوس یہ ہے کہ لوگ جانتے بھی نہیں ہے..... اور جانتے ہیں تو حسد و کینہ و بغض و تعصب میں آسمان چھونے لگتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے..... قصہ المختصر یہ کہ اب اعلیٰ حضرت کی ولایت وقطبیت کے واقعات سنئے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا پہلا واقعہ

غوثِ دوراں..... قطبِ زماں..... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی زندگی میں آپ کا شہرہ ملک اور بیرونِ ملک میں ہو چکا تھا..... لوگ بیروں ملک سے بھی آ کر بیعت ہوتے تھے.... اُس وقت پاکستان نہیں بنا تھا..... لہٰذا موجودہ پاکستان کے تحصیل ''بٹالہ'' ضلع گورداسپور کا رہنے والا ایک جوان امام احمد رضا قادری کی خدمت میں بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوتا ہے..... اعلیٰ حضرت اسے بیعت فرماتے ہیں، دعائیں دیتے ہیں اور وہ بندہ واپس چلا جاتا ہے..... وہ جوان ترکی حکومت کی فوج میں ملازمت کرتا تھا یا بیعت ہونے کے بعد کرنے لگا ..... جوان کو ترکی حکومت نے عرب فوجیوں کو تربیت دینے کی غرض سے مدینہ منورہ بھیج دیا اور جوان مدینہ منورہ میں ''قبا'' کے قریب مقیم ہوگیا..... اس جوان فوجی کے یہاں یکم جنوری ۱۹۰۰ء میں اسی ''قبا'' کی وادی میں ایک لڑکا پیدا ہوا..... جو صحت مند، تندرست اور خوبصورت تھا..... مگر مادر زاد اندھا تھا..... والدین کو اولاد ہونے کی خوشی ہے کہ لڑکا پیدا ہوا ہے..... لیکن نور سے خالی آنکھوں کو دیکھ کر غمزدہ ہیں کہ بچہ مادر زاد اندھا ہے..... مادر زاد اندھے کا ابھی تک علاج نہیں ہوتا ہے..... بچہ کے والد فوج کے اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے..... لہٰذا اچھے حکیموں سے.. .. طبیبوں سے..... ڈاکٹروں سے دکھایا..... علاج کرایا لیکن آخر میں سب نے یہی کہا کہ نور سے خالی آنکھوں میں نور نہیں آسکتا، روشنی نہیں آسکتی..... ڈاکٹر، حکیم، طبیب جب ایسا کہتے تھے تو والدین پر کیا گزرتا ہو گا وہ تو اولاد رکھنے والے والدین ہی جان سکتے ہیں..... اب ایک

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹروں، طبیبوں اور حکیموں نے جب کہہ دیا کہ بچے کی آنکھوں میں روشنی نہیں آسکتی کہ یہ مادرزاد اندھا ہے..... اب تو والدین کو صبر کر لینا چاہیے..... خاموش بیٹھ جانا چاہیے..... دو چار مہینے..... چھ مہینے نہیں بلکہ بچہ چھٹی بہاروں میں قدم رکھ چکا ہے..... لیکن والدین کی تدبیریں بچے کے حق میں جاری رہیں ..... اور میں تو یہ کہتا ہوں کی اعلیٰ حضرت کی ولایت وقطبیت بچہ کے والدین کو آواز دے رہی تھی کہ ننھے کو اِدھر لے کر آؤ..... میرے پاس آؤ..... جہاں پر ادویات کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے ولایت کی ابتدا ہوتی ہے..... جہاں پہ حکما ''نا'' کہتے ہیں، اللہ کا ولی وہاں سے ہاں کی ابتدا کرتے ہیں..... بچے کے والدین پڑھے لکھے..... ہوشمند اور دنیا کو سمجھنے والے..... دنیا کو دیکھنے والے اور دنیا دیکھے ہوئے تھے..... یکا یک تین ماہ کی چھٹی لے کر بچہ کے ساتھ بریلی کا رُخ کیا..... اور بریلی کے قطب امام احمد رضا..... اپنے پیر امام احمد رضا، ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کے پیر امام احمد رضا..... رسول کائنات ﷺ کے عاشق امام احمد رضا..... غوث اعظم کے چہیتے امام احمد رضا..... خواجہ غریب نواز کے لاڈلے امام احمد رضا کے پاس پہنچ گئے۔

بریلی پہنچ کر اپنے نابینا بچے کی بینائی کے لئے دعا کی درخواست کی..... اب آپ لوگوں کا یقین کیا کہہ رہا ہے؟..... کہ جن آنکھوں میں دوائی سے نور نہیں آیا..... علاج سے نور نہیں آیا..... کیا دعا سے نور آسکتا ہے؟..... ہاں سبحان اللہ..... دعا دینے والا، دعا کرنے والا، ویسا ہو تو نور آسکتا ہے..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری نے اپنے مرید کی گفتگو سن کر فرمایا آپ تین مہینے کی چھٹی لے کر یہاں کیوں آگئے..... آپ کا سارا سامان تو وہیں ہے..... پیر ہو تو ایسا..... اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری نے اپنے جیب سے ایک دستی رومال نکال کر اپنے مرید کو تھماتے ہوئے کہا..... آپ مدینہ منورہ واپس چلے جایئے اور صبح صبح روضۂ رسول ﷺ پر پہنچئے..... رومال کو پانی میں بھگو کر روضۂ رسول ﷺ کی جالی کو اس رومال سے پوچھئے..... صاف کیجئے..... پھر رومال کو صاف پانی میں نچوڑ لیجئے..... جب پانی نتھر جائے تو اس پانی کی ایک ایک سلائی بچے کی آنکھوں میں لگا دیجئے..... چار دن میں بچہ بینا ہو جائے گا..... حکیموں نے بچہ کا علاج کیا مگر ''نا'' کہہ دیا..... طبیبوں نے علاج کیا مگر ''نا'' کہہ دیا..... ڈاکٹروں نے



علاج کیا مگر ''نا'' کہہ دیا..... اور امام احمد رضا گارنٹی (Guarantee) دے رہے ہیں کہ '' چار دن میں بچہ بینا ہو جائے گا..... یہ قطبیت نہیں تو اور کیا ہے..... یہ ولایت نہیں تو اور کیا ہے..... یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟..... چار دن کی بات تو ایسی لگتی ہے کہ آپ کے رومال میں شفا رکھی ہوئی ہے..... یا آپ لوحِ محفوظ کو دیکھ رہے ہیں..... دوستو! یہی تو قطبیت کا کمال ہے کہ جو چیز اوروں کے لئے محال ہے..... ولی وقطب کے لئے ممکن ہے۔

سید محمد عبدالغفور کے والدین اپنے پیر ومرشد کی ہدایت پر مدینہ منورہ لوٹ گئے..... جیسے کہا گیا تھا ویسے کیا..... ایک دن گزرا..... دوسرا دن گزرا..... تیسرا دن گزر گیا..... ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۶ء کی تیسری شب ہے..... دنیا محوِ خواب ہے..... باپ کی نائٹ ڈیوٹی ہے..... اس لئے باپ گھر سے باہر ہے..... گھر میں بچہ سو رہا ہے..... بچہ کی ماں بھی سو رہی ہے..... رات کا سناٹا ہے..... ہُو کا عالم ہے..... بچے کی آنکھ کھل جاتی ہے..... بچے کا عالم بدلا ہوا ہے..... بچہ کے لئے یہ منظر حیران کن ہے..... حیرانی یہ ہے کہ اس کی آنکھوں میں روشنی کی ہلکی کرن آچکی ہے..... جس طرح سے سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرن ہلکی ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ بڑھنے لگتی ہے..... اسی طرح سے بچہ کی آنکھوں میں روشنی بڑھنے لگی..... اور آہستہ آہستہ واضح طور پر نظر آنا شروع ہو گیا..... سب کچھ دیکھنے لگا..... اعلیٰ حضرت کی قطبیت اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے..... اس تبدیلی پر تھوڑی دیر کے لئے بچہ خوف زدہ ہو گیا اور امّی امّی کہہ کر چیخنے لگا..... امی کی آنکھ کھل گئی..... سینے سے لگا کر پوچھنے لگی..... بیٹا کیا ہوا، کیا ہو گیا، میرے لعل کچھ تو بتاؤ..... بتاؤ، بتاؤ، جلدی بتاؤ، میرے لعل..... تجھ پر تیری امی قربان..... بول بیٹا کیا ہوا؟ بچہ بول پڑا..... امّی، امّی! میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں..... کیا دیکھ رہے ہو؟..... کہا سب کچھ دیکھ رہا ہوں..... امی آپ کی شکل دیکھ رہا ہوں..... گھر کا سامان دیکھ رہا ہوں..... ماں نے کہا یہ کتنی انگلیاں ہیں؟ بچے نے کہا پانچ..... اور یہ کتنی انگلیاں ہیں؟..... بچے نے کہا تین..... یہ سامنے گھر میں کیا ہے؟..... بچے نے کہا لوٹا..... ماں کی خوشی دوبالا ہو گئی..... پیر ومرشد کی قطبیت پر یقین کامل ہو گیا..... شوہر نامدار کا انتظار کرنے لگی لیکن ابھی صبح ہونے میں دیر ہے..... سوتی ہے تو خوشی میں نیند نہیں آتی ہے..... اس کا دل چاہتا ہے کہ دوڑ کر شوہر نامدار تک پہنچ جاؤں..... لیکن جا

نہیں سکتی تھی.....پھر دل کے گوشے سے آواز نکلتی ہے کہ چیخ چیخ کر ساری دنیا کو امام احمد رضا کی قطبیت کا حال بتادے لیکن وہ ایسا بھی نہیں کرسکتی تھی.....اس کے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ چپ چاپ شوہر کے آنے کا انتظار کرے.....اور ایسا ہی کیا۔

صبح کو جب شوہر گھر میں داخل ہوئے تو شوہر کو خوشی کا مژدہ سنایا.....بچے کا باپ خوشی میں اچھل پڑا اور کہہ اٹھا.....پیر مرشد زندہ باد.....قطبِ زماں زندہ باد.....پیر برحق زندہ باد.....بریلی کے تاجدار زندہ باد.....عاشق رسول ﷺ زندہ باد.....امام احمد رضا زندہ باد.....زندہ باد اے احمد رضا قادری زندہ باد۔

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھومتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا دوسرا واقعہ

اعلیٰ حضرت کے نام پر نعرہ لگانے والو.....اعلیٰ حضرت کی قطبیت کے تذکرے سن کر جھومنے والو.....اعلیٰ حضرت کو اپنا پیشوا کہنے والو.....لو! اور سنو.....ایک لفظ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ''قطبیت'' دیکھو.....تھوڑی سی تفصیل بھی سنو.....تفصیل یہ ہے کہ وہی سید محمد عبدالغفور رضوی صاحب جن کا تذکرہ اُوپر ہوا ہے.....اُن کی عمر چودہ یا پندرہ سال کی ہوئی تو ان کے والدین ان کو لے کر بریلی پہنچے.....یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ ہے.....بریلی پہنچنے کے بعد ان کے والدین نے ان (سید محمد عبدالغفور) کو اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرایا.....وہ اعلیٰ حضرت کے حصہ کے تھے.....اور یہ کہہ لیجئے کہ ان پر اعلیٰ حضرت کا حق بھی تھا.....اعلیٰ حضرت کی نگاہِ فیض سے ان کی آنکھیں روشن ہوئی تھیں.....ان کے والدین کے لئے یہی کیا کم تھا کہ بچے کی آنکھوں میں روشنی آگئی.....لیکن ان کی والدہ نے اعلیٰ حضرت کی قطبیت کی شاہد تھیں.....اب جان گئی کہ اس بارگاہ میں جائز چیزوں کی جو درخواست کی جائے گی قبول ہوگی.....اسی موقع سے ان کی والدہ کے منہ سے نکلا.....حضور والا! دعا فرمادیں کہ میرے بچہ کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہو۔ اللہ اللہ اعلیٰ حضرت کو کہہ دینا چاہئے کہ بی بی اب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ



والسلام کا زمانہ نہیں ہے کہ آپ کا بچہ ڈیڑھ سو سال تک زندہ رہے گا.....نہیں بلکہ وہ بات سنئے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فرمایا، آپ نے دعا کی اور ہم نے آمین کہہ دی.....آپ کا بچہ ڈیڑھ سو سال تک جئے گا.....اللّٰہُ اَکْبر کبیرا۔ ۲۰۰۶ء میں جب سید محمد عبدالغفور صاحب سے ''لطیف مصور'' نے انٹرویو لیا تو اس وقت سید محمد عبدالغفور صاحب کی عمر ایک سو چھ سال تھی.....اب بتایئے کہ اعلیٰ حضرت! اگر ولی نہیں ہوتے.....قطب نہیں ہوتے تو کہہ دیتے، بی بی تم کیسی تمنا لے کر آئی ہو.....اس کے لئے میں نہ دعا کرسکتا ہوں.....نہ آمین کہہ سکتا ہوں.....لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ آپ نے دعا کی اور میں نے آمین کہا.....جاؤ! تمہارا بچہ ڈیڑھ سو سال زندہ رہے گا۔

عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کر گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

درود پاک پڑھئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْ ل اللّٰہ ﷺ.

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا تیسرا واقعہ

آیئے! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی قطبیت کا تیسرا واقعہ بھی دل لگا کر سنئے۔.....اس واقعہ کے چشم دید گواہ محترم سید عبدالغفور صاحب ہی ہیں.....اعلیٰ حضرت کا قلم چل رہا ہے..... ہمیشہ چلا، تازندگی چلا، اتنا چلا کہ آج دنیا حیران ہے.....انگشت بدنداں ہیں.....سینکڑوں آدمیوں کا کام تنہا کردیا.....ہاں تو قلم چل رہا ہے.....لوگ آپ کی بارگاہ میں آتے جارہے ہیں اور السلام علیکم کہتے جارہے ہیں.....اعلیٰ حضرت وعلیکم السلام فرمانے کے بعد آنے والوں سے کہتے ہیں بیٹھ جائیے.....اس طرح سے بہت سارے لوگ جمع ہوگئے.....اب ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے السلام علیکم.....اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا قلم رُک گیا.....اپنے سر کو اُوپر اُٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں وعلیکم السلام.....مزید کہتے ہیں کیا آپ

انسان سے ہیں؟ ..... آنے والا شخص کہتا ہے نہیں، میں جنہ سے ہوں..... بتائیے! ذرا سوچ سمجھ کر بتائیے کہ ہر آدمی ..... عام آدمی ایسا کہہ سکتا ہے؟..... زور سے بولئے..... نہیں بتا سکتا ہے..... تو اب امام احمد رضا کی قطبیت میں شک کیسا؟ ..... حاضر ہونے والے شخص سے قطبِ زماں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟۔

آنے والے نے کہا سلیمان ابن حلوان ہے اور میں جنوں کا بادشاہ ہوں۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے مزید پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے؟۔

سلیمان ابن حلوان نے کہا میری عمر کا پتہ تو میری والدہ کو معلوم ہے، البتہ میں نے طوفانِ نوح (علیہ السلام) کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوں۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کہا، اے سلیمان تم نے تو بہت سارے انبیائے کرام کا عہد دیکھا..... دَور دیکھا ہے..... بتاؤ ہمارے آقا و مولیٰ احمد مختار ﷺ کو بھی دیکھا ہے؟۔

سلیمان نے کہا میں نے حضور احمد مختار ﷺ کو بھی دیکھا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کہا! کوئی ثبوت ہے؟۔

سلیمان بن حلوان نے کہا کہ میرے پاس ایک آئینہ ہے..... حضور احمد مختار ﷺ نے اس آئینہ میں ایک مرتبہ اپنا چہرۂ اقدس دیکھا تھا اور وہ مبارک چہرہ..... پیارا چہرہ..... چہرۂ والضحیٰ آج تک آئینہ میں موجود ہے۔

امام احمد رضا خاں قادری نے سلیمان بن حلوان کی گفتگو سن کر فرمایا..... تم وہ آئینہ مجھے دکھا سکتے ہو؟۔

سلیمان بن حلوان نے کہا کہ میں اسی لئے تو حاضر آیا ہوں کہ وہ آئینہ آپ کو دکھاؤں۔

سلیمان بن حلوان نے وہ آئینہ قطبِ زماں امام احمد رضا قدس سرہٗ کے سامنے پیش کیا..... امام احمد رضا قادری نے سامعین سے فرمایا کہ آپ لوگ جائیے اور وضو کر کے آئیے اور ایک ایک کر کے آئینہ میں رسول اعظم ﷺ ..... امام الانبیاء کے چہرے کی زیارت کیجئے..... لوگ وضو کرنے کے لئے چلے جن کا گھر قریب تھا وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں گئے..... کسی نے اپنے والد کو..... کسی نے بھائی کو..... کسی نے چچاؤں کو..... کسی نے اپنے



دادادؤں کو..... کسی نے دوستوں کو..... کسی نے احباب کو خبر دی کہ چلئے..... قطبِ زماں امام احمد رضا قادری کی بارگاہ میں رسولِ کائنات ﷺ کے چہرے کی زیارت کرائی جائے گی..... یہ خبر سن کر لوگوں کی قطاریں لگ گئیں اور سینکڑوں لوگوں نے رسولِ معظم ﷺ کے چہرۂ اقدس کی درود پڑھتے ہوئے زیارت کی۔

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

ہمارا قطبِ زماں..... آپ کا قطبِ زماں..... اِن کا قطبِ زماں..... اُن کا قطبِ زماں..... سنّیوں کا قطبِ زماں..... کتنا پیارا قطبِ زماں ہے کہ لوگوں کو بیٹھے بیٹھے بریلی میں زیارتِ رسول ﷺ کرا رہا ہے..... میرے بھائی یہ کیسا دَور ہے کہ جو شخص آلو (بٹاٹا) کو نہیں پہچانتا وہ اعلیٰ حضرت کو پرکھنے چلا ہے..... تو یہ سن کر بہت تکلیف ہوتی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ولی نہیں مجدّد تھے..... کمال کر دیا نئے دور کے محقق نے مجدّد مان رہا ہے..... لیکن ولی نہیں مان رہا ہے، یہ تحقیق صحیح نہیں..... ایسے محققوں سے میں یہ کہوں گا کہ تم یہ معلوم کرو کہ ولایت کا عہدہ بڑا ہے یا مجدد کا..... پھر تم کو معلوم ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت ولی ہیں یا نہیں۔

## ۱۹۷۱ء میں مدینہ شریف کا واقعہ

امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی قطبیت سے تھوڑا ہٹ کر چند دل افروز واقعہ سن لیجئے..... محترم سید عبدالغفور صاحب سے یہ پوچھا گیا کہ آپ کی یادداشت میں کوئی اور اہم واقعہ ہے؟ تو محترم نے کہا کہ ۱۹۷۱ء میں مسجد نبوی شریف کی توسیع کی غرض سے مسجد نبوی کے اردگرد کی قبروں سے لاشیں نکالی گئیں..... ان میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ کرام کے اجسام مبارک کو ان کی قبروں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے..... دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکومت نے پروگرام بنایا..... ایسے موقع پر دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے سربراہان اور نمائندوں کو سعودی حکومت نے مدعو کیا..... اور بلایا..... کچھ عجب معما ہے نہ سمجھنے اور نہ سمجھانے کا..... جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے وہ پھر قبروں کو توڑ کر..... قبروں سے نعشوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے..... دنیا بھر کے لوگوں کو کیوں اکٹھا کیا تھا؟..... بہر حال آگے کا واقعہ سنئے..... ان مہمانوں میں ابوظہبی کے حکمراں شیخ زید سلطان بھی شامل تھے..... ان کے ملازمین کے ساتھ جناب سید عبدالغفور صاحب بھی شریک ہوئے..... آپ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سات صحابہ کرام کی قبر کھود کر ان کے اجسام نکالے گئے..... اسٹریچروں پر رکھے گئے جن پر قالین بچھے ہوئے تھے..... تمام میتوں کے اجسام سے خوشبوئیں نکل رہی تھیں..... تمام کے چہرے اقدس بالکل تروتازہ تھے اور کفن صاف ستھرے. ..... کچھ صحابہ کرام کی ڈاڑھیاں کالی اور کچھ کی سفید تھیں..... ان میتوں میں حضرت مالک بن سنائی..... حضرت عمر بن ربی..... حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین تھے..... اور انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ اقدس انتہائی خوبصورت، پُرجلال اور بالکل زندوں کی طرح تروتازہ تھا..... ان کا رنگ صاف، چہرے پر ڈاڑھی کی روئیدگی کا آغاز بھنویں سیاہ اور گھنی تھیں..... میت پاک سے مسحور کن خوشبو اٹھ رہی تھی..... محترم رضوی صاحب نے بازو مبارک کو چھوا تو اس میں گداز تھا۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ..... ارے جس رسول ﷺ کے والد کو مٹی نہ کھا سکی..... اس رسول ﷺ کو مٹی کیسے کھا سکتی ہے..... جن صحابہ کرام کے اجسام کو مٹی گلا نہ سکی..... ان کے رسول ﷺ کو مٹی کیسے گلا سکتی ہے..... اس لئے امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کہتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز اپنے شعر میں ’’واللہ‘‘ کا استعمال دو جگہ پر کیا ہے..... واللہ کا معنی کیا ہوتا ہے؟..... اللہ کی قسم..... خدا کی قسم..... بیشک..... یقیناً..... جس معنی کو سامنے لائیے سب صحیح ہے، درست ہے۔ (۹-۲۰۰۶)

وہ ہستیاں تو بڑی پیاری ہستیاں ہیں..... ان ہستوں کا کیا کہنا..... ہمارے آقا ﷺ نے ہمیں وہ علم وعمل دیا ہے کہ ہم لوگ اس علم وعمل پر کاربند ہو جائیں تو ہمیں مٹی نہیں کھا سکتی



ہے..... نہ گلا سکتی ہے..... آج بھی جو لوگ دین پر کاربند ہیں تو گاہے گاہے ایسے واقعات سننے اور پڑھنے کو ملتے ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔

## ۴؍ جنوری ۲۰۱۶ء میں ناسک (مہاراشٹر) کا واقعہ

۴؍ جنوری ۲۰۱۶ء کے روزنامہ ’’انقلاب‘‘، ممبئی میں ایک خبر شائع ہوئی جو یہ ہے۔

ناسک؍ مالیگاؤں (نمائندہ انقلاب) ناسک شہر کے چوک منڈئی محلہ میں واقع مونا پیر قبرستان میں ایک قبر کی کھدائی کے دوران کفن سمیت صحیح سلامت لاشہ پایا گیا..... گورکن عبدل رضا اور فیروز خان مونا پیر قبرستان کے ایک حصے میں قبر کھود رہے تھے..... یہاں تھوڑی دیر میں مرحوم سراج الدین کوکنی کا جنازہ لایا جانے والا تھا..... قبر کی کھدائی کے دوران گورکنوں کو سفید کپڑے میں ملبوس انسانی جسم نظر آیا..... ان دونوں نے مٹی ہٹائی تو مکمل انسانی وجود تھا ..... قبر سے اٹھنے والی مشکبار خوشبو سے پورا احاطہ مہک رہا تھا..... اس ضمن میں ناسک کے معروف سماجی خادم سید میر مختار اشرفی نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ متذکرہ قبر ۲۷؍سال قدیم ہے..... اور قبرستان میں موجود ریکارڈ کے مطابق متذکرہ قبر مرحوم عبدالرؤف کوکنی کی ہے۔ اس واقعہ کے متعلق مسلمانان ناسک کو اطلاع ملتے ہی مونا پیر قبرستان کے اطراف ہجوم ہونے لگا..... ایک جھلک دیکھنے کے لئے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑ رہے تھے..... دھکم پیل، چیخ و پکار کے درمیان مرحوم عبدالرؤف کوکنی کی قبر کو دوبارہ ڈھانک دی گئی..... واضح رہے کہ مونا پیر قبرستان میں رونما ہونے والا یہ تیسرا واقعہ ہے..... اس سے قبل بھی ایسے واقعات سامنے آئے ہیں۔

بتایا جاتا ہے کہ مرحوم عبدالرؤف کوکنی خدا ترس، نیک انسان اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے..... انہیں بزرگانِ دین سے بھی خاصی انسیت وعقیدت تھی‘‘۔

## حضرت حضیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

پیارے بھائیو! یہ تو الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے، ہزاروں میل دُوری پر کوئی حادثہ یا

واقعہ ہوتا ہے تو منٹوں میں خبر ہی نہیں آتی ہے بلکہ حادثات وواقعات کو آدمی ہو بہو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے، دنیا کے لوگوں نے دیکھا کہ جب داعش والوں حضرت حضیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو توڑا تو حضرت حضیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسدِ پاک یونہیں تازہ تھا اور صرف تازہ ہی نہیں بلکہ جنگ میں تلوار چلاتے ہوئے دشمن کی تلوار کی ضرب سے شہید ہوئے....وہ زخم بھی اسی طرح تازہ تھا....یہ سب دیکھنے کے بعد بھی داعش والوں اور وہابیوں کی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں....اور یہ مزارات کے دشمن بنے ہوئے ہیں....یہی وہ فرقہ ہے جس پر دہشت گرد ہونے کا الزام بھی ہے اور یہ حقیقتاً دہشت گرد ہیں....شاعر نے کہا ہے۔

بدتمیزی تو ہے پیدائشی خصلت تیری
حق کو باطل سے ملانا، یہ ہے فطرت تیری
رب کی آیات کا انکار ہے عادت تیری
اہلِ ایماں پہ ظاہر ہے خباثت تیری

ہیں شیطان تیرے ناز اُٹھانے والے
اُو وہابی اُو مزارات کے ڈھانے والے

جس کے ایمان پر بے ایمانی وشیطانی کا پتھر پڑا ہے وہ لوگ ان پتھروں کو ہٹائیں....اور حقیقت کو دیکھ کر حقیقت کی وادی میں آئیں....حق بولیں....حق سنیں....اور حق پرستوں کا ساتھ دیں....حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربت بھی کھلی اور لوگوں نے دیکھا کہ صدیاں گزرنے کے بعد ان کے سر پر تلوار سے آئے زخم سے ویسا تازہ خون نکل رہا تھا جیسا کہ زخم لگتے وقت نکلتا ہے....لوگوں نے دیکھا کہ خون نکل رہا ہے اور لوگ پوچھتے جارہے ہیں اور خون نکلتا جارہا ہے....ابھی بھی دل کے اندھے کے سر کی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں تو افسوس کا مقام ہے....خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

رودادِ سفر دلچسپ اور طویل ہے....دیکھنے والے....نصیحت لینے والے....نصیحت پکڑنے والے تو ایک بات یا واقعہ پر نصیحت پکڑتے اور لیتے ہیں لیکن کوردیدہ کسی بات سے



نصیحت نہیں لیتے ہیں۔

## جہلم کا واقعہ

جہلم کا واقعہ تو ابھی بالکل تازہ ہے....اخبار میں بات شائع ہو چکی ہے....کہ معروف روحانی ہستی اور سابق سجادہ نشین دربار عالیہ کالا دیو شریف پیر عبدالواحد المعروف حاجی پیر کا جسد خاکی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا....دریائے جہلم کے کنارے واقع معروف درگاہ کالا دیو شریف کے سابق سجادہ نشین اور روحانی بزرگ پیر عبدالواحد المعروف حاجی پیر جو تقریباً ڈیڑھ سال قبل وفات پا گئے تھے، کو درگاہ کے ایک حصے میں سپرد خاک کر دیا گیا تھا چند روز قبل ان کے بیٹے کو خواب میں جسدِ خاکی دوسری جگہ منتقل کرنے کا اشارہ ہوا جس پر علمائے کرام اور سجادہ نشین پیر زاہد سے مشاورت کے بعد گزشتہ شب ان کا جسد خاکی متبادل جگہ منتقل کر دیا گیا اس حوالے سے معلوم ہوا کہ ڈیڑھ سال قبل وفات پانے والے حاجی پیر کا جسد خاکی جب قبر کشائی کے بعد نکالا گیا تو بالکل صحیح وسلامت اور کفن تازہ حالت میں تھا، خاندان کے افراد زیارت کی جس کے بعد ان کو متبادل جگہ سپرد خاک کر دیا گیا، اس حوالے سے علما و مشائخ کا کہنا ہے کہ اللہ کے ولی دنیا، عالم برزخ اور آخرت میں کامیاب ہیں اور ایسی نشانیاں ایمان کی تازگی کا باعث ہیں۔

اتنی صاف سچائی اور دن کی مانند منور واقعہ دیکھ کر بھی اگر گمراہوں کی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں....اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے تو کیا کہا جائے کہ ہدایت کا باب ان کے لئے بند ہو چکا ہے....سچے دل سے بارگاہِ ایزدی میں دعا مانگیں۔

سامعین کرام! ہم سب بارگاہ نبوی ﷺ میں یہ عرض کریں جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے عرض کیا ہے۔

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلتِ بد پیشتر کی ہے

## کلیان (مہاراشٹر) کا واقعہ

سڑک کو وسیع کرنے کی غرض سے ۸/اپریل ۲۰۱۷ء سنیچر کے دن کلیان کے حضرت نگرانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربت کو میونسپل کارپوریشن نے توڑا.....روزنامہ انقلاب ممبئی اتوار ۹/ اپریل ۲۰۱۷ء مطابق ۱۱/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ۔ صفحہ ۳ کی رپورٹ سن لیجئے۔

کلیان (اعجاز عبدالغنی) تاریخی کالی مسجد کے مقابل ۳۰۰ سالہ حضرت نگرانی شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو کلیان ڈومبولی میونسل کارپوریشن (کے ڈی ایم سی) کے انہدامی دستے نے بھاری پولیس کی موجودگی میں مسمار کردیا۔ شہری انتظامیہ نے عقیدت مندوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے بزرگ کی قبر کو کھود کر باقیات کو کالی مسجد کے احاطے میں دوبارہ دفن کردیا ہے۔ دوسری جانب درگاہ کو مسمار کرنے کی اطلاع ملتے ہی سینکڑوں مسلم نوجوان جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔ اور مزار کو مسمار کرنے کی مخالفت کرنے لگے لیکن پولیس اہلکاروں نے مورچہ سنبھالتے ہوئے درگاہ کو چاروں طرف سے گھیرلیا اور انہدامی دستے نے مزار کو ہٹانے کی کاروائی مکمل کی۔

عیاں رہے کہ مقبرہ روڈ سے سجانند چوک تک سڑک کی توسیع کے درمیان حائل نگرانی شاہ بابا کی درگاہ کو ہٹانے کے لئے شہری انتظامیہ درگاہ نے درگاہ کمیٹی کو نوٹس جاری کیا تھا جس کے بعد اس ضمن میں وقف بورڈ نے مداخلت کرتے ہوئے کے ڈی ایم سی کو نوٹس جاری کرتے ہوئے بغیر وقف بورڈ کی اجازت کے مزار کو نہیں ہٹانے کا حکم دیا تھا۔

تاہم سنیچر کو شہری انتظامیہ نے وقف بورڈ کے حکم نامے اور ہزاروں عقیدت مندوں کے جذبات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بھاری پولیس فورس کی موجودگی میں حضرت نگرانی شاہ بابا کی درگاہ کو مسمار کردیا البتہ بابا کے مزار کو کھونے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد مقامی مسلم نوجوانوں نے قبر کو کھود کر



مدفون بزرگ کے باقیات نکال کر کالی مسجد کے احاطے میں دفن کردیئے۔

اس ضمن میں درگاہ کمیٹی کے اہم رکن فاروق شیخ نے بتایا کہ ”کے ڈی ایم سی“ نے وقف بورڈ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درگاہ کو مسمار کرکے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ درگاہ کمیٹی کے پاس سبھی قانونی دستاویزات ہیں جو ”کے ڈی ایم سی“ اور کورٹ میں پیش کیے جاچکے ہیں اور معاملہ کورٹ میں زیر سماعت ہے اس کے باوجود ”کے ڈی ایم سی“ کے انہدامی دستے نے درگاہ کو مسمار کردیا جس سے لوگوں میں کافی ناراضگی پائی جارہی ہے“۔

رپورٹ یہ کہتی ہے کہ مزار ۳۰۰/سالہ پرانا تھا.....تین سو سال پہلے کی قبر کھودی گئی..... رپورٹر کہتا ہے کے باقیات کو کالی مسجد کے احاطے میں دفن کردیئے..... باقیات کا مطلب کیا ہے؟..... یہی نہ کہ جسم کا کچھ حصہ سڑ گیا..... کچھ گل گیا اور کچھ باقی ہے.....میرے عقل مند مسلمان بھائیو کیا تین سو سال کے بعد بھی جسم کے باقیات رہتے ہیں؟.....عینی شاہدین کا یہ کہنا ہے کہ ہاں باقیات ہی نکلے.....سر کی ہڈی.....ٹخنے وغیرہ کی ہڈیاں نکلیں.....ایسا نہیں ہے کہ کچھ نہیں نکلا.....لوگوں کو حیران کرنے والی بات ہے کہ تین سو سال کے بعد بھی زمین مکمل طور پر نہیں کھاسکی .....یہی تو اللہ والے کی پہچان ہے۔

یہ بھی ایک طرح کی حضرت نگرانی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ تین سو سال بعد دکھایا اے لوگوں دیکھو کہ مکمل طور پر مجھے مٹی نہیں کھاسکی.....اب تو کہئے کہ ہمارا کلمہ حق ہے..... ہماری عبادت حق ہے.....ہمارا کلمہ.....ہماری عبادت.....ہمارا قرآن پاور فل طاقت ور چیزیں ہیں.....اسلام زندہ باد.....چلئے ہم آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کی قطبیت کی طرف لے کر چلتے ہیں۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا چوتھا واقعہ

عزیزانِ گرامی! پڑھا لکھا طبقہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

قادری قدس سرہٗ کے ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ خاص شاگرد و مرید و خلیفہ تھے.....اعلیٰ حضرت خطوط میں ہمیشہ ملک العلما کو ''اَلولد اعز'' لکھا کرتے تھے..... ملک العلما نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی بریلی شریف کے دار العلوم منظر اسلام سے شروع کیا..... آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ ملا ہوا تھا.....آپ اسی کمرہ میں رہا کرتے تھے.....ایک دن استاذ محترم کے ساتھ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد جب کمرہ میں واپس آئے تو آپ کو ایک ٹیلی گرام موصول ہوا کہ آپ کی ڈھائی سالہ بیٹی سخت بیمار ہے.....لہٰذا جلد سے جلد گھر تشریف لے آئیں.....ٹیلی گرام پڑھنے کے بعد ملک العلما پریشان ہو گئے.....ملک العلما ''استھانواں'' بہار کے رہنے والے تھے.....اور اس وقت بریلی شریف میں موجود تھے.....آپ نے رخت سفر کی تیاری کی کہ عشا کی نماز پڑھنے کے بعد، بیٹی کی بیماری کی تفصیل اور ٹیلی گرام آنے کی خبر اعلیٰ حضرت کو بتا کر شب میں دس بجے گاڑی پکڑ کر پٹنہ کے لئے روانہ ہو جاؤں گا..... عشا کی نماز کے بعد استاذ محترم کے پاس پہنچے.....ابھی مدعا کہا نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ملک العلما کی جانب ایک نایاب کتاب بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ کتاب فلاں صاحب کی ہے..... مطالعہ کی غرض سے لی ہے.....لیکن کتاب بہت خوب ہے تم اس کی نقل کر دو کہ بوقت ضرورت اس کتاب سے استفادہ حاصل کیا جا سکے..... ایسے عالم میں کیا ہونا چاہیے؟..... ملک العلما کو کہنا چاہئے کہ حضور میری ڈھائی سالہ بچی سخت علیل ہے.....میرا گھر گاؤں میں ہے.....جہاں دور دور تک ڈاکٹر نہیں ملتے ہیں.....میں گاؤں جا رہا ہوں.....دیکھئے! یہ ٹیلی گرام آیا ہوا ہے.....اَللّٰہ اَللّٰہ.....لیکن ملک العلما نے کچھ نہیں کہا.....خیال رہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ ملک العلما کے استاذ بھی ہیں.....پیر بھی ہیں.....مرشد بھی ہیں.....مربی بھی ہیں.....محسن بھی ہیں.....مدعا بھی ہیں۔

چپ چاپ اعلیٰ حضرت کے ہاتھوں سے کتاب لے کر نقل کرنے کے لئے بیٹھ گئے..... .اس زمانہ میں یہ بجلی کی روشنی اور فین کی ہوا نہیں تھی.....لالٹین کی روشنی تھی.....اسی لالٹین کی روشنی میں بیٹھ کر رات بھر میں کتاب نقل کر کے صبح کی نماز کے بعد اصل کتاب اور نقل لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے.....کتاب کی نقل دیکھ کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس



سرہٗ بہت خوش ہوئے.....ملک العلما کو دعاؤں سے نوازا.....اب اعلیٰ حضرت کی ولایت و قطبیت و کرامت دیکھئے.....ملک العلما سے فرمایا! گھبراؤ نہیں.....الحمد للہ تمہاری بچی خیریت سے ہے.....اس کا بخار اُتر گیا ہے.....لیکن تم صبح کی ٹرین سے فوراً گھر کے لئے روانہ ہو جاؤ.....آپ لوگ بولئے یہ قطبیت ہے کہ نہیں؟.....کرامت ہے کہ نہیں؟.....آپ لوگ یہاں بیٹھے بیٹھے اپنے اپنے گھروں میں دیکھ رہے ہیں کہ گھر کے افراد میں سے کون کیا کر رہا ہے؟.....نہیں دیکھ رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلی سے بہار میں دیکھ رہے ہیں تو اس طرح سے کون دیکھتا ہے؟.....اللہ کا ولی، قطب، غوث و اوتاد دیکھا کرتے ہیں.....اعلیٰ حضرت کا فرمانا کہ تمہاری بچی خیریت سے ہے.....یہ سن کر ملک العلما کی پریشانی کافور ہو گئی.....اطمینان نصیب ہوا.....سبحان اللہ.....بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے.....آگے بڑھئے اور سنئے.. ...ملک العلما نے ٹرین پکڑ کر اپنے گاؤں ''استھانواں'' کے لئے روانہ ہوئے.....اپنے گاؤں پہنچے اور بچی کو روبصحت پایا۔

ملک العلما کی اہلیہ نے ملک العلما کو بتایا کہ بچی کا بخار بہت تیز تھا.....جسم تپ رہا تھا.. ...بخار ہر لمحہ بڑھتا جا رہا تھا.....گھر میں کوئی ایسا نہیں تھا جس کو ڈاکٹر کے یہاں بھیجا جائے..... گھر میں صرف دو خاتون تھیں ایک ملک العلما کی اہلیہ اور ایک اہلیہ کی ماں یعنی ملک العلما کی ساس تھیں.....جو بچی کے سر پر پانی کی پٹی چڑھاتی تھیں.....رات بھر یہی عمل ہوتا رہا اور صبح تک ہوتا رہا.....صبح کو جب بخار میں افاقہ ہوا تو ملک العلما کی اہلیہ مسہری پر لیٹ گئیں اور ان کو نیند آ گئی.....ملک العلما کی ساس جو کرسی پر بیٹھ کر سر پر پانی کی پٹی چڑھاتی تھیں کرسی پر بیٹھی تھیں ان کو بھی نیند آ گئی.....جب دونوں نیند کی آغوش میں چلی گئیں تو یکا یک ایک ڈراؤنی آواز سے ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں.....آنکھوں کا کھلنا تھا کہ دیکھا مسہری کے سرہانے ایک بڑا سا بلّا لٹکا ہوا ہے.....اور اس کا منہ بیمار بچی کی جانب ہے.....دونوں خواتین کے بیدار ہونے کے بعد بلّا غائب ہو گیا.....بلا کا غائب ہونا حیرت کی بات ہے.....حیرت کی بات اس لئے ہے کہ موسم سردی کا ہے.....دروازے کھڑکیا سب بند ہیں.....جب سب بند ہیں تو گھر میں یہ بلّا آیا کیسے؟.....اور بھاگا کس طرف سے؟.....بلّا جب مسہری سے نیچے

اُترا تو دونوں نے گھر کا چپہ چپہ اور کونہ کونہ چھان مارا لیکن بلا نظر نہیں آیا..... ملک العلما کو جب یہ واقعہ سنایا گیا تو آپ اس بات پر حیران ہوئے کہ اسی وقت پر اعلیٰ حضرت نے بچی کی صحتیابی کی خوشخبری سنائی تھی..... یہ اللہ کے ولی کی نگاہ کرم کا واقعہ ہے... ہوسکتا ہے کہ بیمار ذہن کچھ اور سوچے اور دل ہی دل میں دل کی بیماری کو بڑھائے اور کسی کے پاس جا کر یہ سوال کرے کہ مولانا احمد رضا خاں تو اپنے شاگرد ملک العلما کی بیمار بچی کے سامنے بلا بن کر آئے تھے۔ توبہ نعوذ باللہ.... ایسے بیمار ذہنوں سے یہ ناچیز ایک سوال کرے گا کہ دنیا کے ہر آدمی کے پاس نفس ہے مگر کوئی بتائے کہ نفس کی شکل کیسی ہے؟... آپ لوگ بتا سکتے ہیں؟... نہیں بتا سکتے ہیں..... اس لئے نہیں بتا سکتے ہیں کہ نفس کی شکل کو کبھی دیکھا ہی نہیں کہ نفس کی شکل کیسی ہے.. ..آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ نفس کی کوئی صورت نہیں ہے..... کوئی ہیئت نہیں ہے..... میں پوچھتا ہوں کہ نفس کی کوئی شکل وصورت وہیئت نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟..... ظاہری والے کہتے ہیں کہ نفس صفت ہے.... اب میں ان کی مانوں کہ اُن کی مانوں جنہوں نے نفس کو دیکھا ہے.. ..اُن دیکھنے والوں میں کئی ہیں اور کئی نے نفس کو کئی شکلوں میں دیکھا ہے۔

حضرت شیخ بوعلی سیاہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے نفس کو سور کی شکل میں دیکھا۔

خواجہ محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نفس کو لومڑی کے بچے کی شکل میں دیکھا جو میرے حلق سے نکل پڑا تھا۔

شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے نفس کو زرد رنگ کے کتے کی شکل میں دیکھا۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ کہتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی شکل میں دیکھا۔

ایک اور بزرگ کہتے ہیں کہ نفس کو میں نے چوہے کی شکل میں دیکھا۔

ایک نفس کی متعدد شکلیں ہوسکتی ہیں تو بخار بھی بلے کی شکل اختیار کر کے نکل سکتا ہے..... یہی تو اعلیٰ حضرت کی قطبیت ہے کہ بخار کو بلے کی شکل میں نکالا..... وہ بلا اگر حقیقی بلا ہوتا تو گھر میں تلاش کے بعد ضرور ملتا مگر نہ ملنا یہی بتاتا ہے کہ وہ بخار تھا جو چلا گیا، درود شریف سنایئے تو آگے بتاؤں۔



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا پانچواں واقعہ

آیئے! اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ سماعت کیجئے..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ بعد نماز عشا محلہ سوداگراں میں رہنے والے بیمار مسلمانوں کی عیادت کرنے جاتے تھے..... ایک دن لیاقت علی خان صاحب کے شیر خوار صاحبزادے ''ریاست خان کو بخار آ گیا ..... بخار بڑھتا گیا..... اُس زمانے میں نہ ڈاکٹروں کی کثرت نہ دوا عام تھی..... پنساری کی دوکان سے چند جڑی بوٹی لا کر ابالتے اور اسی کو پلاتے تھے..... افاقہ ہو گیا تو قسمت نہیں تو بیماری بڑھ جاتی تھی..... ریاست خان کا معاملہ بڑھتا گیا اور بڑھتے بڑھتے ''سرسام'' تک معاملہ پہنچ گیا..... حکیم عبدالصمد صاحب کو بلایا گیا..... وہ دیر تک نبض دیکھتے رہے اور یہ کہہ کر چل دیا کہ کل صبح نسخہ لکھوں گا..... یہ باتیں کس طرف اشارہ کرتی ہیں؟..... خطرے کی جانب..... بیماری کے حاوی ہونے کی جانب..... اس سے آگے کہئے تو موت کی جانب..... حکیم صاحب اس کو واضح طور پر بیان کرتے تو یہ کہتے کہ رات میں بچہ بچ گیا تو صبح دوائی دوں گا..... لیکن حکیم صاحب کے اشارے کنائے کو گھر کے افراد سمجھ گئے کہ بچہ کے بچنے کی امید نہیں ہے..... شام ہو چکی ہے..... پھر بھی بچہ کا باپ کسی ڈاکٹر کی تلاش میں نکل گیا کہ کوئی ایسا ڈاکٹر مل جائے جو میرے بچہ کو اچھا کر دے۔

اسی دن عشا کی نماز کے بعد جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری جب مسجد سے نکلے تو خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب لالٹین لے کر آگے بڑھے..... اعلیٰ حضرت نے حاجی کفایت اللہ سے فرمایا کہ لیاقت میاں کے یہاں چلنا ہے..... ان کا شیر خوار بچہ بیمار ہے اسے دیکھنا ہے..... دونوں اشخاص چلے اور لیاقت علی خان صاحب کے گھر تک پہنچے..... حاجی کفایت اللہ صاحب نے دروازے پر دستک دے کر آواز لگائی کہ اعلیٰ حضرت تشریف لائے ہیں..... دروازہ کھلا گھر کے لوگوں نے اعلیٰ حضرت کو اندر لیا..... آپ نے بچہ کو دیکھا تو بچہ سخت

خطرے میں تھا.....آپ نے بچہ کو دم کیا اور اس کی ماں کو تسلی و تشفی دی.....اور دو نقش تحریر فرما کر ایک بچہ کے دائیں بازو پر اور دوسرا بائیں بازو پر بندھوایا.....اور ہدایت کی کہ اگر ایک گھنٹے میں بخار نہ اترے تو تعویذ کو اِس بازو کا اُس بازو پر اور اُس بازو کا اِس بازو پر باندھیں.....پھر بھی بخار نہ اُترے تو تیسرے گھنٹے میں نقش بدل کر باندھیں.....یہ بتا کر اعلیٰ حضرت وہاں سے چلے.....راستے میں لیاقت علی خان صاحب ملے، انہوں نے اصرار کر کے اعلیٰ حضرت کو واپس اپنے مکان پر لے گئے.....اعلیٰ حضرت نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے.....آپ کا بچہ اچھا ہو جائے گا اور اعلیٰ حضرت واپس آ گئے۔

اب بچے کے ماں باپ دونوں انتظار کرنے لگے کہ اعلیٰ حضرت نے تعویذ بندھوائی ہے دیکھتے ہیں بخار کب کم ہوتا ہے؟.....ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن بخار میں کوئی کمی نہیں ہوئی..... تعویذ بدل دی گئی.....دوسرے گھنٹہ کے آخری حصہ میں بخار نرم ہی نہیں پڑا.....کم ہی نہیں ہوا بلکہ غائب ہو گیا.....بچے کے والدین کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی.....آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے.....غم محو ہو گیا.....اُداس چہرے پر خوشی دمکنے لگی.....مضطرب اور بے چین دلوں کو قرار آ گیا.....کہ میرا نونہال اچھا ہو گیا.....سجدۂ شکر ادا کیا۔

صبح ہوئی.....نماز فجر کے بعد لیاقت علی خان صاحب بچہ کو لے کر حکیم عبد الصمد صاحب کے مطب میں پہنچے.....حکیم صاحب نے نہ جانے کیا کیا سوچا ہوگا؟.....بچے کو دیکھ کر نہ جانے خیالات میں کیا کیا آئے ہوں گے.....لیکن جب بچے کو صحیح سلامت دیکھا تو ان کو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ سرسام کا بخار کیسے اُترا؟.....لیاقت علی خان صاحب نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ان کے گھر پر تشریف لانے کا.....دو نقش کا دینے کا.....دونوں بازو پر باندھ کا سارا واقعہ حکیم صاحب کے سامنے رکھ دیا۔

یہ سن کر حکیم صاحب نے کہا جب تمہارے یہاں ایسے ایسے نقش موجود ہیں تو تم مجھ جیسے بوڑھے کو کیوں تکلیف دیتے ہو۔

دوستو! دوا میں بھی شفا ہے.....دعا میں بھی شفا ہے.....تعویذات و نقوش میں بھی شفا ہے.....نگاہِ مومن میں بھی شفا ہے.....فرمانِ ولی میں بھی شفا ہے.....قولِ قطب میں بھی شفا



ہے.....لیکن ہر دوا میں شفا نہیں ہے.....سب دعا میں شفا نہیں ہے.....تمام تعویذات و نقوش میں شفا نہیں ہے.....ہر مومن کی نگاہ میں شفا نہیں ہے.....لیکن اللہ والوں کے قول میں..... بات میں.....دعا میں، دوا میں تعویذات و نقوش میں ضرور شفا ہے.....اور یہاں تو بات ہے، قطب زماں کی تو کیوں نہ شفا ہو؟۔ڈاکٹر اقبال نے کہا۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن — گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروتی — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا چھٹواں واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کی تصانیف میں ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' مشہور تصنیف ہے.....اہلِ علم اور علمائے کرام کے درمیان یہ کتاب کافی معروف ہے.....اس کتاب کی تصنیف کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں آپ سے حضور سرورِ کائنات، فخر موجودات ﷺ کے غیب سے متعلق فتویٰ پوچھا گیا.....امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے مطاف میں مقامِ ابراہیم کے پاس کعبہ شریف کے دروازہ کے سامنے بیٹھ کر آٹھ گھنٹے میں ۴۰۰رسو صفحات کی کتاب لکھ دی.....اور کمال یہ ہے کہ سارے حوالے متن، صفحات نمبر اور مصنفین کے نام بھی لکھ دیئے.....کتاب لکھنے کے بعد حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اس کتاب پر یہاں کے علماء سے تصدیقات لکھوا لیجئے..... حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی جب کتاب لے کر علما کے پاس پہنچتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت امام احمد رضا قبلہ نے یہ کتاب آٹھ گھنٹے میں مطاف میں بیٹھ کر لکھی ہے.....تو علما حیران اور ہکا بکا ہو جاتے تھے اور یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے کہ جو شخص لائبریری سے دور ہو.....جس کے پاس کتابیں نہ ہوں.....اپنے کتب خانے سے دور ہو.....اور کتاب میں سارے حوالے موجود ہوں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟.....سوال برحق ہے.....سچ ہے.....عقل یہی کہتی ہے کہ حوالے کے لئے کتابوں کا موجود ہونا ضروری ہے.....قصہ مختصر یہ کہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ بہت سارے علمائے کرام سے تصدیقات لکھوا لیں.....مگر سب کا سوال ایک ہی

ہوتا تھا کہ کتابوں سے دورہ کر یہ کتابیں انہوں نے کیسے لکھ دی... ایسے سوالات سے علامہ کو تکلیف ہوتی تھی..... جب تصدیقات اور مسودہ کو لے کر علامہ صاحب اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں آئے اور آپ نے ساری باتوں سے مطلع کیا تو اعلیٰ حضرت نے آبدیدہ ہو کر فرمایا..... مولانا ضیاء الدین صاحب جب حرم شریف میں مقام ابراہیم کے پاس میں کتاب لکھنے کے لئے مطاف میں بیٹھا تو دیکھا کہ کعبہ شریف کے دروازہ پر ایک طرف سردارِ دو جہاں حضور ﷺ رونق افروز ہیں..... اور ایک جانب حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور درمیان میں سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں..... آپ نے جو کچھ فرمایا اسے احمد رضا نے لکھ دیا۔

کون سمجھے گا خدا کے بھید کو
عالمِ اسرار ہے احمد رضا

اگر ابھی بھی کسی کا بیمار ذہن اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت کو ولی و قطب نہیں مانتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں... ہم اس کو چیخ کر سینے پر چڑھ کر تو منوا نہیں سکتے ہیں.... مانو تو فائدے میں رہو گے.... اللہ اللہ۔ یہ وہ پاکباز ہستیاں ہیں، یعنی ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، کہ ہم ان کو خواب میں دیکھنے کے لئے ترستے ہیں....اور امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کھلی آنکھوں سے دیدار فرما رہے ہیں۔

رچ بس گیا ہے ذہن میں ناصرؔ کسی کا روپ
اب کیا کریں گے پھر کوئی شہکار دیکھ کر

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا ساتواں واقعہ

محفل میں بیٹھے ہوئے میرے بھائیو! اعلیٰ حضرت کی قطبیت پر میری گفتگو سن کر یقیناً آپ کی ایمانی حرارت میں محبت کی لہر پیدا ہوتی ہوگی کہ ہمارے اعلیٰ حضرت کا کتنا اونچا مقام ہے.... اور مقام سے ہم بے خبر ہیں..... آپ کو خبر کرنے کے لئے ہی یہ بندہ ناچیز حاضر آیا ہے.... اعلیٰ حضرت کی قطبیت پر مزید کچھ کہنے سے قبل حضور مفتی اعظم ہند کے چار اشعار



سماعت کر لیجئے۔

دل ستانی کرنے والے ہیں ہزاروں دلربا
دل نوازی کرنے والا دلربا ملتا نہیں
دل گیا اچھا ہوا اس کا نہیں غم، غم ہے یہ
لے گیا پہلو سے جو وہ دلربا ملتا نہیں
محیِ سنّت، حامیِ ملّت، مجدّدِ دین کا
پیکرِ رشدٗ وہدیٰ احمد رضا ملتا نہیں
بے نوا کو بے صدا ملتا ہے اس سرکار سے
دودھ بھی بیٹے کو ماں سے بے صدا ملتا نہیں

ایک بار درود شریف سنایئے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

یہ حقیر و فقیر ایک جگہ تقریر کرنے کے لئے گیا وہاں پر ایک مولانا صاحب نے کہا کہ یہاں ایک صاحب عقیدتاً سنّی ہیں لیکن دوسرے سلسلہ سے بیعت ہیں اس بنا پر وہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت، مولوی تھے، مولانا تھے، عالم تھے، فاضل تھے، مفتی تھے، مجدّد تھے..... ولی نہ تھے..... مَیں نے کہا یہ ان کی کم علمی ہے..... آدمی اپنے جتن سے..... جدوجہد سے، سعی سے، کوشش سے..... محنت و مشقت سے مولوی، مولانا، عالم، فاضل، مفتی، بن سکتے ہیں اور بنے ہیں..... اور بنتے رہیں گے..... ولی تین طرح کے ہیں جو آپ کو معلوم ہے..... ایک مادر زاد ہوتے ہیں..... دوسرے کسبی یعنی اپنی عبادت و ریاضت سے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں..... تیسرے عطائی یعنی کسی اللہ والے کی عطا سے ولی ہوتے ہیں..... لیکن مجدّد نہ اپنی جدوجہد سے، نہ سعی سے، نہ کوشش سے ہوتا ہے..... بلکہ مجدّد من جانب اللہ ہوتا ہے..... اور جو مجدّد ہوتا ہے، وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے..... اس پروگرام میں میرا موضوع سخن ''امام احمد رضا قدس سرہٗ کی قطبیت'' تھا..... تقریر کے بعد وہاں کی مسجد کے امام کو ایک صاحب ہاتھ سے اشارے

کر رہے تھے.....امام صاحب نے کہا وہ نہیں آئے ہیں مگر خبر تو ہو ہی جائے گی.....میں نے پوچھا کیا بات ہے موصوف کہنے لگے وہی صاحب جو اعلیٰ حضرت کو ولی نہیں مانتے ہیں..... محفل میں نہیں آئے ہیں تو ان کو تو رپورٹ مل ہی جائے گی کہ آپ کی تقریر اعلیٰ حضرت کی قطبیت پر ہوئی ہے....اور آپ نے دلائل کی روشنی میں بتایا کہ اعلیٰ حضرت قطبِ وقت ہیں۔

میرے بھائیو! وہ تو عامی طبقہ سے تھا جو اعلیٰ حضرت کو ولی نہیں مانتا ہے..... یہاں تو پڑھا لکھا طبقہ جس میں تعصب بھرا ہوا ہوتا ہے، وہ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری کو ولی نہیں مانتا.... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے متعلق نہ جانے کیا کیا بکتا ہے....اور جب کہیں پھنستا ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کی طرف ہی رجوع کرتا ہے.... فتاویٰ رضویہ کا ہی محتاج ہوتا ہے....فتاویٰ رضویہ سے مسئلہ حل کرتا ہے....ایسے بے وفاؤں کے متعلق حضرت نظمی میاں مارہروی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے....آپ بھی سماعت کر لیجئے۔

میرے نوری کی نورانیت گو بہ گو
اللہ ھو، اللہ ھو، اللہ ھو
مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے لگیں
نام کے پیر زادوں کے سینے جلیں
وقت پڑنے پہ ان کے ہی فتوے پڑھیں
اور حوالے ان ہی کی کتابوں سے دیں
لے کے نامِ رضا دشمنوں سے لڑیں
پھر بھی نامِ رضا پر وہ جل بھن مریں
نظمی ایسوں کے منہ پر کرو آخ تھو
پھر لگاؤ وہی نعرہ اللہ ھو
اللہ ھو، اللہ ھو، اللہ ھو

آیئے! اعلیٰ حضرت کی قطبیت پر مزید گفتگو ملاحظہ کیجئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ پہلی بار ''بنارس'' تشریف لے گئے.....انسان جب



پہلی بار کہیں جاتا ہے تو وہاں کی سڑکوں سے.....راہوں سے.....گلیوں سے واقف نہیں ہوتا ہے.....اسی لئے کسی گلی میں جانے کے لئے کسی سے پوچھتا ہے.....بنارس کے اس سفر میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ آپ کے خادم خاص جناب حاجی کفایت اللہ بھی ساتھ تھے.....آپ کہتے ہیں کہ بنارس میں ایک دن ایک شخص نے اعلیٰ حضرت کی دعوت کی.....میں بھی ساتھ میں تھا، کھانا کھانے کے بعد تانگہ پر بیٹھ کر واپسی ہوئی.....تانگہ والا جب تانگہ کو آگے بڑھا یا تو قطبِ زماں نے فرمایا اس راستہ سے نہیں، بلکہ اس راستہ سے فلاں مندر کے پاس سے ہوتے ہوئے چلو.....اس بات پر حاجی کفایت اللہ صاحب کو حیرت ہوئی کہ اعلیٰ حضرت پہلی بار یہاں تشریف لائیں ہیں..... یہاں کی گلیوں سے کیسے واقف ہوگئے.....اور مندر کا نام کیسے جانا اور وہ مندر کس راستہ پر ہے وہ بھی بتا رہے ہیں.....دیکھتے ہی دیکھتے وہ مندر سامنے آ گیا.....دیکھا کہ ایک سادھو تانگے کی طرف آ رہا ہے.....اعلیٰ حضرت نے تانگہ رکوا دیا .....سادھو قریب آیا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو ادب سے سلام کیا.....اعلیٰ حضرت نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد آنے والے شخص نے اعلیٰ حضرت کے کان سے منہ قریب کر کے کچھ گفتگو کی.....اس گفتگو کو حاجی کفایت اللہ صاحب نہیں سمجھ سکے.....گفتگو کے بعد سادھو مندر میں واپس چلا گیا.....اور تانگہ والے نے تانگہ کو آگے بڑھایا.....حاجی کفایت اللہ صاحب کی بے چینی بڑھی ہوئی تھی اور بڑھ رہی تھی کہ وہ کون تھا؟.....آخر کار اعلیٰ حضرت سے پوچھ ہی لیا کہ حضور وہ کون تھا؟.....اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''ابدالِ وقت'' اَللّٰہ اَللّٰہ .....حاجی صاحب حیران ہوگئے اور کہہ اٹھے.....حضور ''ابدالِ وقت اور مندر میں؟.....اعلیٰ حضرت نے فرمایا، آم کھایئے.....پتے مت گنیئے۔

سرشار ہوں میں جس کی مئے ہوش ربا سے
اس کی نگہہ مست کا اک جام بہت ہے

اس مقام پر پہنچ کر عقل تھک جاتی ہے.....ذہن ماؤف ہو جاتا ہے.....فہم کروٹیں لینے لگتی ہے.....دانشمندی پر زوال طاری ہو جاتا ہے.....یہ روحانی مقام ہے اور روحانی مقامات کو روحانی مقام پر فائز ہستی ہی پہچان سکتی ہے.....اب ایک بات سمجھنے کی ہے کہ عہدہ کونسا

بڑا ہے؟.....ابدالیت کا یا قطبیت کا؟۔حضرت علامہ احمد یار خاں نعیمی نے عہدوں کا مرتبہ اس طرح سے بتایا ہے۔بشر پر مومن.....اس پر صالح.....اس پر شہید.....اس پر متقی.....اس پر مجتہد.....اس پر اوتاد.....اس پر ابدال.....اس پر قطب.....اس پر قطب الاقطاب.....اس پر غوث.....اس پر غوثِ اعظم.....اس پر تابعی.....پھر اس پر صحابی.....پھر اس پر انصاری.....پھر ان پر مہاجر.....پھر ان پر صدیق.....پھر ان پر نبی.....پھر ان پر رسول.....پھر ان پر اولوالعزم.....پھر ان پر خلیل.....پھر ان پر خاتم النبیین.....پھر اس وصف پر رحمۃ للعالمین.....پھر ان پر حبیب.....پھر اس درجہ پر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اب ساری باتوں سے ہٹ کر یہ دیکھئے کہ ابدالیت کا مقام عام لوگ سے آٹھ درجے بلند ہیں.....اور قطبیت کا نو درجے بلند ہیں.....تو بلندی والا ہی نہ نیچے والے کو سمجھے گا.....جانے گا.....کہ نیچے والا اُوپر والے کو جانے گا.....سمجھے گا.....جس نے اپنے مقام کو نہیں جانا وہ ولایت وقطبیت کے مقام کو کیسے جانے گا.....امام احمد رضا کے مقام کو سب لوگ نہیں سمجھ سکتے.....جو پیر روحانی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں.....صرف پیر ہیں.....ان کو یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ راہِ سلوک میں پہلی منزل، دوسری منزل، تیسری منزل، چوتھی منزل، پانچویں منزل، چھٹی منزل، ساتویں منزل کیسے طے ہوتی ہے.....ذکر کا اثر بدن پر کیا ہوتا ہے؟.....روح پر کیا ہوتا ہے.....دل پر کیا ہوتا ہے.....دماغ پر کیا ہوتا ہے.....خیالوں پر کیا ہوتا ہے.....لیکن امام احمد رضا قدس سرہٗ تو ان میں سے کچھ چیزوں کے موجد ہیں۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا آٹھواں واقعہ

اولیائے کرام میں ایک طبقہ سالک کا اور ایک طبقہ مجذوب کا ہے.....مجذوب بھی ولایت کی چوکھٹ عبور کر کے مجذوب بن جاتے ہیں.....ان کی داستان یہ ہوتی ہے کہ سالک جب سلوک کی منزل میں ہوتے ہیں اور جب انہیں عروج ہوتا ہے تو وہ فنافی اللہ کی منزل میں داخل ہوتے ہیں.....تو وہاں ذات ''ھُو'' کا جلوہ نظر آتا ہے.....وہاں سے سالک یہ کہتے ہوئے پلٹ آتے ہیں کہ اب تو منزل کو دیکھ لیا جب جی چاہے گا چلے آئیں گے.....اور سالک کا ایک



طبقہ کہتا ہے کہ اب کیا پلٹنا، اسی کے لئے تو ذکر و فکر کیا.....ذکر و فکر میں لگا رہا.....اسی کے عشق میں ڈوبا رہا.....عشق بھی ایسا کہ جنوں کی حد تک پہنچ جاتا ہے.....لہٰذا اب ''ھُـــو'' ہی میری منزل ہے، لہٰذا ''ھُــو'' کے پانے کی خوشی میں.....''ھُو'' سے ملنے کی خوشی میں سب کو چھوڑ دیتے.....سب کو بھول جاتے ہیں.....نہ تن کا ہوش، نہ دنیا کی فکر.....نہ کھانے کی پرواہ، نہ مکان کی خواہش ہوتی ہے.....یہی طبقہ مجذوب کہلاتا ہے.....جو اکثر جذب کے عالم میں رہتے ہیں.....اسی لئے صوفیا کہتے ہیں کہ مجذوب پیر بنانے کے لائق نہیں ہیں.....سالک کو ہی پیر بنایا جائے.....تاکہ اپنے مریدوں کو سلوک کی راہ بھی طے کرائیں اور خبر گیری بھی کرتے رہیں.....سالک ومجذوب کی مختصر سی تفصیل سماعت کرنے کے بعد اب اعلیٰ حضرت کا مجذوب کو اصلاح کرنے کا واقعہ سنئے:

بریلی شریف میں ایک مجذوب رہتے تھے.....ان کا نام تھا ''دھو کا شاہ'' نام کچھ اور ہوگا لیکن مشہور اسی نام سے تھے.....علامہ حسنین رضا صاحب علیہ الرحمہ کے بقول دھو کا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے اپنے بچپن میں اعلیٰ حضرت کے پاس آتے جاتے دیکھا.....اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک مجذوب اعلیٰ حضرت کے پاس کیوں آتے تھے؟.....کیا یوں ہی آتے جاتے تھے؟ یا کسی مقصد سے آتے جاتے تھے؟.....میں یہ کہوں گا کہ ہر چاہنے والے کو کچھ نہ کچھ چاہئے.....ہمارے کشکول میں کچھ نہ کچھ چاہئے.....ہماری طرح راہِ تصوف کے لوگوں کا بھی حال ہے.....ہم کسی مسئلہ میں اٹک جاتے ہیں تو اپنے سے بڑوں سے رجوع کرتے ہیں.....اسی طرح سے راہِ تصوف میں اٹکنے والے اپنے بڑوں سے رجوع کرتے ہیں.....اسی لئے راہِ تصوف میں طالب ہونے کا حکم ہے.....یہ طالب ہونا اس کے لئے ہے جو راہِ تصوف کا طلب گار ہو اور اس کے پیر کا انتقال ہو گیا ہو تو وہ کسی کامل پیر کا طالب ہو سکتا ہے.....یا کسی کامل سے رجوع کر کے اپنا مسئلہ حل کر سکتا ہے.....حضرت دھو کا شاہ کا بھی ایک معاملہ اٹکا ہوا تھا.....جس کو سلجھانے کے لئے انہوں نے امام احمد رضا کا انتخاب کیا.....وہ مسئلہ کیا تھا؟.....کتابوں کا مسئلہ نہیں تھا.....فقہ کا مسئلہ نہیں تھا.....تصوف کا مسئلہ تھا.....وہ مسئلہ یہ تھا.....کہ ایک دفعہ وہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پہنچے۔

اور کہنے لگے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی حکومت جس طرح سے زمین پر نظر آتی ہے..... آسمان پر نظر نہیں آتی ہے.....اور یہی بات توجہ طلب ہے کہ مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہے؟..... اے قطب زماں، امام احمد رضا، میرا مسئلہ حل کیجئے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا.....ہمارے آقا و مولیٰ حضور پُر نور ﷺ کی حکومت جس طرح سے زمین پر نظر آتی ہے اسی طرح آسمان پر نظر آتی ہے.....ہمارے آقا ﷺ کی حکومت جس طرح سے زمین پر ہے اسی طرح سے آسمان پر بھی ہے.....کچھ دیر تک سکوت کا عالم رہا.....اس کے بعد دھوکا شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر کہا.....آقائے نامدار حضور ﷺ کی حکومت زمین پر نظر آ رہی ہے، مگر آسمان پر نظر نہیں آتی ہے۔

قطبِ زماں، امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فرمایا کسی کو نظر آئے یا نہ آئے لیکن شہنشاہِ بطحا، شہنشاہِ دو جہاں کی حکومت ہر جگہ ہے.....ہمارے آقا کی حکومت بحر و بر پر ہے. .....خشک و تر پر ہے.....برگ و ثمر پر ہے.....شجر و حجر پر ہے.....شمس و قمر پر ہے.....ہر جگہ ہے. ...ہر شے پر ہے.....زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی ہے.....میرے آقا کی حکومت تھی، ہے اور رہے گی.....اعلیٰ حضرت کی گفتگو سن کر دھوکا شاہ وہاں سے چلے.....کدھر چلے وہ جانیں.. ...کدھر دیکھا وہ جائیں.....کہا گیا ہے کہ مجذوب کے ایک ہاتھ میں آگ اور ایک ہاتھ میں پانی ہوتا ہے.....عام لوگوں کو اور خاص کو بھی مجذوب سے دور ہی رہنا بہتر ہے۔

ایک بات یہ کہہ دوں کہ تصوف و طریقت میں جب عشق جنوں کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو سالک مجذوب بن جاتا ہے....اور جب مجذوب بن جاتا ہے تو سالکیت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے....امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے اندر عشق رسول ﷺ اس قدر بھرا ہوا تھا کہ جنوں کی حد تک پہنچ گیا تھا....مگر آپ سالک ہی رہے....مجذوب نہیں بنے....شریعت و سنت پر گامزن رہ کر طریقت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا جو آپ نے سنا اور سن رہے ہیں.... اسے شریعت پر استوار ہونے کی بنیاد پر مجذوبوں کی اصلاح بھی فرماتے تھے....آپ کے پاس دل ہے، علم ہے، عمل ہے....تو اس کی روشنی میں قطبِ زماں امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے....دیکھنے کی سعی کیجئے....اور آپ کی قطبیت ولایت و کرامت کو مانئے۔



## ایک حادثہ کی روداد

حضرت دھوکا شاہ علیہ الرحمہ کے روانہ ہونے کے بعد ایک حادثہ رونما ہوا کہ پیر و مرشد مولائے من، سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہٗ جن کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی گھر کے کوٹھے پر تھے، وہاں سے آپ گر پڑے.....اس حادثہ کو عظیم حادثہ کہنا چاہئے.... کیوں کہ کوٹھے پر سے گرنے کے بعد ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتے یا کوئی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے..... مفتی اعظم ہند کا گرنا تھا کہ گھر میں ایک طرح کا کہرام مچ گیا.....اعلیٰ حضرت کی والدہ محترمہ نے اعلیٰ حضرت کو آواز دی.....اعلیٰ حضرت اپنی والدہ کی صدا پر والدہ کے قریب پہنچے..... والدہ نے کہا! تم کچھ دیر پہلے ایک مجذوب سے الجھ پڑے تھے.....تمہاری بات سے شاید وہ ناراض ہو گئے.....تمہاری بات ان کو ناگوار گزری.....وہ غصہ میں چلے گئے.....شاید ان کی نگاہِ جلال کی گرمی سے میرا پوتا مصطفیٰ رضا کوٹھے سے گر پڑا.....مجذوبوں سے الجھنا اچھا نہیں..... اللہ۔ اللہ۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی والدہ کو کیا جواب دیا وہ سنئے.....اور اعلیٰ حضرت کی قطبیت کو دیکھئے.....والدہ محترمہ سے فرمایا امّی! مصطفیٰ رضا کوٹھے سے گر پڑے لیکن ان کو چوٹ نہیں لگی ہے.....یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت مسکرا پڑے.....سوچئے، غور کیجئے، فکر کیجئے اور دماغ کو ایسی باتوں کے قریب کیجئے کہ اگر ہم لوگ کے ساتھ ایسا ہو جائے تو ہم لوگ کیا کریں گے؟..... اور کیا کہیں گے.....آہ اور اُف کی صدا بلند کریں گے.....کوئی کہے گا ڈاکٹر کو بلاؤ تو کوئی کہے گا ڈاکٹر کے پاس لے کر چلو.....مگر وہاں تو اعلیٰ حضرت مسکرا رہے تھے.....اور جو آپ نے فرمایا اسے بھی سماعت کیجئے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا مولیٰ تبارک و تعالیٰ اگر مجھے ایسے مصطفیٰ رضا ہزار عطا فرمائے تو خدا عز و جل کی قسم کہ میں سب کو شریعتِ مطہّرہ پر قربان کر سکتا ہوں.....لیکن شریعتِ پاک پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا.....آگے یوں گویا ہوئے.....دھوکا شاہ تو فقیر کے پاس اپنی اصلاح کے لئے آتے ہیں اور اصلاح کا کام فقیر کے سپرد ہے.....توجہ چاہوں گا.....اصلاح کون کرتا ہے؟.....تو دنیا کہتی ہے کہ جس کی تعلیم زیادہ ہوتی ہے.....جس کی صلاحیت زیادہ

ہوتی ہے..... جس کی لیاقت زیادہ ہوتی ہے..... ان باتوں کو دنیا مانتی ہے..... آپ بھی مانتے ہیں..... تو جو مجذوب کی اصلاح کرے..... وہ صرف عالم ہی ہے..... یا قطب بھی؟..... ایمان وعقیدہ اور عقیدت درست ہے تو آدمی یہی کہے گا جو مجذوب کی اصلاح کرتا ہے وہ قطبیت کی منزل پر فائز ہے..... اعلیٰ حضرت نے مزید آگے فرمایا کہ ڈھوکا شاہ اس منزل پر تھے کہ زمین کی سیر کر چکے تھے..... لیکن آسمان کے سیر کی منزل تک رسائی نہیں تھی..... ان کو ایک نگاہ کی ضرورت تھی کہ معلم کائنات حضور پُر نور ﷺ کی حکومت کو آسمان پر بھی دیکھ سکیں..... اس لئے وہ احمد رضا کے پاس آئے..... وہ نگاہ ان کو عطا کر دی گئی ہے۔

کیا ایسی باتیں ہر شخص کہتا ہے؟..... نہیں کہہ سکتا ہے..... کیوں نہیں کہہ سکتا ہے؟..... اس لئے نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ کام ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے..... یہ کام وہی کر سکتا ہے جو مقام قطبیت پر ہو..... اور اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ مقام قطبیت پر فائز تھے..... اب شہادت کے موجود ہوتے ہوئے، انکار، ردّ، ایں وآں کیسا؟ مکر ومفر کیوں؟..... اگر اس مجمع میں ایسے مرض میں گرفتار ہوں تو علاج کریں اور کروائیں..... درود پاک سنائیے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَاوَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْ لَ اللّٰہ ﷺ

## نگاہِ قطبیت کام کر گئی

اس کے آگے کیا ہوا وہ بھی سماعت کر لیجئے..... آن گزرا..... لمحے گزرے..... ساعتیں گزریں..... وقفہ گزرا..... اور پھر دوبارہ ڈھوکا شاہ رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ عالی، قطب وقت امام احمد رضا کے پاس تشریف لائے..... مست ہو کر..... جھومتے ہوئے پہنچے..... اور لپکتے ہوئے آگے بڑھے..... دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا کہ وہ قطب زماں کی طرف بڑھ کر ان کے گلے سے لگ گئے..... معانقہ کیا..... خوب کیا..... پھر پیشانی چوم لی..... اور بولنے لگے خدا کی قسم! آفتاب ھدیٰ..... ماہتابِ عطا..... درِّ بحرِ صفا..... معدنِ اتقا..... سید الاصفیا..... جلوۂ حق نما..



..... عکسِ نورِ خدا..... صاحبِ ھل اتی..... احمد مجتبیٰ..... ﷺ کی حکومت جس طرح سے زمین پر ہے..... اسی طرح سے آسمان پر ہے..... بلکہ ہر شے پر ہے..... آپ کے طفیل میں ہر جگہ حضور ﷺ کی حکومت دیکھ رہا ہوں..... دو تین اشعار سن لیجئے..... آپ کے عشق کی لہر اور اوج پر پہنچ جائے گی۔

پُر نور پُر سُرور یہ جلسہ رضا کا ہے
جس سمت آج دیکھئے چرچا رضا کا ہے
کتنا بلند مرتبہ اعلیٰ رضا کا ہے
گھر گھر میں دیکھو پھیلا اُجالا رضا کا ہے
ہم سنّیوں کا آج جو پرچم بلند ہے
راہی یقین مانیے صدقہ رضا کا ہے

اگر اعلیٰ حضرت قطب نہیں ہوتے تو مجذوب کی رہنمائی کیسے کرتے؟..... حقیقت کا پتہ کیسے بتاتے؟..... مذکورہ واقعہ آپ نے سماعت کی، اس واقعہ سے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت قطب تھے..... اور اس بات کی شہادت اس دور کے اہل نظر اور ولیوں نے دی ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کو ولی اور قطب ماننے میں ہچکچاہٹ کیسی؟..... دو پیسے کا آدمی کسی ولی سے زیادہ علم رکھتا ہے کیا؟..... آپ کا جواب نفی میں ہوگا..... اور ہونا چاہئے..... یہاں تو ولی اللہ تو اعلیٰ حضرت کو ولی اور قطب مان رہے ہیں..... اور روحانیت سے خالی مولوی کہتا ہے کہ ہم نہیں مانیں گے..... نہیں مانے گا تو نگاہِ ولی کی مار کھا..... اور کھا بھی رہا ہے..... ایسوں کو اُس کے مقام پر چھوڑ کر آگے بڑھئے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا نواں واقعہ

میرے دینی بھائیو..... اسلام میں نمازی کا مقام الگ ہے..... روزہ داروں کا مقام الگ ہے..... زکوٰۃ ادا کرنے والوں کا مقام الگ ہے..... حاجیوں کا مقام الگ ہے..... سب کا مقام الگ الگ ہے..... حاجی کا مقام دیکھئے کہ حج کے نام پر سفر کرنے والے نے ابھی حج

نہیں کیا ہے..... لیکن حج کے لئے گھر سے نکل رہا ہے..... تو اس کو بھی مقام مل گیا..... اسی لئے تو لوگ حاجی سے ملنے..... دیدار کرنے..... استقبال کرنے کے لئے جاتے ہیں..... اور ملنے والے اپنا مدعا بھی کہتے ہیں کہ میرے لئے دعا کیجئے گا کہ میں بھی حج کر لوں..... آقا علیہ ﷺ کی بارگاہ میں میرا اسلام عرض کر دیجئے گا وغیرہ وغیرہ..... حاجی کے مرتبہ پر ابھی وہ فائز نہیں ہوا ہے..... فائز ہونے جا رہا ہے..... لیکن اس کی خدمت میں درخواست ابھی سے آنی شروع ہو گئی ہے..... بولئے یہ مقام و مرتبہ ہے کہ نہیں؟..... ہے، اچھا اب ایک بات یہ کہ لوگ حجاج کرام کو تحفتاً کچھ پیش کرتے ہیں..... ان میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں..... ایک وہ جو دیتے ہیں تو سب کو دکھا کر دیتے ہیں اور ایک وہ جو سب سے چھپا کر دیتے ہیں..... دکھا کر دینے والوں کا تحفہ سب دیکھتے ہیں مگر چھپا کر دینے والوں نے کیا دیا کسی نے نہیں دیکھا..... ان باتوں کو ذہن میں رکھئے اور تقریر سنئے..... ایسے حاجیوں سے ملنے اور ان کے استقبال کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ بھی اسٹیشن جانے کی تیاری کر رہے تھے..... اعلیٰ حضرت جب اسٹیشن یا شہر میں کسی کے یہاں تشریف لے جاتے تو اکثر بریلی کے ''ننبن میاں'' کی فٹن ''بگھی'' ہوا کرتی تھی..... اس دن ننبن میاں کی ''فٹن'' کے آنے میں دیر ہو گئی..... اب مستری غلام نبی صاحب اعلیٰ حضرت کو بغیر اطلاع دیئے ہوئے تانگہ لینے بازار چلے گئے..... تانگہ لے کر لوٹے تو دور سے دیکھا کہ ننبن میاں کی فٹن آچکی ہے..... وہاں سے ہی چار آنے دے کر کے تانگہ والے کو واپس کر دیا..... وہاں تو دینے والا اور لینے والا ہی جانتا تھا..... تیسرا کوئی نہیں جانتا تھا..... چار دن کے بعد جب غلام نبی صاحب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے ایک چونی نکال کر ان کو دی..... موصوف نے پوچھا یہ کیسی چونی ہے؟..... قطب زماں امام احمد رضا نے فرمایا اس روز تانگہ والے کو آپ نے دی تھی..... اس پر جناب غلام نبی صاحب کو حیرت ہوئی..... اور حیرت کی بات بھی ہے..... اس لئے کہ دینے والا دوری پر دے رہا ہے..... اس وقت شاید اعلیٰ حضرت اپنے کمرہ میں تھے..... اور دینے والا سڑک پر دے رہا ہے..... اور پھر اعلیٰ حضرت اعتماد سے فرماتے ہیں کہ اس دن تانگہ والے کو آپ نے دیا تھا..... بولئے یہ قطبیت ہے کہ



نہیں؟ ہے، ہے..... سبحان اللہ..... اسی لئے اس واقعہ کو حضرت مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ نے ''کشف و کرامت'' کے نام سے لکھا ہے..... ابھی بھی آپ لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں نہیں کھلتی ہیں تو کھولئے..... اور کھول کر دیکھئے..... پڑھئے اور سنئے اور اعلیٰ حضرت کو سمجھئے۔

جناب غلام نبی صاحب نے چونی لینے سے انکار کرتے ہوئے گویا ہوئے..... حضور وہ چونی بھی آپ ہی کی تھی..... محفل میں بیٹھے لوگوں نے غلام نبی صاحب سے کہا میاں اس کو تبرک سمجھ کر رکھ لو..... موصوف نے رکھ لی اور جب تک وہ چونی ان کے پاس رہی برکت ہی برکت دیکھنے کو ملی۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا دسواں واقعہ

حاضرین گرامی! اللہ والوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ زبان سے بات کہہ دیتے ہیں وہ پوری ہو جاتی ہے..... اللہ تعالیٰ ان کی زبان کی لاج رکھ لیتا ہے..... کیوں؟..... اس لئے کے اللہ والے کی زبان پر اللہ ہی اللہ ہوتا ہے..... ان کی زبان پاک ہوتی ہے..... عام لوگوں کی طرح ان کی زبان پر گندی باتیں اور گالی گلوج نہیں ہوتے ہیں..... تاریخ بتاتی ہے کہ بریلی کے تاجدار امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی عمر ابھی تئیس سال کی تھی کہ ۱۲۹۵ھ میں والدین کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہوئے..... حج ادا فرمایا..... اس دور میں پانی کا جہاز ہی تھا..... سمندر میں جب طوفان آتا تو لوگ خوف سے کانپ جاتے تھے..... بعض اوقات جہاز ڈوب بھی جاتا تھا..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ واپسی میں والدین کے ساتھ جہاز میں بیٹھ گئے..... سمندر میں طوفان اٹھا اور شدید اٹھا..... اس قدر شدید کہ خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کفن پہن لیے تھے..... طوفان کے تھمنے کا نام نہیں..... لوگ مضطرب و بے چین تھے کہ نہ جانے کس پل میں جہاز ڈوب جائے اور جان چلی جائے..... ایسی اضطرابی کیفیت اعلیٰ حضرت کے والدین کے اُوپر بھی نمایا تھی..... اعلی حضرت نے جب یہ منظر دیکھا تو خود فرماتے ہیں کہ ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ لوگ اطمینان رکھیں..... خدا کی قسم یہ جہاز نہیں ڈوبے گا..... اللہ اللہ..... یہ قسم کھانا کیسا تھا؟

..... ایسے وقت میں کیا ہم اور آپ، یہ، وہ سب قسم کھا سکتے ہیں؟..... نہیں میاں نہیں کھا سکتے ہیں..... اس لیے کہ طوفان پر بندے کے اختیارات نہیں ہیں..... رب قدیر جو چاہے کرے... تو پھر اعلیٰ حضرت نے قسم کیوں کھائی؟..... خود فرماتے ہیں کہ یہ قسم میں نے حدیث ہی کی اطمینان پر کھائی تھی..... جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے..... میں نے پڑھ لی تھی..... حدیث پر اس طرح کا یقین کیا ہم میں آپ میں، اس میں، اُس میں ہے؟..... آج کل تو کچھ لوگ، کچھ فرقے عمل کرنے سے بچنے کے لئے حدیث پاک کو، ضعیف، ضعیف، غریب، غریب، موضوع، موضوع کہہ کر اپنی زبانوں کو گھس لیا ہے..... یہ ضعیف حدیث ہے..... یہ غریب حدیث ہے..... یہ موضوع حدیث ہے..... یہ پیمانہ تو محدثین کا تھا اور ہے..... آپ میری بات نہیں سمجھ پا رہے ہیں اس طرح سے سمجھئے کہ میدان میں ایک سو بیس کلو کا ''مگدر'' رکھا ہوا ہے..... کس کے لئے ہے؟..... ایک سو بیس کلو کا ''مگدر'' کون اٹھائے گا؟..... ''ایرا غیرا نتھو خیرا''..... نہیں! ایک سو بیس کلو کا ''مگدر'' کو منجھا ہوا پہلوان اٹھائے گا اور ایک ہاتھ سے اٹھائے گا..... اسی طرح سے حدیث کون سمجھائے گا؟ محدثین سمجھائیں گے..... مگر آج کل تو ''ایرا غیرا نتھو خیرا'' جو دن بھر بازار میں بھینس کی دلالی کرتا ہے..... شام میں درسِ حدیث لگا کر لوگوں جمع کر کے گمراہ کرتا ہے..... ایسوں سے بچیے۔

آگے سنیئے! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا..... پھر قسم نکل جانے پر خود مجھے اندیشہ ہوا..... اللہ اللہ..... امام احمد رضا کی نظر ہے جو ہر طرف ہے..... ہر جانب ہے..... ہر گوشے پر ہے..... فرماتے ہیں کہ معاً حدیث یاد آئی'' من یتأ لعلی اللہ یکذبہ۔ حضرت عزت کی جانب رجوع کی اور سرکار رسالت..... شہنشاہِ بطحا..... عرش کے دولہا..... غمزدوں کے غمگسار آقا ﷺ سے مدد مانگی..... الحمد للہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے شدید چل رہی تھی، دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی۔

بتائیے! اس واقعہ میں یہ ساری باتیں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی کس منزل کا پتہ دیتی ہیں؟..... کس مرتبے کا پتہ دیتی ہیں؟..... علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس مشکل گھڑی میں سب لوگ



دعائیں کر رہے تھے..... سب کے ہاتھ پھیلے ہوئے تھے..... سب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کر رہے تھے..... اور احمد رضا لکھ رہے تھے۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کی ڈالی نچھاور کریں اور پڑھیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

حضراتِ گرامی! اخیر میں مَیں آپ لوگوں سے یہی کہوں گا کہ امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی ذات و شخصیت کو پڑھ کر، سن کر، سمجھئے اور اعلیٰ حضرت سے سچی محبت کیجئے..... سچی محبت کرنے والا عاشق کہلاتا ہے..... اور عاشق کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا ہے..... مَیں اس شعر پر اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں۔

اُٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆☆☆

## دوسری تقریر

# اعلیٰ حضرت کی قطبیت کا دوسرا رُخ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَامَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُاَنْ اَلَّآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّابَعْد

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنْ اَوْلِیَآ ؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

رَبَّنَایَامَوْلٰنَاوَاجْعَلْنَامِنْھُمْ. وَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدَنَاوَمَوْلٰنَامُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰے اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارَکْ وَسَلَّمْ.

(تمام تعریفیں اللہ کو..... ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں..... اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں..... اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں..... جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں..... اور جس کو راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں..... اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں.... اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ



اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کئے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

''اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں''

اے ہمارے رب..... اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر..... اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے..... اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے..... آمین آمین آمین۔)

آیئے! ہم سب مل کر..... جھوم جھوم کر..... سچے دل سے..... امین وصادق آقا ﷺ..... بشیر و نظیر آقا ﷺ..... طٰہٰ و یٰسین آقا ﷺ..... رحمۃ للعالمین آقا ﷺ..... شفیع المذنبین آقا ﷺ..... بیواؤں کے حامی آقا ﷺ..... جہالت کو دُور بھگانے والے آقا ﷺ..... حلم و بردبار آقا ﷺ..... خُلقِ عظیم والے آقا ﷺ..... دونوں جہاں کے سردار آقا ﷺ..... اختیار و عزت والے آقا ﷺ..... معلم کائنات آقا ﷺ..... صاحبِ لولاک والے آقا ﷺ..... ہم سب کے غمگسار آقا ﷺ..... غیب بتانے والے آقا ﷺ..... ہمارے دل میں ایمان اتارنے والے آقا ﷺ..... جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَاوَمَوْلٰنَامُحَمَّدِ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی شخصیت وہ عظیم شخصیت ہے کہ اس شخصیت کے سمندر میں جتنا ڈوبئے..... گہرائی اور زیادہ بڑھتی جاتی ہے..... ہم لوگ غوطہ خور نہیں..... ہم تو تماشائی کی حیثیت رکھتے ہیں..... لیکن یہی کیا کم ہے کہ تماشائی ہی سہی..... لیکن غور کیجئے کہ کس شخصیت کو دیکھتے ہیں..... کس شخصیت کو سنتے ہیں؟ تو کہتے ہیں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی محافل کو دیکھتے ہیں..... ان کے متعلق سنتے ہیں..... ہر شخص کو اپنا پیارا ہوتا ہے..... تو ہم اعلیٰ حضرت کے ہیں اور اعلیٰ حضرت ہمارے ہیں..... ہم ان کے پیارے ہیں وہ ہمارے پیارے

ہیں.....تو آیئے! اب اپنے پیارے کے متعلق پیاری بات سنئے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا گیارہواں واقعہ

دوستو! یہ تو سائنسی دور ہے..... ہر چیز پر ترقی کا دور دورہ ہے.....لیکن مرجھائی کلیاں کھل نہیں رہی ہیں.....دوستی میں اضافہ نہیں بلکہ دشمنی میں اضافہ ہو رہا ہے.....ترقی کے اس دور میں اب لوگ کسی بات پر حیران نہیں ہیں.....ہر چیز.....چاہے اچھی ہو یا بری سب ہضم ہو رہی ہے.....مگر کھانا ہضم نہیں ہو رہا ہے.....پھر بھی لوگ کھا رہے ہیں.....ہضم مولہ کھا کھا کر کھانا کو ہضم کرتے ہیں.....سو گرام کی جگہ دو سو گرام کھا کر ہضم مولہ سے ہضم کرنا بڑی بات نہیں ہے.....بلکہ ایک ماہ تک کچھ نہ کھاؤ تو بڑی بات ہے.....اے مکاری کر کے آرٹ دکھانے والو آؤ! ہمارے مجدد اعظم کو دیکھو.....عظیم البرکت کو دیکھو.....قطب وقت دیکھو.....رہنمائے دین متین.....مرشد راہ یقین.....مستحکم دین کی راہ دکھانے والے.....اطمینان کے راستہ پر ہدایت کرنے والے.....حامی دین متین.....ناشر شرع مبین.....علامہ عالم جلیل.....دریائے زخار.....پُر گو بسیار.....فضلِ کثیر الاحسان.....دلیر دریائے بلند ہمت.....ذہین دانشمند.....بحر ناپید کنار.....شرف وعزت وسبقت والے.....صاحبِ ذکا ستھرے.....نہایت کرم والے.....ہمارے مولیٰ.....کثیر الفہم.....حامی سنّت.....قاطع بدعت.....مرجع علماء وفضلاء.....قبلہ دو جہاں.....کعبۂ دین وایمان.....غوث دوراں.....قطب زماں.....حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کو دیکھو۔ اللہ ھو اللہ۔ اللہ ھو اللہ۔ اللہ ھو اللہ۔

صوفیائے کرام! کہتے ہیں کہ تصوف کی راہ میں قدم رکھنے کے لئے تین شرطیں ہیں.....کم خوردن، کم خفتن اور کم گفتن یعنی کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا.....اب اعلیٰ حضرت کے کھانے کے معاملہ کو دیکھ لیجئے.....اعلیٰ حضرت عظیم البرکت.....مجدد دین وملت.....غوث دوراں.....قطبِ زماں کتنا کم کھاتے تھے.....آپ کی غذا ایک پیالی بکری کا شوربہ، وہ بھی بغیر مرچ کے اور ایک یا ڈیڑھ رَوے کا بسکٹ تھا.....وہ بھی روزانہ نہیں کھاتے تھے بلکہ اکثر دن ناغہ ہو جاتا تھا.....یا ناغہ کر کے کھاتے تھے.....اب مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا



بیان سنئے، کہتے ہیں ایک سال میں نے بریلی شریف میں ۲۰ ر رمضان شریف سے اعتکاف کیا.....اعلیٰ حضرت جب مسجد میں تشریف لاتے تو فرماتے.....جی چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف میں بیٹھوں مگر فرصت نہیں ملتی ہے.....آپ کے ساتھ اس قدر مشغولیت تھی کہ اعتکاف میں بیٹھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی.....مولوی محمد حسین صاحب کہتے ہیں کہ آخر کار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بھی ۲۶ ر رمضان المبارک کو معتکف ہو گئے.....ہلکا یعنی بہت کم افطار فرماتے اور افطار کے بعد پان کھاتے.....موصوف کہتے ہیں میں نے اعلیٰ حضرت کو کسی دن شام کا کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا.....سحری میں ایک چھوٹے پیالے میں فیرنی اور ایک پیالے میں چٹنی آیا کرتی تھی..... اللہ اللہ.....کھانا کچھ نہیں صرف ایک پیالہ فیرنی اور ذرا سی چٹنی پر روزہ رکھتے تھے.....مولوی محمد حسین صاحب کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے پوچھا.....دریافت کیا.....حضور والا فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ؟.....اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ نمک پر کھانا شروع کرنا اور نمک پر ہی کھانا ختم کرنا سنّت ہے اسی واسطے چٹنی آتی ہے۔

دوستو! عزیزو! پیارے دینی بھائیو! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ولایت وقطبیت پر علوم ظاہری کے پردے رکھے ہوئے ہیں.....ورنہ آپ کی قطبیت تو ہر طرح سے ظاہر ہے.....عیاں ہے.....حضرت علامہ احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی شرح ''مراۃ المناجیح'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ایک ماہ تک کچھ نہیں کھایا.....اس کے بعد بھی آپ میں کسی طرح کی کمزوری کا احساس نہیں دیکھا گیا.....اور آپ اپنے کام میں مشغول ومصروف رہے۔

اُن کے مستوں نے ہمیشہ ہی رکھا خیر سے کام
دولتِ اُنس لٹائی، نہ رکھا بیر سے کام
کعبۂ عشق میں بیٹھے رہے نہ رکھا دَیر سے کام
''نہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کا
للّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے صرف ظاہری کو مت دیکھئے..... باطنی و

روحانیت اور روحانی دنیا کی سیر کو بھی پڑھنے کی کوشش کیجئے..... پڑھنے کے بعد آپ کو خود ہی احساس ہو جائے گا کہ بریلی کے اعلیٰ حضرت تو بہت اعلیٰ مقام پر ہیں۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا بارہواں واقعہ

آیئے! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت وقطبیت وکرامت کا ایک دل افروز واقعہ سماعت کیجئے، سماعت کرنے سے پہلے یہ بھی سن لیجئے اور سمجھ لیجئے کہ عام آدمی اور ولی وقطب میں فرق کیا ہے اور ہم اسے کیسے معلوم کریں گے؟..... دیکھئے! جس کو ہم نے، آپ نے، اِس نے، اُس نے کبھی نہیں دیکھا..... اور کوئی شخص ایسے آدمی کو ہمارے، آپ کے، اِس کے، اُس کے سامنے لاکر کھڑا کردے..... اور کہے کہ اس کو پہچانتے ہیں؟..... اِس کو پہچانا؟ تو ہمارا، آپ کا، اِس کا، اُس کا جواب کیا ہوگا؟ نہیں! ہم نہیں پہچانتے ہیں..... ہم نے اِس کو نہیں پہچانا..... اور اللہ کے ولی وقطب پہچان لیتے ہیں کہ یہ فلاں ہے..... فلاں بن فلاں ہیں..... اور ہم لوگوں کے سامنے ایک ایسی پردہ نشیں خاتون آجائے..... اور ہم نے، آپ نے، اِس نے اور اُس نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ سر سے لے کر پاؤں تک پردے میں ڈھکی ہوئی ہو تو اس کو پہچانیں گے؟..... نہیں پہچانیں گے..... اور کوئی شخص یہ کہے کہ آپ نے اس کو نہیں پہچانا؟..... تو سننے والے خفا ہو جائیں گے کہ جس کو کبھی ہم نے دیکھا ہی نہیں اس کو کیسے پہچانوں؟..... اور وہ خاتون سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی ہے..... یہ تو تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو..... جہاں پر عام آدمی کا شعور ختم ہو جاتا ہے..... بلکہ یوں کہے کہ ایسے واقعات عام لوگوں کے لئے ماورائے شعور بن جاتے ہیں..... اللہ کے ولی وقطب کو ایسے واقعات شعور میں ہوتے ہیں..... وہ سب کچھ بتادیتے، پہچان لیتے ہیں..... جب پہچان لیتے ہیں تو بھی ایسے واقعات ہمارے لئے ماورائے شعور ہوتے ہیں کہ انہوں نے کیسے پہچان لیا اور بتادیا کہ یہ فلاں اور فلاں بن فلاں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے منجھلے بھائی حضرت حسن رضا حسنؔ کے صاحبزادے حضرت حسنین رضا علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ کے



حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ اپنے ایک مرید حاجی خدا بخش کے یہاں تشریف لے گئے..... مرید کی قسمت چمکی..... عقیدت بڑھی..... ایمان افروز واقعہ اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا تو گھر کے سارے آدمی حیران وششدر ہو گئے..... معاملہ اور واقعہ یہ ہے کہ قطب وقت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مرید کے گھر پہنچے تو مرید کے لڑکے تھوڑی مٹھائی لاکر امام احمد رضا خاں قادری کے سامنے رکھی اور کہا حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے نام پر گیارہویں شریف کی فاتحہ کردیجئے..... اعلیٰ حضرت نے فاتحہ دے دی..... دعائیں کردیں..... اور اسی جگہ پر سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے..... ہاں! اللہ والے ایسے ہی بیٹھتے ہیں..... مراقب کی صورت میں بیٹھتے ہیں..... اُس کے بعد یہ ہوا کہ مرید کے لڑکے کی بیوی اپنے آپ کو سر سے پاؤں تک چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، قطب وقت، سر کو اٹھائیں تو میں اعلیٰ حضرت کو سلام کروں اور واپس جاؤں..... چند ساعت کے بعد اعلیٰ حضرت نے سر اٹھایا اور اس نے سلام کیا..... اعلیٰ حضرت نے اس خاتون کا نام لے کر فرمایا تم یہاں بیاہی ہو..... تمہاری شادی اسی گھر میں ہے۔

دل بن گیا نگاہ، نگہ بن گئی زباں
آج اِک سکوتِ شوق قیامت ہی ڈھا گیا

اللہ اکبر کبیرا..... یہی تو اعلیٰ حضرت کی ولایت ہے..... قطبیت ہے کہ جس کو نہ کبھی دیکھا..... اس کا نام لے کر اس سے مخاطب ہوتے ہیں..... کہئے ایسا کام ہم، آپ، یہ، وہ، سب کر سکتے ہیں؟ نہیں نہیں! نہیں کر سکتے ہیں..... یہ مقام ولایت وقطبیت کی بات ہے..... جو اس منزل پر فائز ہے وہی کر سکتا ہے..... میرے بھائی جو شخص پڑھا لکھا نہیں ہے وہ نہیں کہتا ہے کہ میں بھی پڑھ دوں گا، میں لکھ دوں گا..... بلکہ وہ پڑھے لکھے کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ وہ کتنی جلدی جلدی پڑھ رہا ہے..... کتنی جلدی جلدی لکھ رہا ہے..... اسی طرح سے مقام ولایت وقطبیت وکرامت کو دیکھ کر پڑھے لکھے لوگ حیران ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیسے کر دیا..... ایسا کیسے کہہ دیا..... یہ کونسا علم ہے؟..... اس علم کی پڑھا ہوتی ہے..... جو پڑھا ہے وہ کرتا ہے..... وہ کہتا ہے..... وہ بتاتا ہے..... وہ سناتا ہے..... یہ علم عطائی ہے اللہ جسے چاہتا ہے عطا

کر دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے جس خاتون کا نام لے کر اس سے مخاطب ہوئے تھے وہ خاتون سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ مارہروی قدس سرہٗ العزیز کی مریدہ تھی.....اب ایک قابلِ غور نکتہ کو سمجھئے کہ جو شخص سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ مارہروی قدس سرہٗ العزیز کی مریدہ کو پہچانتا ہے وہ اپنے مریدوں کو کتنا پہچانتا ہوگا..... پوتے مرید کو کتنا جانتا ہوگا .....ارے جانتا ہی نہیں ہوگا.....جانتا اور خوب جانتا ہے.....اعلیٰ حضرت کی ولایت وقطبیت واضح ہے.....جو اعلیٰ حضرت کا شیدائی ہوگیا.....وہ بھی اعلیٰ ہوگیا.....عزت والا ہوگیا.....شہرت پاگیا.....شہرت مل گئی.....اور باغی ہوا.....وہ برباد ہوگیا.....مٹ گیا.....اس کی شہرت مفقود ہوگئی.....اس کی عزت وشہرت پر اعلیٰ حضرت کی روحانیت نے تالا لگادیا.....اس پر زوال طاری ہوگیا.....آج کچھ لوگ ظاہری طور پر اعلیٰ حضرت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں اور باطنی طور پر جڑیں کاٹتے ہیں، زوال نے ان لوگوں کا بھی پیچھا پکڑ لیا ہے، منافقوں کا یہی حال ہوتا ہے، شاعر نے اس نقشہ کو یوں کھینچا ہے۔

منافقوں کا محلّہ نکل ہی آتا ہے
ہر ایک شہر میں کوفہ نکل ہی آتا ہے

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا تیرہواں واقعہ

سامعینِ کرام! چند سال پہلے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب ممبئی کے فقہی سیمینار میں تشریف لائے تھے.....آپ اس دورانِ سیمینار سے کلیان میں بھی تشریف لائے.....اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کی غرض سے سنّی جامع مسجد پتری پل میں تشریف لائے.....آپ کے تشریف لانے کی خبر راقم کو پہلے ہی مل چکی تھی.....راقم نے سوچا کی آج مفتی صاحب ہی کی تقریر سنی جائے.....راقم منتظر تھا لیکن آپ کے آنے میں قدرے تاخیر ہوئی تو راقم تقریر کے لئے کھڑا ہوگیا.....اس کے چند منٹوں کے بعد مفتی صاحب تشریف لے آئے.....راقم نے مفتی صاحب سے گزارش کی کہ آپ تقریر کے لئے تشریف لائیں.....مفتی صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے



اور راقم بیٹھ گیا.....مفتی صاحب نے اپنے تقریر میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ جنہ کی بھی زبان سمجھتے اور بولتے تھے.....آپ نے اس تعلق سے جو بتایا وہ بڑا دلچسپ واقعہ ہے.....اس واقعہ میں راقم کو اعلیٰ حضرت کی ولایت وقطبیت کا پہلو بھی نظر آتا ہے.....آپ حضرات بھی وہ واقعہ سماعت فرمائیں، مفتی صاحب نے فرمایا۔

ایک دفعہ جنہ حضرات کوہ قاف سے نکل کر ایک مورچہ یعنی جنگ پر گئے.....وہاں پانی کے برتن میں جس میں پانی بھرا تھا ایک چھپکلی گر کر مرگئی.....لیکن وہ چھپکلی پھولی پھٹی نہیں تھی.....اس پانی سے وضو کر کے جنہ نے نماز پڑھ لی.....نماز پڑھنے کے بعد نماز پڑھنے والوں جنہ میں سے کسی کو خیال آیا کہ پانی میں چھپکلی مری ہوئی تھی اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں؟.....اس مسئلہ کو دریافت کرنے کے لئے جنہ کے کئی حضرات مل کر اپنے عالموں کے پاس پہنچے.....لیکن جنہ کے عالموں نے جو جواب دیا اس سے ان جنہ کو تسلی نہیں ہوئی.....پھر وہ جنہ حضرات انسان کے کئی عالموں کے پاس گئے.....لیکن تسلی بخش جواب نہیں مل رہا تھا.....ایک جگہ ایک عالم نے کہا کہ تمہارے مسئلہ کا تسلی بخش جواب بریلی کے امام احمد رضا دے سکتے ہیں.....وہ جنہ حضرات وہاں سے چلے اور رات کا وقت تھا.....سب لوگ سو چکے تھے.....اعلیٰ حضرت بھی اپنے محل سرا میں تھے.....دروازے سب بند تھے.....جنہ نے اعلیٰ حضرت کے مکان کے داخلی دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوئے.....اور کئی دروازوں کو عبور کرتے ہوئے آنگن میں پہنچ گئے.....یکایک اعلیٰ حضرت اپنے محل سرا کا دروازہ کھول کر برآمدہ اور برآمدہ سے آنگن میں "شوہو۔شوہو۔شوہو۔ کہتے ہوئے آگئے.....جب اعلیٰ حضرت شوہو۔شوہو۔شوہو فرمارہے تھے تو جنہ پیچھے کی طرف ہٹ رہے تھے.....یہ شوہو۔شوہو۔شوہو جنہ کی زبان ہے.....جس کا مطلب یہ ہے کہ پیچھے پلٹو، پیچھے پلٹو، یہ میرا حرم سرا ہے.....یہاں پردہ نشین خواتین بھی رہتی ہیں.....جنہ پیچھے پلٹے اور آنگن کے آخری سرے پر کھڑے ہوگئے.....جنہ نے اپنا مسئلہ پیش کیا اعلیٰ حضرت نے ان کو جو جواب دیا اس سے ان کی تسلی ہوگئی اور وہ واپس چلے گئے.....اعلیٰ حضرت نے کیا جواب دیا اس کو مفتی صاحب نے واضح نہیں کیا کہ میں بھی وہ جواب بتاؤں۔

اس واقعہ میں اعلیٰ حضرت کی ولایت وقطبیت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنے گھر کے اندر سو رہے تھے.....جنہ جب آئے تو آپ نے اپنی ولایت وقطبیت سے دیکھ لیا کہ جنہ آرہے ہیں اور وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے مکان کے اندر داخل ہوسکتے ہیں تو آپ اس سے پہلے ہی دروازہ کھول کر باہر آگئے.....اور شوہو، شوہو کہہ کر ان کو پیچھے کیا، یہ آپ کی ولایت وقطبیت ہے۔

عام انسان اور ولی وقطب میں یہی فرق ہے کی سونے کی حالت میں عام آدمی کے گھر میں چور گھس کر چوری کر لیتا ہے اور گھر والوں کو خبر تک نہیں ہوتی ہے.....صبح کو جب بیدار ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ مال کا صفایا ہوگیا.....زیوارات چلے گئے.....روپے غائب ہیں.....لوگ پوچھتے ہیں کیا ہوا؟.....تو کہتا ہے چوری ہوگئی.....ارے تم لوگ کہاں تھے؟.....تو کہتا ہے گھر ہی میں سویا ہوا تھا.....گھر ہی میں سویا ہوا تھا لیکن خبر تک نہیں ہوئی..... یہاں سن رہے ہیں کہ اللہ والے کے آگن میں جنہ آگئے تو اللہ والا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا چودھواں واقعہ

برادران اسلام! آپ کو اور ہم کو یہ خبر ملے کہ آج آپ کے گھر پر ڈاکوؤں، قزاقوں اور لٹیروں کا حملہ ہونے والا ہے.....تو ایسے وقت میں حواس قابوں میں رہیں گے؟ زور سے بولئے.....نہیں رہیں گے.....کیوں نہیں رہیں گے.....اس لئے نہیں رہیں گے کہ اس میں کئی طرح کے خطرے ہیں.....ڈاکو آئے گا تو مال لے جائے گا.....جان پر بھی حملہ کرسکتا ہے تو جان جانے کا بھی ڈر ہے.....گھر کی عورتوں کی عصمت پر بھی حملہ کرسکتا ہے اس کا بھی خوف ہے..... ایسے وقت میں جان بچانے کی کوشش میں کہیں دُور بھاگنے کی سعی کریں گے.....خواتین کی آبرو بچانے کی خاطر کہیں چھپنے کی جدوجہد کریں گے.....مال کو بچانے کی غرض سے اس کو کہیں چھپانے کی سوچیں گے.....قزاقوں کو نصیحتیں نہیں کرسکتے، نہ وہ ہماری نصیحتوں کو سنے گا.....سنے گا کیا؟ نہیں، نہیں سنے گا..... اور ڈاکو، قزاق، لٹیرے جس کی نصیحتوں کو سنتا ہے وہ ولی ہے.....قطب ہے.....غوث ہے۔

پہلے کے دَور میں ڈاکو شادی کے موقع سے ڈولی کو لوٹتے تھے.....ایسا سننے کو بھی ملا اور



پڑھنے کو بھی ملا.....لیکن ڈولی لوٹنے والے ڈاکوؤں کو کسی نے نصیحت نہیں کی کہ ڈولی مت لوٹو..... ایسے میں کسی کی عزت جائے گی اور تم کو گناہ ہوگا.....اور اگر کسی نے نصیحت کی ہوگی تو کیا ڈاکو مان گئے ہوں گے؟.....ایسا کہیں گے تو ڈاکو پہلے آپ پر ہی حملہ کردے گا.....لاٹھی اور ڈنڈے سے پٹائی کردے گا.....اب تو بندوق اور ریوالور کا دور ہے.....گولی چلا کر بھون دے گا.... آیئے! اب قطبِ زماں حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی قطبیت کا واقعہ سنئے۔

١٣٣٣ھ میں حضرت محدث سورتی وصی احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالاحد صاحب کی شادی ہوئی.....اس مبارک موقع سے حضرت محدث سورتی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کو خصوصی شرکت کی دعوت دی.....اعلی حضرت پیلی بھیت پہنچے اور وہاں سے بارات کے ساتھ گنج مرادآباد تشریف لے گئے.....نکاح ہوا، بارات کی خاطر تواضع ہوئی.....گنج مرادآباد سے اسٹیشن مادھوگنج تک کا فاصلہ دس میل تھا اور یہ راستہ جنگل کے درمیان سے گزرتا تھا.....٣٢ر مرد اور ٨ر خواتین بیل گاڑی سے روانہ ہوئیں.....اعلی حضرت امام احمد رضا قادری پالکی کے ذریعہ روانہ ہوئے.....٧ر کلومیٹر کا راستہ طے ہوگیا..... اسٹیشن سے تین کلومیٹر پیچھے عصر ومغرب کے درمیان قریب کے گاؤں کے ایک آدمی نے اطلاع دی کہ ڈاکو بارات پر حملہ کرنے والے ہیں..... بارات کو لوٹنے کے لئے آرہے ہیں..... بتایئے اس وقت کا کیا عالم رہا ہوگا؟..... بارات کے پاس نہ لاٹھی، نہ ڈنڈا.....تو ڈاکوؤں سے مقابلہ کیا کرتے.....لوگوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کو اس بات کی خبر کی کہ ڈاکو بارات کو لوٹنے کے لئے آرہے ہیں.....اعلیٰ حضرت نے فرمایا آنے دو اللہ اور اس کے محبوب ہماری مدد کریں گے.....ایسی گفتگو سب نہیں کرتے.....اللہ تعالیٰ کے کامل بندے اور رسول ﷺ کے پیارے ہی ایسی بات کہتے ہیں.....آپ کے چہرے پر نہ خوف ہے، نہ ڈر ہے..... آپ مطمئن ہیں.....اب آگے سنئے! ڈاکوؤں کا گروہ جب آتا ہوا دیکھائی دیا تو قطبِ زماں امام احمد رضا آگے بڑھ کر ڈاکوؤں کے قریب پہنچے اور ڈاکوؤں سے کہا کہ ہم تمہارے علاقے کے ایک بزرگ کے خاندان کی لڑکی بیاہ کر لے جارہے ہیں.....کیا ایسی حالت میں بھی تم ہم کو لوٹو گے؟.....اللہ اللہ.....اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ ١٦ر ڈاکوؤں کا مسلح گروہ

اپنے خیال سے باز آیا اور اعلیٰ حضرت سے معذرت کر کے واپس ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت کی یہ قطبیت کی بات نہیں تو کیا ہے؟..... ذرا ہم آپ بھی کبھی کسی چور اور ڈاکو سے کہیں کہ ہم فلاں فلاں پیر کے مرید ہیں..... فلاں پیر سے عقیدت ہے..... تمہارے علاقے میں آئے ہیں، ہم کو تمہارا لوٹنا مناسب نہیں ہے..... تو کیا چور اور ڈاکو مانے گا؟..... نہیں مانے گا ..... بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے..... یہ چالیس بیالیس آدمیوں کا قافلہ رات کو آٹھ بجے ''مادھوگنج'' اسٹیشن پہنچا اور رات کے وقت قیام کیا..... گاڑی صبح میں تھی تو آگے کہاں جاتے.. ..... اس واقعہ کی خبر اُس گاؤں کے اطراف میں پھیل گئی کہ ایک شخص جن کا چہرا نورانی تھا ان کی بات پر ڈاکو بھی ڈکیتی کرنے سے..... بارات کو لوٹنے سے باز آ گئے..... صبح کو ڈاکوؤں کے گروہوں کے چند مسلمان، بہت سارے دیہاتیوں کے ساتھ اسٹیشن پہنچے..... اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے..... اور سب کے سب تائب ہو کر بیعت ہوئے..... اعلیٰ حضرت کی قطبیت کا آئینہ صاف جھلک رہا ہے..... کل بھی جھلک رہا تھا اور کل بھی جھلکے گا۔

اعلیٰ حضرت کے نام پر لوٹنے والو..... اعلیٰ حضرت کے نام پر دھوکہ دینے والو..... اعلیٰ حضرت کے نام پر فراڈ کرنے والو..... اعلیٰ حضرت کے نام پر غصب کرنے والو..... تم بھی ہوشیار ہو جاؤ..... توبہ کرو..... تمہارے کردار سے اعلیٰ حضرت خوش نہیں ہو سکتے، میں یہ نہیں کہوں گا، میں تو یہ کہتا ہوں کہ تمہارے کراد سے اعلیٰ حضرت خوش نہیں ہیں۔

ہم کو چمن کے کانٹوں سے کوئی گلہ نہیں
پھولوں نے کردیا مرے دامن کو تار تار

اعلیٰ حضرت کے نام پر بریلی کی ٹوپی پہن کر کچھ بہروپیے..... کچھ خائن وغاصب رضوی گروہ میں گھس گئے ہیں..... جو رضویت کو بدنام کر رہے ہیں..... ایسے ڈاکوؤں کا تعاقب کرنا ضروری ہے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مادرزاد ولی ہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ مادرزاد ولی ہیں..... آپ کی پیدائش کے بعد آپ



کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے اپنے والد حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں دیا تو آپ نے چہرہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا..... .اور عقیقہ کے دن اعلیٰ حضرت کے والد محترم نے خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل اور ''عارف باللہ'' ہوگا..... ایک صوفی سے ایک اللہ کے ولی نے پوچھا کہ ''عارف باللہ'' کون ہوتا ہے؟..... تو انہوں نے کہا جو سوئی کے ناکے (سوراخ) سے دونوں جہاں کو دیکھے وہ عارف باللہ ہے..... اعلیٰ حضرت کی پیدائش کے بعد سے ہی آپ کی ولایت جگمگانے لگی تھی..... چمکنے لگی تھی..... دمکنے لگی تھی..... خوشبو دینے لگی تھی۔

ایک ساڑھے تین سال کا بچہ مسجد کے سامنے کھڑا ہے..... سامنے سے آنے والے آرہے ہیں ..... جانے والے جارہے ہیں..... دیکھنے والے دیکھ رہے..... اور گزر رہے ہیں..... اسی آنے جانے والے اور راہ سے گزرنے والوں کے درمیان ایک شخص اہلِ عرب کے لباس میں ..... عربی پہناوے میں حاضر ہوتا ہے..... اور کھڑے ہوئے بچے سے عربی زبان میں گفتگو کرتا ہے..... چلتی پھرتی عربی نہیں تھی..... فصیح عربی میں بات کرتا ہے..... اس کی گفتگو کا جواب ساڑھے تین سال کا بچہ دے رہا ہے..... ہے نہ حیرت کی بات..... آنے والا کون تھا، اللہ جانے..... اللہ کے رسول ﷺ جانیں..... اور احمد رضا جانیں..... آنے والا، عربی لباس میں ملبوس بزرگ کا جواب جو ساڑھے تین سال کی عمر میں دے رہا تھا اسی شخصیت کا نام ''احمد رضا'' ہے..... آنے والا کون تھا..... اس سے گفتگو کیا ہوئی..... احمد رضا نے کبھی کسی کو نہیں بتایا..... یہ راز راز ہی میں رہا اور آج تک راز ہی میں ہے۔ اب کوئی یہ کہے کہ احمد رضا مولوی تھے، مولانا تھے، عالم تھے، فاضل تھے، مفتی تھے، مجدد تھے، تو ٹھیک کہتا ہے..... اور یہ کہے کہ ولی نہیں تھے تو یہ اس کی کم علمی ہے۔ ایک بات اور سن لیجئے۔ یہاں شہر میں جتنے روپے پیسے والے..... دولت والے..... سیٹھ لوگ ہیں سب مالدار کہلاتے ہیں..... ان کے مالدار ہونے سے کسی کو انکار نہیں ہے، نہ ہو سکتا ہے..... اب کوئی فلاں سیٹھ کو مالدار نہیں مانے تو یہ اس کی کم علمی اور بیوقوفی ہے..... مالدار سب مالدار ہیں..... لیکن آپ کو..... ہم کو..... ان کو..... اُن کو..... وراثت کہاں سے ملے گی؟..... ترکہ کہاں سے ملے گا؟..... باپ دادا کی

جائیداد سے ملے گا...... بولئے بات صحیح ہے نا؟.....شہر کے تمام مالداروں کی جائیداد سے نہیں ملی گی.....اسی طرح سے فیض خاص تو اپنے سلسلہ سے ملتا ہے..... ہاں بھیک ہر جگہ سے ملتی ہے..... ہر در سے ملتی ہے.....تمام آستانے سے ملتی ہے..... ہر ولی اللہ سے ملتی ہے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا پندرہواں واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادر قدس سرہٗ العزیز کی بسم اللہ خوانی کا واقعہ مشہور اور بہت مشہور ہے.....لیکن بسم اللہ خوانی کتنی عمر میں ہوئی؟.....اس تعلق سے اعلیٰ حضرت کے بھتیجے حضرت مولانا حسنین رضا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے کہ اس کا صحیح علم نہیں..... مگر چار سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا تھا.....بسم اللہ خوانی کے وقت کا جو واقعہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے استاد محترم نے آپ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھانے کے بعد ''الف'' ''تا'' ''با'' تک پڑھا دیا اور آپ نے پڑھ لیا.....لیکن جب باری آئی ''لام الف'' کی تو اعلیٰ حضرت خاموش رہے.....استاد نے ایک بار دوبار تین بار کہا کہو ''لام الف'' تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''لام'' بھی پڑھ چکا اور ''الف'' بھی پڑھ چکا.....اب یہ دوبارہ کیسا؟.....سبحان اللہ.....یہی تو آپ کی ولایت وقطبیت ہے.....ایسا سوال عام بچہ نہیں کرسکتا ہے..... پہلے دن مکتب میں بیٹھنے والا نہیں کرسکتا ہے..... پہلے پہل مکتب میں جانے والا نہیں کرسکتا ہے.....ایسا سوال وہی کرے گا جو اللہ والا ہوگا.....اور چار سال کی عمر میں عبادت وریاضت کرکے کوئی اللہ والا نہیں ہوتا ہے..... نہ ہوسکتا ہے.....تو ماننا پڑے گا کہ جو چار سال کی عمر میں اللہ والا ہے وہ مادر زاد ولی ہے۔

چھوٹی عمر کے امام احمد رضا کے ''لام الف'' کے زیرک خیالات پر آپ کے دادا حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ شاد ہو رہے تھے..... دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے..... فرمایا احمد رضا استاد جو پڑھاتے ہیں، پڑھو.....استاد کا کہنا مانو..... قطبِ زماں نے دادا کی جانب رُخ کردیا اور کہا سب لفظ تو مفرد تھے اب یہ مرکب کیسے آیا؟.....دادا جان نے فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست ہے.....لیکن تم نے جس کو الف پڑھا ہے وہ حقیقۃً ''ہمزہ'' ہے اور



''لام'' کے ساتھ جو ''الف'' پڑھا ہے، حقیقۃً یہی ''الف'' ہے لیکن ''الف'' ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن ہے.....اس لئے یہ ایک حرف یعنی ''لام'' اوّل میں لاکر اس کا تلفظ بتایا گیا ہے.....اب پھر اعلیٰ حضرت گویا ہوتے ہیں حضور دادا جان آپ کا کہنا صحیح ہے لیکن ''لام'' کے ساتھ ہی ''الف'' کو کیوں ملایا گیا ہے؟.....الف کو کسی بھی حرف سے ملایا جاسکتا تھا..... پوچھئے مت، اتنا سننے کے بعد حضرت رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے اپنے پوتے احمد رضا کو گلے سے لگایا.....اور بہت ساری دعاؤں سے نوازنے کے بعد فرمایا..... ''الف اور لام میں صورتاً مناسبت خاص ہے.....لکھئے اور دیکھئے۔ لا یالا اور سیرۃً اس وجہ سے کہ ''لام'' کا قلب ''الف'' ہے اور ''الف'' کا قلب لام (ل ا م) اور (ا ل ف) ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں اور وہ اس کے بیچ میں۔

من تو شدم تو من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعدِ ازیں من دیگرم تو دیگری

بولئے حضرت رضا علی خاں اور اعلیٰ حضرت کے درمیان ہوئی گفتگو اسرار وحقائق کے رموز پر مبنی ہیں کہ نہیں؟.....ایسے راز کو چھوٹی عمر میں سب سمجھ لے گا.....نہیں سمجھے گا.....اسی لئے تو حضرت حسنین رضا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''شریعت میں اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں۔امام احمد رضا قدس سرہٗ کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے والے غوثِ اعظم کے نائب کہہ رہے ہیں.....اور پندرہویں صدی کے اجہل جس کو عربی عبارت تو دُور کی بات ہے، قرآن مجید بھی نہیں پڑھتے آتا ہے.....وہ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ پر زبان کھولتا ہے اور طرح طرح کی باتیں کرتا ہے.....شاید قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے.....ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ایسے شریروں، بدمعاشوں، لچے، لفنگو سے ہم سب کو اور سنّیت کو بچا (آمین)

اعلیٰ حضرت کو پہچاننا کیا آسان ہے اور جاہلوں نے پہچان لیا ہے؟.....ارے الٹے سیدھے طریقے سے دنیا حاصل کرنے والے تم تو دنیا اور دنیا کی چیزوں کو نہ پہچان سکے تو امام

احمد رضا کو کیسے پہچان لیا؟..... ایک لٹیرا پیتل پر سونے کا پانی چڑھا کرلاتا ہے اور کہتا ہے یہ سونا ہے..... تم پیتل کو نہ پہچان سکے..... سونا سمجھ کر خرید لیا..... تو سونا کو کیسے پہچان سکو گے؟۔

یہ مشتِ خاک، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ ستم تیری لذت ایجاد
ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل
یہی ہے فصلِ بہاری، یہی ہے بادِ مُراد؟

اسی لئے کہتا ہوں کہ کسی چیز کو پہلے سمجھو، پھر اس کے تعلق سے بولو..... بہت سارے لوگوں کے ایمان کا سوتا خشک ہو گیا..... ان سے کہا گیا، سمجھایا گیا، لیکن نہیں سمجھے، نہ توبہ کرنے کی ان کو توفیق ہوئی..... اعلیٰ حضرت نے بھی سمجھایا لیکن نہیں سمجھے، ضد میں رہ گئے..... تو بتاؤں، بگڑا کس کا؟۔

## مارہرہ شریف کے سات قطب کے تذکرے

آپ لوگوں کو مارہرہ شریف کے سات قطب کا واقعہ معلوم ہوگا، نہیں معلوم ہے تو سناؤں گا..... سن کر آپ لوگ دنگ رہ جائیں گے..... مثل ہے کہ ''ولی را ولی می شناسد'' کسی آدمی کی اصلیت کو وہی شخص تاڑتا ہے، جانتا ہے، پہچانتا ہے جو خود اُس جیسا ہوتا ہے..... اللہ والوں کے یہاں ظاہری چیزوں کا باطنی معنی ہوتا ہے..... ان ظاہری چیزوں سے باطنی معنی مراد لینا سب کے بس کی بات نہیں ہے..... اعلیٰ حضرت سیدنا غوث پاک کے بہت شیدائی تھے..... اس شیدا ہونے کا راز اس واقعہ کو پڑھنے اور سننے کے بعد کھلتا ہے..... حضور غوثِ پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی۔

یہی پیام یہی رسالہ
کہیو برکات ماہرہ والا

اور ساتھ میں سات دانے اپنی تسبیح کے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت تاج دارِ ماہرہ حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کو بھجوائے..... ان سات تسبیح کے دانوں سے آپ



نے کیا سمجھا؟..... مطلب یہ تھا، مراد یہ تھی کہ آپ کی نسل میں سات اقطاب ہوں گے..... ان سات اقطاب میں سے پانچ اقطاب سے اعلیٰ حضرت باخبر تھے..... کتنی عمر میں باخبر ہو گئے؟..... ۲۲ سال کی عمر میں باخبر ہو گئے..... وہ سات اقطاب یہ ہیں (۱) حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ (۲) حضرت سیدنا شاہ آل رسول محمد سرکار کلاں قدس سرہٗ (۳) حضرت سیدنا شاہ حمزہ عینی قدس سرہٗ (۴) حضرت سیدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں قدس سرہٗ (۵) سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ..... یہ پانچ قطب ہوئے اور چوتھے قطب حضرت سیدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں قدس سرہ، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں..... جن کا پیر قطب ہے ان کا کیا کہنا ہے..... آگے آپ سماعت کریں گے کہ ان کی قطبیت کا رنگ اعلیٰ حضرت پر کیسے چڑھتا ہے..... چونکہ سات قطب کی بشارت تھی ان میں چھٹے قطب (۶) حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ ہیں اور ساتویں قطب (۷) حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ ہیں..... انہیں آخری قطب سے حضور سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ العزیز بیعت تھے..... ان قطبوں کی مختصر تفصیل سماعت فرمانے کے بعد اب آگے ''اعلیٰ حضرت کی بیعت کے بعد کا دل افروز واقعہ'' سنئے۔

## اعلیٰ حضرت کی بیعت کے بعد کا دل افروز واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری اور آپ کے والد ماجد حضرت علامہ نقی علی خاں رحمہما اللہ مارہرہ شریف کیسے گئے اور بیعت ہوئے..... اس کی تفصیل عام ہے، ہر پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں اور علمائے کرام اپنی تقاریر کے ذریعے بتاتے رہتے ہیں..... اور آپ لوگ سنتے رہتے ہیں..... ابھی میں آپ کو اعلیٰ حضرت کے بیعت ہونے اور خلافت، ذکر و اذکار کی اجازت ملنے کے بعد کا ایک دل افروز واقعہ سناتا ہوں..... جس سے اعلیٰ حضرت اور آپ کے پیر و مرشد کے مقام و مرتبے کا پتہ چلتا ہے..... کسی کے مقام کو جاننے کے لئے اس کا پتہ بھی لگانا ضروری ہے..... حضور شاہ آلِ احمد اچھے میاں قدس سرہٗ اعلیٰ حضرت کو اپنے مکان کے حجرۂ سجادگی میں بیعت فرمایا..... اور اپنے خاندان کی تمام خلافتوں، اجازتوں اور وظائف و اوراد

سے نوازدیا.....سبحان اللہ .....ماشاء اللہ .....مارہرہ شریف کا ایک دستور یہ رہا ہے کہ صاحب سجادہ جب حجرۂ سجادگی سے نکلتے تو خدام اسم ذات (اَللہ۔اَللہ۔اَللہ) کے نعرے لگاتے تھے .....یہ نعرہ کسی کے لئے نہیں لگتا تھا.....نہ لگا، مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری جب حجرۂ سجادگی سے باہر نکلے تو خانقاہ کے خدام اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر بے اختیار (اَللہ۔اَللہ) کے نعرے لگا بیٹھے اور خانقاہ کی روایت کو فراموش کر بیٹھے.....بات اصل یہ تھی کہ جس وقت اعلیٰ حضرت حجرہ سے باہر آئے تو ان کی شکل وشباہت ہو بہو شاہ آلِ احمد اچھے میاں کی جیسی تھی .....کہئے سبحان اللہ۔ماشاء اللہ.....اس واقعہ کو سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں نظمی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے.....آپ مزید تحریر کرتے ہیں کہ اسی لئے خدام بارگاہ مرید پر شیخ کا دھوکہ کھا گئے.....اور بے ساختہ اسم جلالت بلند کر بیٹھے.....سبحان اللہ۔شاہ آلِ رسول نے علم و فضل سے مالا مال اپنے مرید کو اپنی ایسی نسبت عطا فرمائی کہ رات دن خدمت میں حاضر رہنے والے نمک خوار بھی ایک لمحہ کے لئے پہچان نہ سکے کہ کون آقا ہے اور کون غلام ہے۔

جب رات دن خدمت میں رہنے والے خدام نہ پہچان سکے تو آج کا تعصب پسند، حاسد، کینہ رکھنے والا کیسے پہچان سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کون تھے اور کیسے تھے؟.....ان کو تو صرف بولنے کی عادت ہے بول رہے ہیں.....کبھی اعلیٰ حضرت کے خلاف.....کبھی مفتی اعظم ہند کے خلاف.....کبھی کسی اور مفتی صاحبان کے خلاف.....علما اور ائمہ کے خلاف بولتے ہیں.....ہم نے دیکھا ہے کہ جس کا باپ آوارہ دادا بدچلن آج وہ ترچھی ٹوپی پہن کر علما کے خلاف بولتا ہے.....اپنے باپ اور دادا کے خلاف نہیں بولتا ہے.....بولے گا تو عیب نہیں عیوب کھل جائیں پھر تو کوئی ایسے کو سلام کرنے والا نہیں ملے گا.....عزت کا سوکھا پھول نہیں ملے گا.....بات تو بہت ساری ہے.....لیکن اتنا خیال رکھئے.....پہروپیا، پہروپیا ہے.....یہ کب تک ٹوپی پہن کر دھوکہ دیتا رہے گا؟ ایک نہ ایک دن پردہ فاش ہو جائے گا۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا سولھواں واقعہ

دوستو! ہر آدمی کا مزاج یکساں نہیں ہوتا.....مزاجوں میں تضاد ہونا فطری بات ہے.....



کوئی کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو کوئی کسی چیز کو.....ماں باپ کے مزاج میں تضاد.....میاں بیوی کے مزاج میں تضاد.....باپ بیٹا کے مزاج میں تضاد.....ماں بیٹی کے مزاج میں تضاد.....دوست، دوست کے مزاج میں تضاد.....ایک جس کو مانتا، دوسرا اسے قبول نہیں کرتا.....دوسرا جسے قبول کرتا، پہلا اسے قبول نہیں کرتا.....بولئے ایسا ہے کہ نہیں؟.....ہے.....ہے تو انہیں باتوں کو ذہن میں رکھ کر میری باتوں کو سنئے.....اور اعلیٰ حضرت کی قطبیت کو مان کر سبحان اللہ کہئے۔

دو دوست ہیں.....دونوں عالم ہیں.....دونوں کا سینہ علم سے بھرا ہوا ہے.....اپنے وقت کے جید ہیں.....ایک کا تعلق ''مرادآباد'' سے ہے.....دوسرے کا تعلق ''الور'' سے ہے.....ایک ''شیخ المحدثین'' ہیں.....دوسرے ''صدرالافاضل'' ہیں.....ایک اعلیٰ حضرت کے قرب میں بیٹھنے والے ہیں.....دوسرے مجدّد وقت کو دُور سے جاننے والے ہیں.....ایک صحبت سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں.....دوسرے کبھی صحبت میں نہیں گئے ہیں.....یہی تضاد ہے.....لیکن دونوں میں دوستی ہے.....آپ لوگ میری باتوں کو سمجھ گئے ہوں گے.....سمجھ گئے تو آگے سنئے.....ایک بار شیخ المحدثین علامہ سید شاہ محمد دیدار علی الوری، الور سے مرادآباد پہنچے.....وہاں علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے پاس رُکے، ٹھہرے.....باتوں بات میں ایک دن صدرالافاضل نے شیخ المحدثین سے کہا بریلی چلئے.....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قبلہ سے ملاقات کرتے ہیں.....شیخ المحدثین کا جواب سنئے۔

فرمایا اُن کو میں جانتا ہوں.....پٹھان ہیں، پٹھان خاندان سے تعلق ہے.....مزاج گرم ہے.....طبیعت سخت ہے اور غصہ زیادہ ہے.....غور کیجئے یہ گفتگو کہاں ہو رہی ہے؟.....مرادآباد میں.....بریلی سے مرادآباد بہت دور ہے.....اب اعلیٰ حضرت کی قطبیت دیکھئے۔

صدرالافاضل کے کہنے پر، شیخ المحدثین تیار ہوئے اور بریلی کو چلے.....بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں پہنچے.....سلام ومصافحہ ہونے کے بعد شیخ المحدثین نے پوچھا مزاج کیسے ہیں؟.....اعلیٰ حضرت کا جواب سنئے۔

فرمایا سیّد صاحب! مزاج کیا پوچھتے ہیں.....پٹھان ہوں.....پٹھان خاندان سے تعلق

رکھتا ہوں..... طبیعت سخت اور غصہ زیادہ ہے۔

جس طرح سے شیخ المحدثین نے فرمایا تھا..... ان کے الفاظ کو بالکل اسی طرح سے اعلیٰ حضرت نے دہرادیا..... شیخ المحدثین سن کر حیران وششدر ہوگئے..... شیخ المحدثین تھے..... سمجھ گئے کہ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت ہے..... کشف ہے..... کرامت ہے..... جن کو کبھی دیکھا نہیں تھا، نہ کوئی تعارف تھا..... یہ بھی بتادیا کہ جناب آپ تو سید ہیں..... کیوں کہ اعلیٰ حضرت نے سید کہہ کر مخاطب کیا تھا..... شیخ المحدثین نے سوچا اب اس سے بہتر اور عمدہ پیر کہاں ملے گا..... لہٰذا اسی وقت اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوگئے..... اور اعلیٰ حضرت نے ان کو خلافت سے نوازا..... آپ ہی کے متعلق اعلیٰ حضرت نے کہا تھا۔

مولینا دیدار علی کو
کب دیدار دکھاتے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت کی قطبیت وولایت وکرامت کا کون کون سا گوشہ آپ کو دکھایا جائے، سنایا جائے جو بھی گوشہ دیکھئے..... جو بھی گوچہ دیکھئے تابناک ہے..... روشن ہے..... منور ہے..... پڑھنے والے بہت سارے مولانا حضرات ان واقعات کو پڑھتے ہیں..... پڑھ کر اسٹیج پر بیان کر کے نذرانہ بھی وصول کرتے ہیں اور وہاں سے اپنے کنبہ میں پہنچتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کی بدگوئی کرتے ہیں..... ایسوں سے اللہ بچائے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا سترہواں واقعہ

سنئے! آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ ہندوستان میں انگریزوں کے دَور میں قانون بہت سخت تھا..... اگر کوئی شخص قانون کی گرفت میں آجاتا تو جرم کے مطابق سزا تجویز کی جاتی..... اور سزا کے بغیر رہائی کا کوئی چارہ نہیں ہوتا..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی ولادت ۱۸۵۶ء میں ہوئی..... اور مَیں جو واقعہ بیان کرنے جارہا ہوں وہ ۱۹۰۱ء کا ہے..... تو اعلیٰ حضرت کی ولادت سے لے کر واقعہ رونما ہونے تک پینتالیس سال کا عرصہ ہوا..... یا یوں کہئے کہ اس وقت اعلیٰ حضرت کی عمر پینتالیس سال کی تھی..... آپ کے ایک مرید جناب امجد



علی صاحب ساکن بھینسوڑی کے رہنے والے تھے..... اُس زمانے میں لوگ سیروشکار کے بڑے شیدائی ہوتے تھے..... خاص کر کے بڑے لوگ تو اپنی شان سمجھتے تھے..... جناب امجد صاحب بھی شکار کے شوقین تھے.. ..ایک دفعہ شکار کے لئے گئے اور انہوں نے جانور پر گولی چلائی لیکن اتفاقاً سامنے سے آرہا ایک آدمی کو گولی لگ گئی اور وہ آدمی مرگیا..... یہ معاملہ جان بوجھ اور سوچ سمجھ کر تو نہیں کیا گیا تھا..... یہ تو اتفاق سے ایسا ہوگیا تھا..... لیکن آدمی کے مرجانے کے بعد اس کے بیسوں ہمدرد پیدا ہوجاتے ہیں..... اس موت پر پولس نے امجد علی صاحب کو گرفتار کرلیا..... مقدمہ کردیا، مقدمہ چلا اور جج نے پھانسی کی سزا سنائی..... اب تو ان کے بچانے کے سارے راستے بند ہوگئے..... اب آخری چیز جو باقی تھی وہ تھی دعا..... وہ بھی وہ دعا چاہئے جس کو ڈاکٹر اقبال صاحب نے کہا ہے کہ۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

امجد علی صاحب کے اقربا واحبا مردِ مومن اور قطبِ وقت کے پاس چلے..... بریلی پہنچے، بریلی پہنچ کر سارے حالات سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو آگاہ کیا اور لوگوں نے کہا کہ اُن کے حق میں دعائیں کیجئے..... اعلیٰ حضرت کو کہنا چاہئے کہ دعائیں کرتا ہوں..... یادعائیں کروں گا ..... لیکن نہیں تاریخ کے صفحات بتاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ’’جایئے ہم نے امجد علی کو رہا کیا.... اَللّٰہ اَللّٰہ..... یہ ایک طرح کا چیلنج (Chalienge) ہے..... چیلنج ہے کہ نہیں؟ ...... ارے بھائی! جج کہے پھانسی، حکومت کہے پھانسی، پولس کہے پھانسی..... جج کا فیصلہ کے پھانسی دے دو..... حکومت جج کی تائید میں..... پولس جج کی تائید میں..... وکیل جج کی تائید میں .. .. لیکن اللہ کا ولی کہہ رہا ہے..... غوثِ دوراں..... قطبِ زماں کہہ رہا ہے کہ جایئے ہم نے اس کو رہا کیا۔

ایک طرف جج کا قلم لکھ چکا ہے کہ پھانسی دے دو..... دوسری طرف اللہ کا ولی کہہ رہا ہے کہ ہم نے رہا کیا..... وقت کا انتظار ہے، دیکھئے! قلم کا چلتا ہے یا زبان کی چلتی ہے..... قلم کا چلتا ہے یا کرامت کی چلتی ہے..... کرسی والے کی چلتی ہے یا مسند نشیں کی چلتی ہے؟..... تاریخ کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس طرح سے اعلیٰ حضرت امجد علی کے اقربا کو کہا کہ جاؤ اس

کو ہم نے رہا کیا..... اسی طریقے سے قید میں بند امجد علی سے بھی کہہ دیا کہ تم کو ہم نے رہا کر دیا پھانسی کی معینہ تاریخ سے چند دن پہلے اقربا میں سے کچھ لوگ امجد علی صاحب سے ملنے کے لئے جیل میں گئے..... امجد علی کو سامنے لایا گیا تو اقربا رونے لگے کہ یہ تو چند دنوں کے مہمان ہیں..... چند دنوں کے بعد ان کو پھانسی دے دی جائے گی اور یہ موت سے گلے ملیں گے..... اقربا کی اس کیفیت کو دیکھ کر امجد علی بول پڑے..... آپ لوگ روتے ہیں؟ اس تاریخ کو تو مَیں گھر کو آؤں گا..... میرے مرشد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھ کو رہا کر دیا..... غور طلب بات ہے کہ جج کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے اس بنیاد پر پھانسی کی تاریخ کا اعلان ہو چکا ہے..... قیدی بھی اس بات سے آگاہ ہے..... اس کے باوجود قیدی کہہ رہا ہے کہ اسی تاریخ کو گھر پر آؤں گا..... عجب راز ہے، عجب معما ہے..... مرشد کی باتوں پر اس درجہ یقین ہے..... اقربا واپس آگئے..... واپس آنے کے بعد لوگوں نے پوچھا تو سب نے کہا کہ امجد علی قید میں شاد ہے اور کہہ رہے ہیں کہ اسی تاریخ میں گھر کو واپس آؤں گا..... دیکھتے دیکھتے وہ پھانسی کی تاریخ اور دن آگیا..... اب آخری دیدار کے لئے امجد علی صاحب کی والدہ جیل کو پہنچی کہ بیٹا کا آخری دیدار کر لوں..... ماں کا دل جو ممتا سے بھرا تھا چھلک پڑا..... محبت کا پیمانہ لبریز ہو گیا..... آنکھوں سے اشک رواں ہو گیا..... امجد علی نے ماں کی کیفیت دیکھ کر بول پڑے..... امّی کیوں روتی ہیں آپ گھر واپس جائیے..... ان شاء اللہ میں گھر پر آ کر ناشتہ کروں گا..... لیکن ماں کے دل کو چین نہیں مل رہا ہے..... چند ساعتوں کے بعد ماں بھی پیچھے ہٹیں۔

اب امجد علی کو پھانسی کی جگہ پر لے جایا گیا..... اور پوچھا گیا کہ آخری کوئی خواہش؟..... امجد علی نے کہا کہ میرا آخری وقت ابھی آیا کہاں ہے کہ خواہش بتاؤں..... کسی نے کہا اس کو مالی خولیا ہو گیا ہے..... کسی نے کہا یہ پاگل ہو گیا..... کسی نے کہا خوف سے اس کا دماغ کام نہیں کر رہا ہے..... ارے جس کو پھانسی کے تختے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور وہ کہے کہ میرا آخری وقت نہیں آیا ہے تو لوگ کیا کہیں گے؟..... پاگل اور دیوانہ نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟..... کئی بار وہی سوال کیا گیا کہ آخری خواہش کیا ہے؟..... ہر بار وہی جواب کہ میرا آخری وقت نہیں آیا ہے..... آخر کار امجد علی کو پھانسی کے پھندے پر لے جا کر ان کے گلے میں پھندہ



ڈال دیا گیا..... اب بتائیے! امجد علی اور موت میں کتنی دوری رہ گئی ہے..... پھر بھی وہ کہتے ہیں میرا آخری وقت نہیں آیا ہے..... اب تو امجد علی کو یقین کر لینا چاہئے کہ آخری وقت آگیا ہے.. ..لیکن قطبِ زماں کی زبان سے نکلی ہوئی بات کہ میں نے تم کو رہا کیا..... کانوں میں گونج رہی تھی اور اس پر یقین بھی کامل تھا..... لیکن اب تو معاملہ یہاں پہنچ گیا کہ گلے میں پھانسی کا پھندا لگا دیا گیا ہے..... جان بچنے بچانے کی امید ختم ہو گئی ہے..... لیکن جان بچنی تھی اور قطبِ زماں کی بات کو تاریخ کے صفحات پر پھیل کر جگمگانا تھا۔

جس وقت گلے میں پھندا لگا دیا گیا اور اب جلاد کو پھندا کھینچنا تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کا فرمان تار کی شکل میں پہنچتا ہے کہ میرے بیٹے ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی کی خوشی و مسرت میں اتنے خونی اور اتنے قیدی کو چھوڑ دیا جائے..... اس فرمان کے بعد فوراً امجد علی صاحب کو تختۂ دار سے اُتار کر رہا کر دیا گیا..... اس طرح سے قطبِ زماں امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی قطبیت ولایت و کرامت کا واقعہ زندہ ہو گیا..... ڈاکٹر اقبال نے کہا۔

پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر
چشم مہر و مہ و انجم کو تماشائی کر
تو جو بجلی ہے تو یہ چشمک پنہا کب تک
بے حجابانہ مرے دل سے شناسائی کر
نفس گرم کی تاثیر ہے اعجاز حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا اٹھارہواں واقعہ

ایک عمر دراز مولانا صاحب غالباً ان کا نام مہدی حسن تھا..... کلیان کی ایک مسجد میں کچھ دنوں امامت کئے ہیں..... گاہے گاہے..... کبھی کبھی مجھ حقیر سے ملاقات ہو جاتی تھی..... ایک دفعہ مئی کی گرمی میں ڈھائی بجے کے قریب پہنچے..... میں نے پنکھا چلا دیا پنکھے کے نیچے لیٹ گئے..... اور لیٹے لیٹے بولے چائے پلائیے..... میں نے کہا اتنی گرمی میں چائے پیجئے گا؟.....

کہنے لگے گرمی گرمی کو کاٹتی ہے.... چائے پینے کے بعد ہم دونوں میں گفتگو ہونے لگی.... میں نے پوچھا کہ اس سے پہلے آپ کہاں امامت کرتے تھے؟۔

موصوف نے کہا ''سوناپور'' ممبئی میں۔

میں نے کہا! آپ وہاں کیسے گئے اور وہاں امامت کیوں چھوڑ دی؟۔

موصوف نے کہا! سوناپور تو مولانا منصور علی خاں صاحب مدنپورہ نے بھیجا تھا.... لیکن وہاں کی کچھ دلچسپ کہانی اور حقیقت سناتا ہوں۔

میں نے کہا سنائیے۔

موصوف کہنے لگے کہ میں امامت کی جگہ کی تلاش میں تھا اور اسی غرض سے مدنپورہ کی سنی جامع مسجد میں مولانا محمد منصور علی خاں صاحب کے پاس پڑا ہوا تھا کہ ایک شب میں بارہ بجے دو تین آدمی پہنچے.... اور مولانا منصور علی خاں صاحب سے کہا کہ بڑھیا عالم ہماری مسجد میں اما مت کے لئے دیجئے.... اور ابھی دیجئے.... موصوف نے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ مولانا صاحب اچھی تلاوت کرتے اور اچھی تقریر کرتے ہیں ان کو لے کر جائیے.... وہ لوگ راضی ہوگئے اور اپنی گاڑی میں بیٹھا کر مجھ کو ''سوناپور'' لے آئے.... میں نے فجر، ظہر اور عصر تین وقت کی نماز پڑھائی.... عصر کے بعد دیکھا کہ سارے مقتدی صدر صاحب کی دوکان کو گھیرے ہوئے ہیں.... بڑھ کر میں بھی دوکان کے پاس پہنچا.... صدر صاحب کہنے لگے کہ یہ لوگ آپ ہی کی شکایت کر رہے ہیں۔

میں نے کہا! کیا شکایت ہے؟۔

صدر صاحب نے کہا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب تکبیر کے وقت بیٹھے رہتے ہیں.... اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدرَّسُوْلُ اللّٰہ۔ پر انگوٹھے چوم کر حَیَّ الصَّلٰوۃ۔ پر کھڑے ہوتے ہیں۔

مَیں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس میں کیا حرج ہے پہلے ہی تکبیر کے وقت کھڑا ہوجاؤں گا اور انگوٹھا نہیں چوموں گا۔

موصوف مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اب آپ سمجھ گئے ہوں کہ وہاں پر کس



عقیدے کے لوگ حاوی تھے۔

بہر حال! وہاں ایک دادا قسم کے آدمی تھے.... وہ ایک رات کو بارہ بجے ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''

ترجمہ! بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو''۔

کا طغریٰ لے کر آئے اور مسجد کے مغربی اور شمالی گوشے میں لگا رہے تھے.... میں نے دیکھا تو کہا کہ وہ لوگ کل اعتراض کریں گے.... تو اس نے رعب دار آواز میں کہا کہ جو اعتراض کرے اس کو میرا نام بتا دینا.... اب صبح کی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد سب کی نگاہیں اسی طغرے پر لگی ہوئی تھیں اور سب بغور دیکھ رہے تھے.... جو لوگ نہیں دیکھ رہے تھے، ان کو بھی ان کے بغل والے کہنی مار کر اور آنکھوں کے اشارے سے دکھا رہے تھے کہ دیکھو.... دعا کے بعد کئی لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون لگوایا ہے؟.... میں نے اسی دادا کا نام بتاتا تھا.... سب سنتے تھے اور چپ چاپ چلے جاتے تھے۔

دوسرے مہینے میں وہ دادا قسم کا آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا.... مولوی صاحب انگوٹھا چومنے کا ثبوت تمہارے پاس ہے؟۔

میں نے کہا کہ ہاں ہے۔

اُس نے کہا کہاں ہے؟۔

میں نے کتاب دکھایا۔

اُس نے کہا ذرا پڑھ کر سناؤ۔

میں ''انگوٹھا چومنے کے مسائل'' پڑھ کر سنا دیا۔

اُس نے کہا! کل فجر کی نماز سے پہلے اس کتاب کو منبر پر رکھ دینا.... اور تم انگوٹھا چوم کر حَیَّ الصَّلٰوۃ۔ پر کھڑے ہونا.... اور گھبراؤ نہیں مَیں صبح کی نماز میں رہوں گا۔

مَیں نے اس دادا کی بات پر عمل کیا.... صبح کی نماز میں وہ موجود تھا.... تبلغی و دیوبندی مقتدیوں کے تیور تو بدل گئے لیکن وہ لوگ مجھ سے زیادہ اس دادا کو دیکھتے تھے.... کوئی کچھ

بولا نہیں . . . . نماز ختم ہونے کے بعد چند لوگ منبر کے پاس آتے تھے کتاب کو اُلٹ پلٹ کر دیکھتے تھے اور چلے جاتے تھے اور سب کے سب چلے گئے اور اس دن سے حَیَّ الصَّلٰوۃ پر کھڑا ہونے کی صورت بن گئی.... دیکھا دیکھی بیشتر مقتدیان بھی میرے ساتھ ہی کھڑے ہوتے تھے.... معاملہ چلتا رہا.... تیسرے مہینے میں پھر وہ دادا پہنچا اور مسجد میں مجھ کو بلایا اور کہنے لگا تمہارے پاس یا نبی سلام علیک پڑھنے کا ثبوت ہے؟۔

میں نے کہا کہ ہے۔

اُس نے کہا زبانی ہے یا کتاب بھی ہے؟۔

میں نے کہا کتاب بھی ہے۔

اُس نے کہا جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے کتاب کو منبر پر رکھ دینا اور سلام پڑھنا۔

میں نے ایسا ہی کیا.... سلام کے وقت کافی تعداد میں لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھے.... سب خیریت رہی.... لیکن جمعہ کے بعد اور عصر سے پہلے سات آدمی میرے کمر میں داخل ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے کس سے پوچھ کر سلام پڑھنا شروع کر دیا ہے؟ تو تو اور مَیں مَیں میں بات بڑھ گئی اور اس میں کا ایک آدمی جھپٹ کر میرا کالر پکڑ لیا.... میں نے اس کو جھٹکا دے کر کالر چھوڑا لیا.... اور خطبہ کے وقت ہاتھ میں لینے والا عصا وہاں پر موجود تھا.... میں نے اٹھایا اور بے تحاشا ان لوگوں پر چلانا شروع کیا.... کچھ ڈنڈے سنکھے میں لگے اور کچھ ان لوگوں کے ہاتھ اور پیر پر.... پھر وہ لوگ کمرہ میں سے نکلے اور چلتے بنے.... اب میں فکر میں مبتلا ہوا کہ وہ لوگ نہ جانے میرے ساتھ کیا کریں گے؟.... اسی فکر میں مبتلا مسجد میں ٹہل رہا تھا کہ محلّہ کی ایک خاتون نے مولانا، مولانا کہہ کر آواز دی.... میں نے کہا کیا بات ہے؟.... خاتون نے کہا وہ تبلیغیے سب پولس چوکی گئے ہیں.... تم بھی جاؤ اور اپنی بات لکھواؤ نہیں تو پولس آئے گی اور تم اٹھا کر لے جائے گی.... اب تو میرے دل کی دھڑکن بڑھ گئی.... وہاں نہ صدر صاحب موجود تھے، نہ کوئی مسجد کا ممبر.... اب میں کروں تو کیا کروں؟.... اور وہ خاتون بار بار بول رہی ہے کہ تم جلدی پولس چوکی میں جاؤ۔

''اسی عالم میں میری زبان سے نکلا.... یا اعلیٰ حضرت میری مدد کیجئے.... اگر آپ کی



جانب سے مدد نہیں ملی تو میں آپ کو ولی نہیں مانوں گا''۔

اور یہی کہتا ہوا.... اکیلا پولس چوکی کی طرف چل پڑا.... وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ لوگ کیس لکھوا رہے ہیں.... ان لوگوں نے کہا یہی مسجد کا امام ہے۔

میجر نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ جب سے تم مسجد میں آئے ہو بہت لفڑا پیدا ہو گیا ہے تم امامت چھوڑ دو۔

میرے منہ سے نکلا کہ فیصلہ کرنا ٹرسٹیوں کا کام ہے کہ مجھ کو رکھیں گے یا ہٹائیں گے.... ہم دو فریق لڑ کر آئے ہیں جھگڑے کا فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے.... میجر نے کہا تمہاری بات نہ سنی جائے گی، نہ لکھی جائے گی.... اس کے بعد میرے پیچھے سے ایک رعب دار آواز ابھرتی ہے.... کہ یہ مولوی صاحب تو ٹھیک کہتے ہیں اِن کی باتوں کو بھی سنوں.... میجر نے رُخ اوپر کیا اور لکھنے کے لئے تیار ہو گیا.... اب جو میں نے پیچھے گھوم کر کے دیکھا کہ یہ ہیں کون؟.... تو دیکھا کہ ایک بارعب چہرہ والے، باشرع، خوبصورت آدمی میرے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں.. ..میجر نے کہا تم اپنی بات لکھواؤ۔

میں نے کہا کہ محلے کے لوگ اچھے ہیں وہاں ہر طرح کا امن امان ہے.... یہ لوگ محلے کے رہنے والے نہیں ہیں، یہ لوگ باہر سے آ کر محلے میں فتنہ پیدا کرتے ہیں.... پوچھئے یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟۔

میجر نے جب پوچھا تو ایک نے کہا بھانڈوپ سے دوسرے نے کہا کرلا سے اسی طرح سے سب نے بتایا.... یہ سننے کے بعد میجر نے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھو.... اب تم لوگ یہاں آئے تو تمہاری خیریت نہیں ہے۔

اس کے بعد وہ باوقار بزرگ جو تشریف لائے تھے اور میجر سے کہا تھا اس کی بھی سنو.... انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو.... میں اُٹھا اور ان کے ساتھ پولس چوکی سے نکلا.... آپ میرے دائیں طرف اور میں بائیں طرف چل رہا تھا.... تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے سوچا کہ ان سے پوچھوں کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں.... یہ خیال آیا اور ایک آن کے لئے ان سے میری توجہ ہٹ گئی اب جو دیکھتا ہوں تو وہ بزرگ غائب تھے.... میں سمجھ گیا کہ آپ اعلیٰ

حضرت تھے اور تصرف کر کے ہماری مدد کو پہنچے تھے۔

سبحان اللہ۔ قطب وولی اور ان کی کرامت ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ بعدِ وصال بھی رہتی ہے.... اس بات پر علمائے کرام وصوفیائے عظام کا متفقہ فیصلہ ہے.... بعد وصال اللہ والوں کے تصرف کو ہزاروں لوگوں نے ملاحظہ کیا ہے.... اور آج بھی ملاحظہ کرتے ہیں.... شرط ہے عقیدہ اور عقیدت صحیح ہو۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا اُنیسواں واقعہ

میرے پیارے دوستو! مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھتے ہوئے آپ نے بھی دیکھا ہے اور ہم نے بھی دیکھا.... بچوں کے روزہ رکھنے پر ان کے والدین، خویش واقارب اور دوسرے احباب خوش ہوتے اور خوشیاں مناتے ہیں.... اور روزہ کشائی کا پروگرام کرتے ہیں.... یہ طریقہ مسلمانوں کا ہے.... مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارا جو بچہ اتنی چھوٹی سی عمر میں روزہ رکھا ہے تو ان شاء اللہ بڑا ہو کر یہ فرض کو ترک نہیں کرے گا.... لیکن گرم دنوں کے روزے میں چھوٹے بچے نیم بسمل کی طرح ہو جاتے ہیں.... بلاؤ تو بولنے کی طاقت نہیں ہوتی.... چلاؤ تو چلنے کی طاقت نہیں رہتی.... منھ اتر جاتا ہے.... دیکھنے والوں کو افسوس ہوتا ہے.... ان کے والدین روزہ توڑنے کو کہتے ہیں تو بہت سارے بچے جھٹ تیار ہو جاتے ہیں.... اور بہت سارے بچے روزہ توڑنے کو تیار نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ جلد سے جلد سورج غروب ہونے کا انتظار کرتے ہیں.... بولئے! ایسا ہی ہوتا ہے نا؟۔

ہمارے امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت چھوٹی عمر میں پہلا روزہ رکھا.... موسم گرمی کا تھا.... سخت گرمی پڑ رہی تھی.... روزہ کشائی کا انتظام بڑے پیمانے پر کیا گیا.... خاندان کے لوگوں کو، احبا کو، متعلقین کو دعوت دی گئی.... کھانے پکے، افطاریاں بنیں.... اس میں فیرنی بھی تھی.... دوپہر دن ہی سے انتظام ہونے لگا.... جوں جوں دن آگے بڑھتا تھا.... نقاہت وکمزوری بھی بڑھ رہی تھی.... اور ٹھیک دوپہر کے وقت چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ .... آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ حالت دیکھی تو اعلیٰ



حضرت کو اس کمرہ میں لئے گئے، جہاں پیالے میں فیرنی جمائی گئی تھی.... دروازہ اندر سے بند کر کے کہا کہ لو ایک پیالہ کھالو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے اپنے والد ماجدہ سے کہا میرا روزہ ہے۔

والد محترم نے فرمایا بچوں کے روزے یوں ہی ہوتے ہیں.... کمرہ اندر سے بند ہے.... یہاں پر نہ کوئی آسکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے.... کھالو۔

اعلیٰ حضرت نے کہا کوئی دیکھے نہ دیکھے مگر جس کا روزہ ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اللہ۔ اللہ دوستو! ایسا بولنا، ایسا کہنا سب کے نصیب میں کہاں ہوتا ہے.... جو ایسا بول رہا ہے، ایسا کہہ رہا ہے اپنے زمانے کا کامل ہے.... دنیا ان کے لڑکپن کو دیکھ رہی تھی.... لیکن لڑکپن میں تو قطبیت ولایت چھپی ہوئی تھی.... چھپے ہوئے کو کون دیکھتا ہے.... ظاہر کو سب دیکھتے ہیں مگر باطن تک سب کی رسائی نہیں ہوتی ہے.... اعلیٰ حضرت کی وہ گفتگو باطن کی گفتگو تھی۔

اس پیاری بات اور پیاری گفتگو پر آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ ہوگئے.... اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرا بچہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو فراموش نہیں کرے گا.... اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت عالم تھے.... کامل تھے.... استاذ ماہر تھے.... استاذ معظم تھے.... امام تھے.... اپنے وقت کے یگانہ تھے.... آفتابِ معرفت تھے.... اعدائے اسلام کے لئے تیغ برّاں تھے.... برگزیدہ تھے.... باریکیوں کا خزانہ تھے.... بحر ناپید کنار تھے.... بسیار فضل تھے.... بلند ہمت تھے.... پاسدارِ شریعت تھے.... پیشوا تھے.... حامی شریعت تھے.... حاوی جمیع علوم تھے.... خلاصہ لیل ونہار تھے.... دریائے فضائل تھے.... دریائے ذخار تھے.... دلیر تھے.... دانش مند تھے.... ذہین تھے.... روشن ستارہ تھے.... زبان والے تھے.... زبر دست عالم تھے.... ستھرے تھے.... شرف وعزت والے تھے.... صاحب ذکا تھے.... علم کا کوہِ گراں تھے.... عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر ہیں.... عالم باعمل تھے.... عالی ہمم تھے.... علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے.... فخر اکابر تھے.... کثیر الفہم تھے.... کریم النفس تھے.... مجاہد شریعت وطریقت تھے.... معزز تھے.... مایۂ افتخارِ علما تھے.... مرکزِ دائرہ علوم تھے.... محفوظ تھے.... نادر روزگار تھے.... وارث نبی تھے.... یکتائے زمانہ تھے۔

# اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا بیسواں واقعہ

دوستو! عمر کے ساتھ عقل بھی بڑھتی ہے۔ عقل کے ساتھ علم بھی بڑھتا ہے۔ توفیقِ خداوندی ہو تو علم کے ساتھ عمل بھی بڑھتا ہے....اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو عمل کے ساتھ روحانیت بھی بڑھتی ہے۔ روحانیت جب بڑھتی ہے تو تصرفات بھی بڑھتے ہیں....تصرفات جب بڑھتے ہیں تو دیدارِ نبی، دیدارِ رسول اور دیدارِ اولیائے کرام بھی ہوتے ہیں....ہم نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں استاذی حضرت مفتی ابوسہیل محمد انیس عالم قادری دربھنگوی ثم سیوانی (خلیفۂ حضور سرکار مفتی اعظم ہند) کو دیکھا کہ جب آپ بیعت فرماتے تھے تو بیعت ہونے والوں کو ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کہتے تھے کہ کہو میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھوں میں دیا...اس بات کو سن کر ہم طالب علموں کو بڑی حیرت ہوتی تھی کہ حضرت فرماتے ہیں کہ ”کہو میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا“ یہ نا سمجھی کہئے یا کم عقلی سمجھئے....اس کے بعد ایک دن ایک طالب نے کہا چلو استاذ محترم سے پوچھتے ہیں کہ حضور آپ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ”کہو میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا“ حضرت سے جب پوچھا گیا اور حضرت نے جو کچھ بتایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کی قطبیت و کرامت پر آج بھی عمل ہو رہا ہے....اور اس طرح سے اعلیٰ حضرت کی اس قطبیت و کرامت کا چرچا سلسلہ قادریہ اور رضویہ کے سارے پیر عظام کر رہے ہیں....اس واقعہ کو استاذ گرامی نے اس طرح سے بتایا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیعت فرماتے وقت بیعت ہونے والے مریدوں کا ہاتھ تھام کر اسی طرح سے کہتے تھے کہ ”کہو میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا“....ایک بار تین چار بدعقیدہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں آئے....ان میں سے ایک کو سکھا پڑھا کر کے رکھا تھا....کہ محلہ سوداگراں میں پہنچ کر کہنا کہ ہم میں سے فلاں شخص اعلیٰ حضرت سے بیعت ہونے کہ لئے آیا ہے....ان لوگوں نے مشورہ یہ کرلیا تھا کہ آج مولانا احمد رضا کا مذاق اڑائیں گے....ان میں سے دو دروازے پر کھڑے رہے ایک کو مسجد میں بھیجا کہ ان کو بیعت ہونی ہے....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری نے اس شخص کا ہاتھ اپنے ہاتھ



میں لیا...توبہ کرا کر، کلمہ پڑھا کر، جب کہا کہ ”کہو میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا“ تو شخص مذکور نے کہا کہ ”میں نے اپنا ہاتھ احمد رضا کے ہاتھ میں دیا“۔

اعلیٰ حضرت نے پھر کہا ”کہو میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا“۔

شخص مذکور نے پھر وہی کہا کہ ”میں نے اپنا ہاتھ احمد رضا کے ہاتھ میں دیا“۔

اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت جو فرماتے تھے....شخص مذکور اس کی ضد میں کہتا تھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ جو میں کہتا ہوں وہ کہو۔

تو اس شخص نے کہا کہ آپ نے ابھی توبہ کرایا ہے....جھوٹ کیسے بولوں....ابھی تو توبہ کیا ہوں....جبکہ وہ تو از راہ مزاح یا مذاق رٹے ہوئے سبق کو دہرا رہا تھا....وہ تو اللہ کے ولی کو اپنے برابر سمجھ رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت نماز کی صورت میں بیٹھے تھے اور شخص مذکور بھی اسی ہیئت میں تھا....اعلیٰ حضرت نے فرمایا تو اپنے دونوں گھٹنوں کو میرے گھٹنوں میں ملادو....اس نے اعلیٰ حضرت کے گھٹنے میں اپنے گھٹنے کو ملا دیا....اب آپ نے فرمایا کہو ”میں نے اپنا ہاتھ غوثِ پاک کے ہاتھ میں دیا“۔

وہ شخص بول پڑا کہ میں نے اپنا ہاتھ غوث پاک کے ہاتھ میں دیا۔

باہر کھڑے ہوئے دونوں نے کہا، ارے اس نے تو سارا کھیل ہی بگاڑ دیا....کیا کرنے آیا تھا اور کیا کر بیٹھا....جب وہ بیعت ہونے کے بعد باہر نکلا تو دوستوں نے پوچھا تو نے کیا کیا؟...اور کیا بول دیا....اس شخص نے کہا میں انکار کرتا رہا...لیکن جب میرے پیر صاحب نے اپنا گھٹنا میرے گھٹنے میں ملا دیا تو دیکھا کہ حضرت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری نہیں بلکہ مجھ کو غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بیعت فرما رہے ہیں۔

استاذ محترم مفتی ابوسہیل محمد انیس عالم قادری نے فرمایا اسی وقت سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں یہ طریقہ رائج ہے کہ ہر بیعت کرنے والے پیر وہی کہتے ہیں جو اعلیٰ حضرت کہا کرتے تھے....اور ایسا ہی ہے....اس حقیر و فقیر نے حضور سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح سے بیعت کرتے سنا....بلکہ خود یہ خاکسار اسی طریقے پر بیعت ہوا....علامہ محمد تحسین رضا خاں بریلوی کو بھی اسی طرح سے بیعت کرتے دیکھا....بلبلِ

ہند مفتی رجب علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اسی طریقے سے بیعت کرتے ہوئے پایا....اور دیگر بزرگانِ اہلِ سنت کو بھی اسی طرح سے بیعت کرتے دیکھا اور سنا ہے۔

## اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قطبیت کا اکیسواں واقعہ

بھائیو! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ جب حج کے لئے گئے تو جدہ سے ''رابغ'' تک کشتی سے سفر کیا تھا.... ''رابغ'' سے مدینہ منورہ تک اونٹ پر سفر ہُوا....آپ کا سارا سامان نکال کر روڈ کے کنارے رکھا گیا....لیکن سب کے سب وہ سامان اونٹ پر چڑھانا بھول گئے ... اور قافلہ روانہ ہوگیا....اب بے سر سامانی کا عالم ہے....اعلیٰ حضرت خود تحریر فرماتے ہیں کہ ''سرکارِ اعظم ﷺ میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہوگئے تھے....اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے....اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستے میں نکل گیا.... یہاں یعنی مدینہ منورہ میں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی....یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا''۔ بارگاہِ رسالت میں حاضری ہوگئی.... آستانہ معظم میں سلامی ہوگئی....سامان چھوٹ گیا اور آپ اس سامان کے خیال کو ترک کر دیا....اور ترک کر دینا چاہئے کہ وہ سامان سنبھال کر کون رکھتا اور کون رکھتا ہے....لیکن اعلیٰ حضرت کی قطبیت دیکھئے....سنئے! غور کیجئے اور حرارتِ ایمانی کو جلا بخشئے....کہ ایسا کس کے ساتھ ہوتا ہے.... تھوڑا تفکر کیجئے تو آپ پر عیاں ہوجائے گا کہ ایسا عام آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا ہے.... ہاں! اللہ والوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے....اعلیٰ حضرت کے ساتھ کیا ہوا؟....خود فرماتے ہیں۔

''دوسرے دن ''رابغ'' سے ایک بدوی پہنچا....اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا....اس پر بار کیے ہوئے آپہنچا....اس نے شیخ حسین کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کا یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں....میں ہر چند اس بدوی صاحب کو آتے جاتے منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انہوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرما دی ہے کہ شیخ سے کچھ نہ لینا''۔



رابغ کے حسین بھی شیخ اور بریلی کے احمد رضا بھی شیخ....دونوں میں ملاقات کبھی بھی نہیں ہوئی....شیخ حسین کو وہاں سب جانتے تھے....احمد رضا کو وہاں والے نہیں جانتے تھے....مگر شیخ نے شیخ کو پہچان لیا....جب ہی تو شیخ حسین بدوی کو کہتے ہیں کہ سامان شیخ کو دے آؤ اور شیخ سے کچھ لینا نہیں....آم اور املی کو پہچاننے کے لئے سر کی آنکھ چاہئے اور شیخ احمد رضا کو پہچاننے کے لئے دل کی آنکھ چاہئے....جس کو دل کی آنکھ تھی امام احمد رضا کو پہچان لیا....جس کے دل کی آنکھ پھوٹ چکی ہے وہ کہتا ہے کہ احمد رضا بدعتی تھے....بدعت کے بانی تھے....ولی نہیں تھے....قطب نہیں تھے....مَیں کہتا ہوں تم عالم نہیں، مولوی نہیں، مفتی نہیں، جواب ملتا ہے کہ ادریس ٹھیک کہتا ہے....ہم عالم نہیں، ہم مولوی نہیں، ہم مفتی نہیں، ہم تو صحافی ہیں....بہت خوب....پڑھائی پڑھے مولوی کا، عالم کا، مفتی کا تو صحافی کیسے بن گئے....مور کا پر لگانے سے کوا مور نہیں بن سکتا....صحافت کی پڑھائی پڑھا نہیں صحافی کا پَر لگا کر صحافی بن رہا ہے.... لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے....یہ دھوکہ تمہیں مبارک ہو۔

سب طبقہ کو چھوڑ دیا جائے کہ سب کو پہچاننا آسان ہے مگر ولی کو پہچاننا آسان نہیں ہے....قطب کو پہچاننا آسان نہیں ہے....غوث کو پہچاننا آسان نہیں ہے....اوتاد کو پہچاننا آسان نہیں ہے....ولی را ولی می شناسد....کی مثل ولی کو وہی پہچانے گا جو ولی ہے....جو قطب ہے....جو غوث ہے....جو غیاث ہے۔

سونا کو سب نہیں پہچانتا....سونا کو سونار ہی پہچانتا ہے....ہیرے کو جوہری پہچانتا ہے.... تو جاہل ولی کو کیسے پہچان سکتا ہے....قطب کو اجہل کیسے پہچان سکتا ہے....اگر کوئی اجہل سونے کو پیتل کہتا ہے تو اس سے سونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ سونا مسکرا کر کہتا ہے کہ میرے متعلق تم سونار سے پوچھو....ہیرا کہتا ہے کہ میرے متعلق جوہری سے پوچھو....لڑنے جھگڑنے کی کوئی بات نہیں ہے....امام احمد رضا کے متعلق پوچھنا ہے تو جاہلوں سے نہیں....ولیوں سے پوچھا جائے....حضرت وارث علی شاہ سے پوچھا جائے....اور آپ کے دور کے دوسرے ولیوں سے پوچھا جائے....وہ جو کہے ہیں ان کی باتوں پر عمل کیا جائے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تیسری تقریر

# اعلیٰ حضرت اور کشف قبور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

اَمَّا بَعْد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ.

رَبَّنَا يَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ. وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

(تمام تعریفیں اللہ کو..... ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں..... اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں..... اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں..... جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں..... اور جس کو راستہ سے ہٹادے تو اس کا کوئی ہادی نہیں..... اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں..... اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور اس کے



رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کئے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

اے ہمارے رب..... اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر..... اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے..... اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے..... آمین آمین آمین۔)

گنبد خضریٰ کے نیچے آرام فرمانے والے آقا..... یتیموں کے حامی..... بیواؤں کے مولیٰ..... ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا..... بے سہاروں کا سہارا..... لمبے لمبے ہاتھوں سے بھیک دینے والے داتا..... رحمۃ للعالمین رسول ﷺ..... سردارِ دوجہاں ﷺ..... شفیع المذنبین ﷺ..... طٰہٰ و یٰسین ﷺ..... عرش کے دولہا..... جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.

## اعلیٰ حضرت اور کشف قبور

رونقِ اسٹیج علمائے کرام..... سامعین حضرات..... اور پردہ کے پیچھے بیٹھی ہوئیں خواتینِ اسلام..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ..... آج میری تقریر کا عنوان ہے..... اعلیٰ حضرت اور کشف قبور..... عنوان سخت ہے لیکن جب آپ کے سامنے اعلیٰ حضرت کے کشف قبور کے واقعات بیان کروں گا..... تو آپ لوگوں کی ایمانی حرارت تیز ہوجائے گی..... کشف قبور ایک علم ہے..... کشف کا معنی ہے۔ پردہ اٹھانا۔ انکشاف کرنا..... اور قبور، قبر کی جمع ہے..... مطلب یہ ہوا کہ قبور والوں کے حالات کا انکشاف کرنا..... قبر والوں کے حالات سے پردہ اٹھانا..... خلاصہ یہ کہ اس علم کے ذریعہ سے قبر والوں کا پتہ ملتا ہے کہ کون کس حال میں ہے..... جو یہ علم

سیکھے گا..... پڑھے گا اسے معلوم ہوگا.....اور یہ علم آج تک زندہ ہے..... کشف کا ایک لغوی معنی یہ بھی ہے کہ "غیب کی باتوں کا اظہار کرنا..... معنی بالکل صحیح ہے کہ نظر سے اوجھل چیزیں غیب ہوتی ہیں.....اور قبر یا یوں کہئے کہ مٹی کے اندر کی چیزوں کے بارے میں بتانا تو بالکل غیب ہے.....یہاں جاسوسی نہیں چلتی ہے.....مخبری نہیں چلتی ہے.....امتِ محمدیہ کا وہ عالم، ولی اور قطب جب غیب بتا سکتے ہیں تو ہمارے آقا ﷺ کا کیا کہنا ہے..... جن کے غیب داں ہونے پر قرآن مجید کی شہادت موجود ہے۔

خیال رکھئے کہ "کشف قبور" کا علم نہ کالج سے حاصل ہوسکتا ہے.....نہ یونیورسٹی سے.....نہ دارالعلوم سے.....نہ بڑے بڑے اداروں سے.....یہ علم صرف کامل پیر سے حاصل ہوتا ہے..... آپ لوگوں کو یقین ہے کہ نہیں؟.....یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ آج کل مسلمانوں کے یقین کا دروازہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے پاس یقین کا دریچہ جو بچا ہے.....وہ بھی بند ہوتا جارہا ہے..... مسلمان جھوٹی خبروں پر زیادہ یقین کرتا ہے.....جتنا جھوٹی خبروں پر یقین کرتا ہے اتنا یہ مسلمان اگر قرآن واحادیث پر یقین کرتا تو مسلمان کامل ایمان والا ہوتا۔

آئیے! اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے "کشف قبور" کے چند واقعات کو سن کر مسلکِ احمد رضا سے جڑیئے.....مسلک کی بات آگئی تو اس تعلق سے چند اشعار ملاحظہ کرلیجئے۔

گونجتی ہر سُو صدا ہے مسلکِ احمد رضا
مرے آقا کی عطا ہے مسلکِ احمد رضا
میری رَگ رَگ میں بَسا ہے مسلکِ احمد رضا
عشق کے ہاتھوں پَلا ہے مسلکِ احمد رضا
جام الفت کا پِلاتا تھا پِلاتا ہے ہمیں
مسلکِ احمد رضا ہے مسلکِ احمد رضا
یار احمد[1]، ہاشم[2] و محبوبِ[3] ملّت کہہ گئے
کیا ہی اچھّا یا خدا ہے مسلکِ احمد رضا



شیخ صالح[4]، حضرتِ یوسف[5] و احمد[6] کہتے ہیں
عشق کی میرے جِلا ہے مسلکِ احمد رضا
کہہ گئے خاکی میاں[7]، اچھے میاں[8]، نوری میاں[9]
مردِ مومن کی ندا ہے مسلکِ احمد رضا
مسکرا کر ازہری[10]، اشرف[11] سبھی کہنے لگے
تھی بقا تجھ کو بقا ہے مسلکِ احمد رضا
آینہ دل کو کوئی اب میرے بھاتا ہی نہیں
آینے کا آینہ ہے مسلکِ احمد رضا
زندہ تھا یہ، زندہ ہے یہ، زندگی دیتا ہے یہ
زندوں کا نعرہ سدا ہے مسلک احمد رضا
ہوگئے ممتاز سب سے، ہوگئے مختار ہم
جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کا عصا ہے مسلکِ احمد رضا
بدعقیدو، باطلو، ایماں فروشو جان لو
تھا جدا تم سے جدا ہے مسلکِ احمد رضا
ہم منائیں گے اُسے، ہم تو بُلائیں گے اُسے
کہنے سے جو دل خفا ہے مسلکِ احمد رضا
مَیں نہ ہوتا عشق کے یاں پھول کھلتے ہی نہیں
کہہ رہا صبح ومسا ہے مسلکِ احمد رضا
مِل کے سب عشق رضا میں ڈوب جاؤ سنّیو
دے رہا تم کو ندا ہے مسلکِ احمد رضا
سرِ کٹا کر جاں لُٹا کر زندہ رکھنا ہے اسے
رضوی تیرا رہنما ہے مسلکِ احمد رضا

## کشفِ قبور کے واقعات اور کچھ باتیں

ہم نے اپنے طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے اباواجداد اور دوسرے لوگوں کی زبانی سنا کہ علاقے میں ایک عالم آئے ..... وہ فاتحہ پڑھنے کے لئے ایک قبرستان میں گئے اور بہت دیر تک کھڑے ہو کر قبرستان میں دعائیں مانگتے رہے.....لوگوں نے پوچھا کہ آپ بہت لمبی دعائیں مانگ رہے تھے.....اس کی کوئی خاص وجہ؟ .....موصوف نے ایک سرد آہ کھینچ کر کہا کہ اس قبرستان میں ایک مردہ کو سخت عذاب ہو رہا ہے.....بہت دعائیں کیں لیکن دعا مقبول نہیں ہوئی اور نہ اس کے عذاب میں کمی ہوئی ہے.....اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عذابِ قبر وحشر و نشر سے بچائے.....آمین۔

اُس وقت یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ مردے پر عذاب ہو رہا ہے تو مولوی صاحب، مولانا صاحب نے کیسے دیکھ لیا؟.....ہمارے لئے ان کی گفتگو جو بزرگوں نے سنائی ماورائے شعور ٹھہرا.....لیکن عمر اور وقت کے ساتھ وہ ماورائے شعور ہمارے شعور میں آگیا .....اور اس پر یقین کامل ہو گیا ہے کہ "کشفِ قبور" کا علم ہے جو زندہ ہے.....اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ موصوف مولانا صاحب کا علم کشفِ قبور "کسبی" تھا.....کسبی میں صرف مشاہدہ کرنے کی فراست و اہلیت ہوتی ہے .....اس میں ردّوبدل کا اختیار نہیں ہوتا ہے .....اور "کشفِ وھبی" میں اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں اور یہ..... "کشفِ وھبی" صرف اولیائے کرام .....ابدال وقطب وغوث کو دیا جاتا ہے.....اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ازل ہی میں چن لیتا ہے.....ان عظیم ہستیوں کی عظمت کی حفاظت کی جاتی ہے.....ان کے اختیارات و تصرفات کو کبھی سلب نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کشفِ قبور کے 'کسبی' اور ان کے اختیارات کو سلب کر لیں . . . .دوسری بات یہ ہے کہ "کسبی" حضرات کے ہاتھ، پیر، زبان و کان اگر گناہوں سے پاک ہوتے ہیں تو وہ صاحبِ قبر سے گفتگو کر سکتے ہیں.....مگر حال نہیں بدل سکتے ہیں۔

ایک بات اور سن لیجئے..... پہلے کے دَور میں مکتب ہوتا تھا.....مکتب کا کچھ نام نہیں ہوتا



تھا.....مولوی صاحب، مولانا صاحب، حافظ صاحب، میاں جی مکتب میں پڑھاتے تھے اور بچے آ کر پڑھتے تھے.....گاؤں، قصبہ اور شہر کا وہی مکتب پہلے مدرسہ پھر دارالعلوم میں تبدیل ہو گیا ہے.....بہرحال اسی مکتب میں پڑھانے والے ایک مولوی صاحب ایک قبرستان میں فاتحہ پڑھنے کے لئے گئے .....مَیں یہ نہیں کہتا کہ وہ مولوی صاحب بھی 'کشف قبور' کے علم سے لیس تھے .. ... اور انکار بھی نہیں کرتا کہ وہ "کشف قبور نہیں جانتے تھے.....کیوں کہ انہوں نے اس تعلق سے لوگوں کو کچھ بتایا نہیں اور نہ لوگوں نے ان سے کچھ پوچھا۔

مولوی صاحب فاتحہ پڑھ کر لوٹے تو کل ہو کر مکتب کے تمام بچوں سے کہا کہ چلو! آج قبرستان میں تم لوگ قرآن خوانی کرو.....بچے گئے، قرآن خوانی کی، اس کے بعد مولوی صاحب قبرستان میں بہت دیر تک رُو رُو کر دعائیں مانگتے رہے.....یہ ایک واقعہ سچا ہے..... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب اگر کشف قبور کے علم سے واقف تھے تو وہ علم 'کسبی' تھا کہ قبرستان میں کسی مردے پر ہو رہے عذاب کو دیکھا تو اس کو بدل نہیں سکتے تھے.....لہٰذا انہوں نے تدبیر کی.....اب ان کی تدبیر کہاں تک کامیاب ہوئی وہ تو وہ جانتے ہیں.....لیکن "کشف وھبی" میں بدلنے کا اختیار ہوتا ہے.....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نائب غوث الوریٰ ہیں.....اور غوثِ اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تاریخ کے صفحات پر بہت سارے 'کشفِ وہبی' کے واقعات پھیلے ہوئے ہیں..... یہاں پر غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کے ایک واقعہ کا تذکرہ کر کے آگے بڑھوں گا۔

## غوثِ پاک کا کشفِ وہبی

تیری الفت کی اگر ہو نہ حرارت دل میں
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
یہی اسلام ہے میرا یہی اسلام ہے میرا
ترے نظارۂ رخسار سے حیراں ہونا

کشفِ وہبی کا تعلق صرف قبر تک نہیں.....بلکہ دُور تک ہوتا ہے.....وہ جہاں

چاہیں..... جس جگہ چاہیں..... جس چیز کو چاہیں..... کشفِ وہبی سے بدل دیتے ہیں..... یہ علم صرف مادرزاد ولیوں کو حاصل ہوتا ہے..... آپ نے ابھی ''کشفِ کسبی'' کا واقعہ سنا کہ مولانا صاحب مردہ پر عذاب ہوتے دیکھا اس عذاب کو ٹلنے لئے بہت دیر تک دعائیں مانگتے رہے مگر دعا قبول نہیں ہوئی ..... اب غوثِ پاک سیدنا شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کا بھی ''کشفِ وہبی'' سن لیجئے۔

ایک دفعہ صبح کی نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند خدام کے ساتھ قبرستان ''شونیزیہ'' میں فاتحہ پڑھنے کے لئے گئے..... ہر قبر پر فاتحہ کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرتے ..... اور دعائیں مانگتے تھے..... مگر حضرت شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے استاد طریقت تھے..... ان کی قبر پر بہت دیر تک کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے رہے..... اتنی دیر تک دعائیں مانگتے رہے کہ آفتاب اتنا بلند ہو گیا کہ دھوپ تیز ہو گئی..... جب آپ نے دعائیں ختم کر کے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا تو آپ کے چہرے پر بشاشت تھی..... یعنی آپ خوش تھے..... آخر کا آپ کے خداموں نے آپ سے پوچھ ہی لیا کہ حضور کیا سبب ہے کہ آپ شیخ حماد الدباس کی تربت پر اتنی دیر تک ٹھہرے اور دعائیں کرتے رہے؟۔

سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ..... آج سے بائیس سال پہلے ۱۵ ر شعبان ۴۹۹ھ جمعہ کے دن کا ذکر ہے کہ انہیں بزرگ اور کچھ اور لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لئے گھر سے چلا..... جب ہم فلاں دریا کے فلاں پُل پر پہنچے تو شیخ حماد الدباس نے طریقت میں امتحان کے طور پر زور سے دھکا دے کر پانی میں گرادیا ..... سردی کا موسم تھا..... دریا کا پانی برف بنا ہوا تھا..... جب میں گرنے لگا تو جمعہ کے غسل کی نیت کرلیا..... چند کتابیں بھی میرے ہاتھوں میں تھیں..... اس کو بھیگنے سے بچنے کے لئے میں نے اپنے ہاتھوں کو بلند کرلیا..... جب باہر نکلا تو اپنے صوف کے جبہ کو نچوڑ کر پھر سے پہن لیا..... ایک تو سردی کا موسم دوسرے یہ کہ جبہ بھیگا ہوا تھا اس بنا پر سردی سے اذیت پہنچ رہی تھی..... اس پر طرفہ تماشا یہ کہ شیخ حماد کے معتقدین مجھے پھر پانی میں گرانا چاہا..... مگر اب کی دفعہ شیخ حماد نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور فرمایا کہ میں نے عبدالقادر کو امتحان کے لئے پانی میں گرایا تھا..... مجھے معلوم تھا کہ ان میں پہاڑ جیسی استقا



مت ہے..... یہ سن کر وہ لوگ مجھے پانی میں گرانے سے باز رہے۔

آج جب میں شیخ حماد الدباس کی قبر پر پہنچا تو دیکھا کہ شیخ حماد الدباس جنتی لباس پہنے ہوئے ہیں..... ان کے سر پر تاج مرصع ہے اور پاؤں میں سونے کی نعلین ہیں..... مگر، مگر ان کا ایک ہاتھ شل ہے..... اللہ۔ اللہ۔ میں نے ان سے ہاتھ شل ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ عبدالقادر! فلاں دن اور فلاں تاریخ اور فلاں سنہ میں دھکا دے کر تم کو میں نے پانی میں گرایا تھا..... اسی سبب سے میرا ہاتھ شل کردیا گیا ہے..... خدرا اب تم مجھے معاف کرو۔

غوث پاک نے فرمایا میں نے آپ کو سچے دل سے معاف کیا۔

اس پر شیخ حماد نے کہا اب تم میرے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرو کہ رب قدیر میرے ہاتھ کو درست کردے۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھایا اور شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعائیں کرنے لگا تو میری اس دعا پر پانچ سو اولیائے کرام آمین کہتے تھے..... سبحان اللہ۔

غوث پاک مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت سے نوازا..... اور شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ درست ہو گیا..... اس کے بعد شیخ حماد نے مجھ سے مصافحہ کیا اور وہاں سے رخصت ہوا..... تاخیر ہونے کی یہی وجہ ہے۔

## غوثِ پاک کے کشفِ وہبی کی روشنی میں چند باتیں

علم کشف وہبی سب کو نہیں مل سکتا ہے..... جس کے پاس ایک علم زیادہ ہوتا ہے..... وہ مرتبے میں بڑا ہوتا ہے..... اور سیدنا شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کے پاس ایسا علم تھا کہ ''شونیزیہ'' کے قبرستان میں آپ کے ساتھ اور کئی لوگ تھے..... لیکن غوثِ پاک جو ملاحظہ کر رہے تھے..... جو دیکھ رہے تھے..... وہ کوئی نہیں دیکھ رہا تھا..... یعنی قبر کے اندر کون کس حال میں ہے..... اور ان پر کیا گزر رہی ہے..... اس کو کشف برزخ بھی کہا جاتا ہے..... تو جن کے پاس علم کشف ہو یا علم برزخ ان کا مرتبہ کتنا اعلیٰ ہے۔

دوسری بات یہ کہ حضرت شیخ حماد نے سیدنا شیخ عبدالقادر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو امتحاناً پانی میں گرایا تو ان کا ہاتھ شل ہوگیا....اب اسی کی روشی میں سوچیں اور غور کریں کہ جن کے ہاتھ گنا ہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں....غصب اور غضب کے کاموں میں پڑے ہوئے ہیں....ظلم میں یگانہ بنے ہوئے ہیں....ستم ڈھارہے ہیں....لوگوں کی گردنیں مروڑ رہے ہیں ....ان ہاتھوں کا کیا ہوگا....شریعت سے ہٹ کر جو اساتذہ بیل اور بھیس کی طرح بچوں کو پیٹتے ہیں ان ہاتھوں کا کیا ہوگا....اس واقعہ سے ہم سب کو سبق لینا چاہئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو علم وہبی دے کر ان پر سب کچھ واضح کر دیتا ہے....غوثِ پاک نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر تاج مرصع ہے تو جسم پر بہشتی لباس، پاؤں میں سونے کے جوتے ہیں....اس کے بعد گفتگو بھی کی اور مصافحہ بھی کیا....سب کچھ سب لوگوں کے سامنے ہو رہا ہے مگر دیکھا کسی نے بھی نہیں....یہی ہے ولایت، یہی ہے قطبیت، یہی ہے غوثیت۔

خیال رکھئے کہ اعلیٰ حضرت اپنے وقت کے نائبِ غوثِ اعظم ہیں....میں اپنی طرف نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ ہمارے اکابر علما اور بزرگوں نے یہی کہا ہے....شیر ربانی میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری (پاکستان) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، لوگوں سے کہا، لوگوں کو خبر دی، لوگوں کو سنایا کہ میں نے مراقبہ کی حالت میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اور کہا حضور! اب دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟....سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بریلی میں مولانا احمد رضا خان....ایک بزرگ مراقبہ میں جاکر غوث پاک سے پوچھیں کہ آپ کا نائب کون ہے؟....تو غوث پاک فرمائیں کہ بریلی میں مولانا احمد رضا....اور ایک بیوقوف حاسد جسے مراقبہ کی قسمیں تو چھوڑ دیجئے، مراقبہ نہیں معلوم، وہ یہ کہے کہ مولانا احمد رضا نائبِ غوث پاک نہیں ہیں تو ہم کس کی مانیں؟.....ارے محقق کی سب مانتے ہیں تو ہم بھی اس بزرگ محقق کی مانیں گے....حاسد کی نہیں مانیں گے....حاسد تو حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے....آئیے! اب اسی بریلی کے تاجدار....نائب غوثِ اعظم....امام احمد رضا خان قدس سرہٗ کے کشفِ قبور کے واقعات ملاحظہ کیجئے۔



# اعلیٰ حضرت کے کشف قبور کا پہلا واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ’کشف قبور‘ کے واقعات کو اعلیٰ حضرت کی زبانی اہلِ علم نے سنا، دیکھا اور تحریر فرمایا.....اس کا تعلق اولیائے امت کی قبروں سے ہے.....عام قبروں سے نہیں ہے.....اگر عام قبروں سے ہے تو ان واقعات کو علما نے لکھا نہیں..... یا لکھا ہے تو اس ناچیز بندہ کی نگاہوں سے گزرے نہیں ہیں.....اور ساری چیزوں کا سارے لوگوں کی نگاہوں میں ہونا ضروری نہیں ہے..... لیجئے اعلیٰ حضرت کے کشف قبور کے واقعات کو سنئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔

مولانا عرفان علی صاحب بیسلپوری سے اعلیٰ حضرت کو خاص انسیت تھی اور مولانا عرفان صاحب کو اعلیٰ حضرت سے عقیدت تھی.....ایک بار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مولانا عرفان صاحب کے مکان پر بیسلپور تشریف لے گئے.....مولانا خوش ہوگئے کہ اعلیٰ حضرت آگئے.....عظیم البرکت آگئے..... دین کے مجدّد آگئے.....قرآن کے مترجم آگئے.....قطبِ زماں آگئے ...غوث کے پیارے آگئے خواجہ کے چہیتے آگئے....مولانا خاطر تواضع کا انتظام کرنے لگے۔

جب قریب آئے تو اعلیٰ حضرت کا مولانا عرفان صاحب سے سوال تھا.....کہ آپ کی بستی میں کسی ولی کا مزار ہے؟۔

مولانا عرفان علی صاحب کا جواب تھا کہ حضور یہاں تو کوئی کامل اور مشہور ولی اللہ کا مزار نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو یہاں اللہ کے ولی کی ولایت کی خوشبو آرہی ہے..... سبحان اللہ....اللہ والے کو اللہ والے کی خوشبو آرہی ہے کہ یہاں پر کسی اللہ کے ولی کا مزار ہے۔

غور و فکر کے بعد مولانا محمد عرفان علی صاحب نے کہا....حضور میری بستی کے کنارے جنگل میں ایک پرانی قبر ہے....علاقہ جنگلی ہے....لوگ وہاں آتے جاتے نہیں ہے....ایک کوٹھری ہے اسی میں ایک قبر ہے....قطبِ زماں، امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فرمایا چلئے.... وہاں پہنچے تو اعلیٰ حضرت نے مزار کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کر

لیا . . . اور بہت دیر تک اندر رہے....لوگوں کو معلوم ہوا کہ بریلی کے بڑے مولوی صاحب بیسلپور آئے ہیں تو جنگل میں بنی پرانی قبر پر فاتحہ پڑھنے آئے ہوئے ہیں....لوگ جوق درجوق آنے گئے ....اور سینکڑوں لوگ مزار کے گرد اکٹھا ہو گئے....اور سب سن رہے تھے کہ مزار کے اندر دو آدمی گفتگو کر رہے ہیں.... گفتگو کی آواز آ رہی تھی....غور فرمائیے کہ ان اللہ والوں کے درمیان کیا کیا گفتگو ہوئی کون بتائے....یہی تو کشفِ وہبی ہے .... جو مادر زاد ولیوں کو حاصل ہوتا ہے.... کسبی والوں کو نہیں۔

اعلیٰ حضرت جب اس مزار سے باہر تشریف لائے تو جلال میں تھے....جلال کا اثر چہرے پر ظاہر تھا....اور جلال ہی میں فرمایا، اے بیسلپور والوں، سنو! ابھی تک تم تاریکی میں تھے.... اندھیرے میں تھے....تم کو معلوم نہیں تھا....اب جان لو کہ یہ اللہ کے زبردست ولی ہیں، سہروردی سلسلہ سے نسبت ہے....غازی ہیں....قبیلۂ انصار سے تعلق رکھتے ہیں....اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بیسلپور میں زندگی گزارنے والے .... بچپن وجوانی اور بڑھاپا دیکھنے والے بھی ان کے نام سے واقف نہیں تھے....مگر اعلیٰ حضرت نے ماضی کی نہیں ماضی بعید بہت بعید کی بتاتے ہوئے بتایا کہ آپ کا نام ''غازی کمال شاہ'' ہے....اور آپ نے شادی نہیں کی....تم لوگ ان کے فیض سے محروم ہو....اتنے باکمال ولی کے مزار کو اچھے ڈھنگ سے بناؤ.... دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں جنگل میں منگل ہو گیا....وہاں پر بہار آ گئی....لوگوں کی بھیڑ اکٹھا ہونی شروع ہو گئی۔

علم کشفِ وہبی سے اعلیٰ حضرت نے لوگوں کی توجہ حضرت غازی کمال شاہ کی جانب کرادی....اور مزارات کے دشمن کہتے ہیں ہمارا بس چلے تو ہم پورے ہندوستان کے مزارات کو توڑ دیں....جب تیری بس (Bus) نہیں چلتی ہے تو ٹرک کہاں سے چلے گا....اللہ والوں کا چلتا ہے اور چلے گا....قیامت تک چلے گا....قصہ المختصر یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ العزیز نے علم کشفِ وہبی سے تاریخ کو زندہ فرمادیا....ابھی بھی یہی کہو گے کہ اعلیٰ حضرت ولی نہیں تھے؟....ایسے لوگ اپنے خیالات کو بدلیں۔

آج ہم لوگوں میں بہت ساری خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں....ان خرابیوں کو خوبیوں میں



بدلا جائے....خرابیوں کو دُور پھینکا جائے....خوبیوں کو قریب لایا جائے یا خوبیوں کے قریب ہوا جائے....آج کل لوگ ولیوں اور ان کی کرامتوں کو نہیں دیکھتے ہیں بلکہ سلسلہ کو دیکھتے ہیں کہ یہ ہمارے سلسلے کے بزرگ ہیں....وہ فلاں سلسلے کے ہیں تو وہ فلاں سلسلے کے....اپنے سلسلہ کے بچہ کو بھی اوج ثریا پر پہنچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں....اور دوسرے سلسلہ کے باکرامت بزرگوں کو گرانے کے کے لئے عقلی اور من گڑھت گاڑھا بناتے ہیں.... یہ روش لوگوں کو کہاں لے جا رہی ہے اُس پر غور نہیں کرتے ہیں....ایسے لوگوں نے ہمارے سماج میں بھونچال مچا رکھا ہے....ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے....ایسے لوگوں نے اپنا دل تو کالا کر ہی لیا ہے .. .. آپ لوگوں کا دل بھی بھجنگا بنا رہا ہے....ایسوں سے بچئے۔

## اعلیٰ حضرت کے کشف قبور کا دوسرا واقعہ

اعلیٰ حضرت کے کشفِ قبور کا دوسرا واقعہ بھی سن لیجئے....اور اعلیٰ حضرت سے اپنی عقیدت مضبوط کر لیجئے....ایک دفعہ بریلی شریف کے قطب کا پیلی بھیت شریف جانا ہوا....جب آپ پیلی بھیت شریف پہنچے تو آپ نے حضرت محدث سورتی مولا وصی احمد رحمۃ اللہ کے مکان پر قیام فرمایا....حضرت محدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت سے بہت محبت کرتے تھے....آپ کے یہاں قیام فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز نے حضرت محدث سورتی سے کہا کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میں حضرت شاہ کلیم اللہ قدس سرہٗ کے مزار پر جاؤ....آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے مزار پر آؤ....آپ لوگوں کو بات سمجھ میں آتی ہے؟....روحانیت کا مقام دیکھ رہے ہیں....آپ اپنے گھر میں رہئے اور مَیں مسجد میں رہوں اور آپ اپنے گھر سے آواز لگائیے کہ ادریس مسجد میں آجاؤ....تو کیا مَیں سن لوں گا؟ یا مَیں مسجد سے آپ کو آواز لگاؤں کہ ہیرا بھائی مسجد میں آجائیے تو آپ سن لیں گے؟ نہیں سنیں گے....نہ آپ سنیں گے، نہ میں سنوں گا....لیکن اللہ والے سن لیتے ہیں....یہی فرق ہے عوام وخاص اور اولیاء اللہ میں....اس فرق کو کوئی مٹا نہیں سکتا....مقام سے کوئی

ہٹا نہیں سکتا....اولیائے کرام کے مقام کو جاننے کے لئے اولیا کی صحبت ضروری ہے....لیکن آج کا دَور عجب دَور ہے ....دن بھر چوروں کے ساتھ رہنے والا....جھوٹوں کے ساتھ رہنے والا....غاصبوں کے ساتھ رہنے والا....بلکہ یوں کہئے کہ خود چوری کرنے والا....جھوٹ بولنے والا۔غصب کرنے والا۔حرام کھانے والا۔اولیایے کرام کے مقام و مرتبے پر بحث کرتا۔ اولیائے کرام کے مقام کا تعین کرتا ہے....اور کہتا ہے یہ ولی ہے، یہ ولی نہیں ہے....وہ ولی بہت بڑے مقام پر ہے....خود اپنی خبر نہیں ہے....اور اولیائے کرام کے مقام مرتبے کی خبر دیتا ہے۔

اور عام لوگ خاص کر نوجوان اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں کہ وہ بالکل صحیح کہہ رہا ہے.... ارے جھوٹا صحیح اور سچ کیسے کہہ سکتا ہے....اس کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے تو اس پر اس کی بیوی، بیٹی اور بیٹا بھی یقین نہیں کرتا ہے تو آپ نے کیسے یقین کرلیا؟ مذہب کو، عقیدت کو، عبادت کو، سیاسی مت بناؤ....مذہب میں گندی ذہنیت کو مت شامل کرو....عقیدت میں بدعقیدگی مت ملاؤ....مذہب کا فرمان نہیں سنے ہو تو سنو لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ : جھوٹوں پر خدا کی لعنت، جھوٹ بولنے والو! جھوٹ بولنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دماغ میں سجا کر رکھنا، نہیں تو بہت بڑے خسارے میں رہوگے۔

آیئے آگے سنئے....قطب وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ العزیز، حضرت کلیم اللہ قدس سرہٗ کے مزار کی جانب بڑھتے ہیں....پیچھے پیچھے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مدرسہ کے چند طلبہ بھی چلے....یہ عقیدت مندوں کا قافلہ ہے، عقیدت سے جا رہا ہے....یہ باادب لوگوں کا قافلہ ہے ادب سے جا رہا ہے....اور سب کے سب مزار شریف کے قریب پہنچے....لیکن وہاں کا منظر کمال کا تھا....یوں کہئے کہ خوف ناک منظر تھا....مزار شریف کا دروازہ کھلا ہوا تھا....اور چوکھٹ کے قریب ایک اژدہا لیٹا ہوا تھا.... لیکن یہ منظر دیکھ کر قطب وقت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ خوف زدہ نہیں ہوئے بلکہ چلتے رہے اور چوکھٹ کے قریب پہنچے تو اژدہا مزار کے اندر چلا گیا....اعلیٰ حضرت بھی مزار شریف کے اندر داخل ہوگئے....باقی رفقا ابھی چوکھٹ کے باہر ہی تھے کہ مزار شریف کا دروازہ خود بخود بند ہوگیا....اور سب لوگ باہر رہ گئے....اندر صاحب مزار، اژدہا اور قطبِ



وقت امام احمد رضا ہیں....موذی اژدہا کے بعد امام احمد رضا کے اندر داخل ہونے پر رفقا متفکر ہوگئے کہ اب کیا ہوگا؟....اژدہا کہیں آپ کو ڈس نہ لے....اعلیٰ حضرت پر حملہ نہ کردے.... دروازہ بند ہوگیا تو بند ہے....کھلنے کا نام نہیں ہے....کتنی دیر تک دروازہ بند رہا؟....تقریباً دو گھنٹے تک....سب لوگوں کو فکر ستا رہی ہے کہ درواز کُھل نہیں رہا ہے....اللہ جانے کیا ہوا اور کیا ہوگا....اور دو گھنٹے کے بعد دروازہ کُھلا تو سب لوگوں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت ہشاش بشاش ہیں....خوش ہیں....باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اب وہ اژدہا کبھی دیکھنے کو نہیں ملے گا....مطلب یہ ہے کہ صاحب مزار سے عرض کردیا ہوں کہ پہرے داری کے لئے دروازے پر سانپ کو رکھیں گے تو لوگ فیضاب کیسے ہوں گے....اس لئے اس کو ہٹا دیجئے....آپ کی گذارش سنی گئی اور پھر وہ سانپ کبھی نظر نہیں آیا....اعلیٰ حضرت نے مزید فرمایا کہ صاحب مزار نے فقیر سے بالمشافہ ملاقات کی اور گفتگو فرمائی ہے....صاحبِ مزار سلسلہ نقشبندی سے وابستہ ہیں اور پیلی بھیت شہر کے سلطان الاولیا ہیں ؎

یہ زندگی گزار رہے ہیں جو ہم یہاں　　یہ زندگی نصیب ہے لوگوں کو کم یہاں

کشفِ قبور کے ان واقعات سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا مقام سمجھ میں آتا ہے کہ جس طرح سے آپ کا لقب اعلیٰ ہے....اسی طرح سے آپ کا تحریری و روحانی مقام بھی اعلیٰ ہے....آپ کی نعت پاک کی زمین دیکھئے تو اعلیٰ ہے....فقہی مقام دیکھئے تو اعلیٰ ہے.... تفسیری مقام دیکھئے تو اعلیٰ ہے....حدیثی مقام دیکھئے تو اعلیٰ ہے....شریعت کی پابندی دیکھئے تو اعلیٰ ہے...طریقت کی معلومات و معاملات دیکھئے تو اعلیٰ ہے....آپ کے جس مقام کو دیکھئے وہ سب اعلیٰ ہے....لیکن کیا کہئے گا آج کے جاہلوں کی گفتگو سن کر سر میں درد ہو جاتا ہے....لیکن جاہلوں اور جھوٹوں کی زبان نہیں دُکھتی ہے....اور کچھ جاہل اور جھوٹے تو آج کل کرسی پر بیٹھ کر اور کود کود کر بولتا ہے ....کہ احمد رضا ایسے تھے تو ویسے تھے....ایسے جھوٹوں کے لئے شاعر نے خوب کہا ہے....شاعر نے جو کہا ہے آپ بھی سن لیجئے ؎

جہل مسند نشیں ہے بصد تمکنت　　ہم نشیں کیوں نہ ہو علم کی آنکھ تر

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چوتھی تقریر

# اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّا بَعْد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ. رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ. وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

(تمام تعریفیں اللہ کو.....ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں.....اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں.....اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں.....جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں.....اور جس کو راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں.....اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ ..اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور اس



کے رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کئے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

ترجمہ! نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے" اے ہمارے رب.....اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر.....اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے.....اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے.....آمین آمین آمین۔)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم......سردارِ دو جہاں ﷺ......سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم.....روحی فداہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم......شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم........رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم........طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جھوم جھوم کر درود پاک پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

## اعلیٰ کا ہر کام اعلیٰ ہوتا ہے

ایک بات تو ماننی پڑے گی کہ اعلیٰ کا ہر کام اعلیٰ ہوتا ہے.....ہر چیز اعلیٰ ہوتی ہے.....اعلیٰ کی گفتگو اعلیٰ.....اعلیٰ کا کلام اعلیٰ.....اعلیٰ کا سلام اعلیٰ.....اعلیٰ کا سامان اعلیٰ.....اعلیٰ کی غذا اعلیٰ.....اعلیٰ کا مکان اعلیٰ.....اعلیٰ کا بستر اعلیٰ.....یہ دنیاداروں کی باتیں ہیں.....دین داروں اور روحانیت والوں کا وضو اعلیٰ.....نماز اعلیٰ.....تکبیر تحریمہ اعلیٰ.....قرأت اعلیٰ.....قیام اعلیٰ.....رکوع اعلیٰ.....رکوع کی تسبیح اعلیٰ.....سجدے اعلیٰ.....سجدے کی تسبیح اعلیٰ.....اب آپ کہیں گے کہ اعلیٰ لوگوں کے رکوع و سجود کی کیا تسبیح الگ ہے یا وہی تسبیح ہے جو ہم پڑھتے ہیں... ..اگر وہی تسبیح ہے جو ہم پڑھتے ہیں تو پھر ان کی تسبیح اعلیٰ کیسے ہوگئی؟.....سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں.....سمجھئے! ایک ہی کمپنی کا کپڑا آپ نے بھی خریدا.....میں نے بھی لیا.....اُس نے بھی

لیا..... اِس نے بھی لیا..... شکر گزار بندے نے بھی لیا..... ناشکرے نے بھی لیا..... امیر نے بھی لیا..... غریب نے بھی لیا..... اور سب الگ الگ خیاط (درزی) کے یہاں پہنچے سلانے کے لئے ..... کپڑے سِل کر جب آگئے تو آپ نے پہنا اب دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ارے کہاں سلوائے ہو کپڑے کو تو درزی نے بالکل چوپٹ کر دیا..... یہ تو بالکل گونی (بورا) بنا یا دیا ہے..... معلوم ہوا کہ درزی کو یا تو سلنے نہیں آتا ہے یا دل لگا کر سلا نہیں..... میرے کپڑے سِل کر جب آئے اور میں نے زیب تن کیا تو دیکھنے والوں نے کہا بہت عمدہ تو نہیں لیکن مناسب ہے..... اُس نے جب زیبِ تن کیا تو دیکھنے والوں نے کہا ارے یہ کس پاگل درزی نے سِلا ہے، آگے کا دامن بڑا اور پیچھے کا دامن چھوٹا کر دیا ہے..... بغل میں کھڑا ایک آدمی نے کہا آج کل یہ فیشن ہے..... اِس نے جب پہنا تو دیکھنے والوں نے کہا یہ کس درزی نے سِلا ہے اس کرتے کا ایک آستین چھوٹا اور دوسرے ہاتھ کا آستین بڑا ہے..... درزی بالکل اناڑی معلوم ہوتا ہے..... شکر گزار نے زیب تن کیا دیکھنے والوں نے کہا اچھا سلا ہے ..... بندے نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے دیئے..... امیر نے بھی پہنا تو دیکھنے والوں نے کہا..... اس کرتے کی فٹنگ عمدہ ہے، بہت عمدہ سِلائی ہے، مطلب یہ ہوا کہ اس کی فٹنگ بھی اعلیٰ، سلائی بھی اعلیٰ، کڑھائی بھی اعلیٰ، قد کے حساب سے لمبائی بھی عمدہ، موٹائی کے حساب سے بھی مناسب ہے..... غریب بچارے کے درزی نے جیسے تیسے کر کے سل دیا اور وہ سوچتا ہے کہ درزی نے اچھی سلائی کی ہے لیکن اچھا ہے ہی نہیں، کپڑے تو سب کے سِل گئے لیکن کسی میں اچھائی ہے..... کسی میں عمدگی ہے..... کسی میں فٹنگ ہے..... کسی میں نقص ہے..... کسی میں عیب ہے..... کسی میں خرابی ہے..... کسی میں بیماری ہے۔

انہیں درزیوں کی طرح ہمارے یہاں نمازی بھی ہیں..... کپڑوں کی طرح نمازیں ہیں..... بولئے ہیں کہ نہیں؟..... میری بات آپ لوگوں کو سمجھ میں آرہی ہے کہ نہیں؟..... سمجھ میں آرہی ہے تو آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے..... بہت سارے لوگ تو پرندوں کی طرح جلدی جلدی پَر مار کر نماز کو ختم کر دیتے ہیں اور نماز ختم کر کے مسجد سے اس طرح سے بھاگتے ہیں کہ



جیسے مجرمین پولس کو دیکھ کر بھاگتے ہیں..... ہمارا اللہ اعلیٰ، اس اعلیٰ کے در سے نماز لانے والے رسول ﷺ اعلیٰ ..... تو اعلیٰ نے دیا اعلیٰ کو، اعلیٰ نماز دی ..... اب اس نماز کے ساتھ ہم لوگوں کو جو برتاؤ اور سلوک ہے افسوس ناک ہے..... لوگ کہتے ہیں کہ ممبئی متحرک شہر ہے اس لئے لوگ جلدی جلدی نماز ادا کر کے اپنے کام پر چلے جاتے ہیں..... بات سہی ہے..... ممبئی کے علاوہ دوسرے شہروں، قصبوں اور گاؤں کی حالت کیا ہے؟..... ایک شہر کے ایک محلّہ میں عشا کی نماز پڑھنے کے لئے میں گیا..... جماعت کے بعد دو رکعت سنت پڑھ کر جب سلام پھیرا تو بہت سارے لوگ نکل رہے تھے..... مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ انہوں نے جماعت کے بعد کتنی نمازیں پڑھیں..... صرف دو رکعت سنت ہی پڑھیں یا سنت و نفل و وتر سب پڑھا؟..... اور نفل کا سلام پھیرنے کے بعد دیکھا تو ایک امام، ایک مؤذن اور دو مقتدی بچے تھے..... دعائے ثانی میں یہی چند افراد شامل تھے..... باقی سب پرندوں کی طرح جلدی جلدی پَر مار کر بھاگ چکے تھے..... ایسے نمازی اس درزی کی طرح کے ہیں جو اپنی نماز کو چوپٹ کر کے بھاگ جاتے ہیں..... کچھ لوگوں کی نماز مناسب ہوتی ہے..... کچھ لوگ اس درزی کی مانند نمازی ہیں جو نماز میں کمی بیشی کر کے نماز کی وقعت و ہیئت ہی بگاڑ دیتے ہیں..... کرتے کی آستین چڑھی ہوئی..... بٹن کھلے ہوئے..... پائجامے کے پائینچے چڑھے ہوئے..... یا ٹخنے سے بالکل نیچے جس میں مٹی اور گندگی لگ کر میلے کچیلے بنے ہوئے..... کچھ لوگوں کی صدری کے بٹن مکمل کھلے ہوئے..... کچھ لوگوں کے سر ٹوپی سے خالی..... پھر بھی کہتے ہیں ہم نمازی ہیں..... بغیر مسائل جانے ہوئے نمازی بن گئے اسی لئے نماز کی ہیئت کو بگاڑ دیا..... اور آج کل تو کھلے بٹن اور بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا تو آرٹ اور فیشن بنتا جا رہا ہے..... ہاں! کچھ نمازی ہیں جو اپنی نماز کو درست پڑھتے ہیں..... لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں..... نماز مسائل کو بھی تلاش کرتی ہے اور خشوع و خضوع کو بھی..... اطمینان و سکون بھی..... کلیات کے ساتھ جزئیات کو بھی ..... مگر افسوس ہے کہ ہم لوگ تو کلیات ہی سے بے خبر ہیں تو جزئیات کو کیا جانیں..... بغیر انجینئر بنے ہوئے کسی جاہل کو کوئی شخص یا کوئی کمپنی انجینئر کے عہدہ پر نہیں رکھتی ہے..... انکار کر دیتی ہے کہ یہ انجینئر نہیں ہے کام خراب کر دے گا..... اس کو نہیں رکھوں گا۔

مسلمانوں پر نماز فرض ہے.....اور فرض میں کیا کیا کل ہیں اور کیا کیا جز، ان سے ہم ناوا قف ہیں مگر جاننے کی کوشش نہیں کرتے.....بزرگوں کی نماز کا حال سنتے ہیں مگر دھیان نہیں دیتے...بس جیسے تیسے کرکے بھاگ جاتے ہیں. قرآن مجید نے کہا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ نگہبانی کرو، حفاظت کرو، پاسبانی کرو سب نمازوں کی...نگہبانی، حفاظت اور پاسبانی کیا ہے؟.... پاسبانی، حفاظت اور نگہبانی یہ ہے کہ نمازوں کو ان کے وقت پر پڑھا جائے.....قضا نہ ہونے دیا جائے.....اور مسائل کی روشنی میں نمازوں کو پڑھا جائے.....لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ وقت کی پابندی کرتے ہیں اور نمازوں کو قضا نہیں ہونے دیتے ہیں.....لیکن مسائل کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے ہیں.....مسائل میں جو کُل ہیں اس پر بھی دھیان نہیں ہے تو جزیات پر کون دھیان دیتا ہے.... آئیے! ہم اعلیٰ حضرت عظم البرکت کی نماز کو دیکھتے ہیں کہ آپ نماز کو کس اہتمام سے پڑھتے تھے۔

## اعلیٰ حضرت اور اہتمامِ نماز کا پہلا واقعہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نماز کا اہتمام اس طرح سے کرتے تھے کہ علما، فضلا، فقہا، اولیا سب کے سب رشک کرتے تھے.....سنئے اور آپ بھی رشک پیدا کرنے کے ساتھ اپنے اندر سدھار پیدا کیجئے.....اعلیٰ حضرت مجدد وقت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز اس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے ہیں کہ عوامی طبقہ کو تو چھوڑیئے.....خاص بھی سمجھنے سے قاصر تھے.....جزئیاتِ مسائل سے بہت کم لوگ واقف ہوتے ہیں.....اعلیٰ حضرت نماز میں جزئیات کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے.....آپ نے مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کے حوالے سے سن لیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی خوراک کتنی کم تھی.....اور مولوی محمد حسین صاحب بریلی کی مسجد رضا میں اعتکاف بھی کیا....اسی دَوران کا اعلیٰ حضرت کی نماز کا ایک واقعہ انہیں کی زبانی ہے..... سنئے! کہتے ہیں کہ حسب معمول عصر کی نماز کے لئے اعلیٰ حضرت مسجد میں تشریف لائے اور امامت کی.....عصر کی نماز پڑھائی اور نماز پڑھ کر تشریف لے گئے.....اور میں مسجد میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہوگیا.....چند ثانیے کے بعد ایک صاحب



مسجد میں آئے اور کہنے لگے، آپ نے عصر کی نماز پڑھی ہے یا نہیں؟۔

میں نے کہا اعلیٰ حضرت نے ابھی کچھ دیر پہلے عصر کی نماز پڑھائی اور ہم لوگوں نے پڑھی ہے۔

اُس نے کہا اعلیٰ حضرت نے پڑھائی ہے؟

مَیں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا اعلیٰ حضرت تو ابھی نماز پڑھ رہے ہیں۔

مَیں نے سنا تو مجھے حیرت ہوئی اور یقین نہیں ہو رہا تھا اُس کی بات دل میں بیٹھ نہیں رہی تھی اس لئے کے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے.....جو خود مسائل کے متعلق تبحر رکھتا ہو وہ ایسا کیسے کرسکتا ہے.....اگر نماز میں کوئی بھول یا غلطی ہوگئی ہے جس کی بنا پر اعادہ کررہے ہیں تو ہم سب کو اعادہ کا حکم فرماتے.....یہ تنہا تنہا، اکیلے اکیلے پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟.....بات سمجھنے سے قاصر رہا۔

آنے والے شخص نے کہا آپ کو یقین نہیں آرہا ہے تو دیکھ لیجئے کہ اعلیٰ حضرت نماز پڑھ رہے ہیں۔

مَیں نے آگے بڑھ دیکھا تو اعلیٰ حضرت تو واقعی اپنے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے..... میں وہاں پر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا.....اعلیٰ حضرت نے نماز مکمل کی.....سلام پھیرا تو میں نے پوچھ لیا.....حضور والا! میری سمجھ سے باہر کی بات ہے کہ ابھی آپ نے نماز پڑھائی ہے..... ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے.....اور عصر کے بعد کوئی نفل نماز بھی نہیں ہے.....اور آپ پھر نماز پڑھ رہے تھے؟۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین ملت، غوثِ دوراں، قطبِ زماں نے فرمایا کہ قعدہ اخیر میں تشہد کے بعد نفس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا اور تشہد پر نماز مکمل ہو جاتی ہے.....اس واسطے سے آپ لوگوں کو اعادہ کے لئے نہیں کہا کہ نماز تو مکمل ہو گئی تھی..... اور میں گھر آکر انگرکھے کا بند درست کروا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی ہے۔

یہاں پر بات ختم ہوگئی.....مگر احتیاطاً اپنی نماز کو دہرانا جزئیاتِ مسائل میں سے ہیں جس کی قدر اچھے اچھے لوگ نہیں کر پاتے ہیں.....نماز کی قدر کرنے اور جاننے والے ایسے نمازی اور نماز کی قدر کرتے ہیں۔

## اعلیٰ حضرت کی نماز کا پیر عبدالحمید شاہ پر اثر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی اُس نمازِ عصر پر لوگوں نے کیا کیا تاثرات پیش کئے یہ تو میں نہیں جانتا.. لیکن دل یہی کہتا ہے کہ لوگوں نے یہی کہا ہوگا کہ یہ اعلیٰ حضرت کا تقویٰ ہے.... احتیاط ہے.... نماز سے محبت ہے.... فرض کی قدر ہے.... نمازِ صوفیانہ ہے.... نمازِ کامل ہے.... لیکن جب مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس نے اعلیٰ حضرت کی اُس نمازِ عصر کا تذکرہ پیر عبدالحمید بغدادی سے کیا تو انہوں نے سن لیا.... اور کل ہو کر مولوی محمد حسین صاحب پیر عبدالحمید صاحب سے ملنے کے لئے گئے تو پیر صاحب نے فرمایا.... عبد الحمید آج تمام رات گریہ زاری میں گزری.... ساری رات میں یہی کہتا رہا کہ.... خداوندا.... پروردگارِ عالم! تیرے بندوں میں احمد رضا جیسے بندے بھی روئے زمین پر ہیں جو اپنی نماز کو اس قدر احتیاط سے پڑھتے ہیں.... اس درجہ احتیاط سے فرض کو ادا کرتے ہیں۔

ان باتوں کو سن کر آپ ان باتوں کو دماغ سے نکال مت دیجئے.... بلکہ اس پر غور کیجئے.... اور یہ کہہ کر آگے مت بھاگ جائیے کہ پیر عبدالحمید شاہ تو پیر تھے.... آج کل ہم بہت سارے پیروں کو دیکھتے ہیں جو پیٹ بھرنے کے چکر میں رہتے ہیں.... اپنی پیری کا ڈنکا بجواتے اور بجاتے ہیں.... میں کہوں گا سب پر سب کو محمول مت کیجئے.... سب پیر یکسا نہیں ہیں.... بلکہ پیروں میں بڑے نیک و پارسا و بزرگ اور اللہ والے پیر موجود ہیں.... اگر نہ ہوتے تو یہ دنیا اجڑ جاتی.... اسلام کا حسن ختم ہو جاتا.... سچائی کے دروازے بند ہو جاتے.... حق کی آواز نہیں ابھرتی.... لوگ اسلام میں شامل نہیں ہوتے.... اور یورپ و امریکہ میں لوگ اس کثرت سے اسلام قبول نہیں کرتے.... پابند شرع نہیں بنتے.... خواتین کلمہ پڑھ کر پردے کی پابند نہیں بنتیں.... اسلام کا بول بالا نہیں ہوتا۔

وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ اور بیچ کے نماز کی، درمیان کے نماز کی خوب حفاظت کرو، بیچ کی نماز کونسی نماز ہے؟.... یہی نمازِ عصر ہے.... ربّ قدیر عصر کے وقت کی قسم فرماتا ہے.... وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ .... قسم ہے عصر کی یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے.... یہی



نمازِ عصر ہے، جس کے متعلق حدیث شریف میں ہے کہ جس نے نمازِ عصر کو ترک کر دیا۔ یا چھوڑ دیا تو گویا اس کا مال و گھر برباد ہو گیا.... اللہ اکبر کبیرا.... آج کے مسلمانوں کو نماز کی کوئی فکر نہیں ہے.... دولت کی فکر ستا رہی ہے.... سب کچھ لٹ گیا اور مسلمانوں کو خبر ہی نہیں ہے.... اسی نماز عصر میں دن رات کے ملائکہ جمع ہوتے ہیں کہ دن والے فرشتے جانے نہیں پاتے ہیں کہ رات کے فرشتے پہنچ جاتے ہیں.... اسی نمازِ عصر کے لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور علیہ السلام ﷺ نے سورج کو واپس کیا.... اب آپ لوگ نعرہ نہیں لگا رہے ہیں.... نماز کے نام پر سب کی گردنیں جھک جاتی ہیں.... جلسے کرتے ہیں جوش سے.... جلوس نکالتے ہیں دھوم سے.... چندہ دیتے ہیں شوق سے.... عرس مناتے ہیں ولولہ سے.... لیکن نماز کے مقام پر آکر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں.... فیل ہو جاتے ہیں.... بڑے بوڑھے سب دل چرانے لگتے ہیں....

اللہ تعالیٰ نے اس نمازِ عصر کو اتنا عظیم مقام عطا کیا ہے کہ آدمی مرنے کے بعد دن میں دفن ہو یا رات میں لیکن قبر میں عصر کا ہی وقت دکھائی دیتا ہے.... فرشتے جب آتے سوالات کرتے ہیں تو نماز کا پابند مسلمان کہتا ہے پہلے مجھے نمازِ عصر پڑھ لینے دو پھر سوالات کرنا.... نمازِ عصر کے بے شمار فضائل و فوائد ہیں لیکن مسلمانوں کو تو نماز کے نام پر نیند آنے لگتی ہے.... اسی درمیان کی اعلیٰ نمازِ عصر کی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ العزیز ایسا اہتمام فرماتے ہیں کہ اس نماز کو دیکھ کر اولیا بھی عش عش کر اٹھتے اور رشک کرتے ہیں.... ان میں حضرت پیر عبدالحمید شاہ صاحب بغدادی کا خصوصی تذکرہ آپ لوگوں نے سماعت فرمایا.... اب حضرت پیر عبدالحمید شاہ صاحب کے تعلق سے مزید کچھ باتیں سماعت کر لیجئے کہ آپ کا مقام کیا تھا۔

## پیر عبدالحمید شاہ صاحب بغدادی کون تھے؟

حضرت پیر عبدالحمید شاہ بغدادی رحمۃ اللہ کی شخصیت بڑی اونچی شخصیت تھی.... بغداد سے برودہ میں تشریف لائے تھے.... اور برودہ ہی میں ان سے مولوی محمد حسین صاحب طلسمی پریس والے کی ملاقات ہوئی تھی.... شاہ صاحب بغدادی قرآن مجید بہت عمدہ طریقے سے پڑھتے تھے.... ان کی تلاوت پر دل میں محویت کی لہر پیدا ہو جاتی تھی.... ایک دن مولوی

محمد حسین صاحب کو ان کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھنے کا موقع ملا..... کہتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت میں ان کے جیسا اثر و لطف کبھی نہیں ملا..... کہتے ہیں نماز کے بعد لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟..... لوگوں نے بتایا کہ پیر عبدالحمید شاہ صاحب ہیں..... بغداد سے تشریف لائے ہوئے ہیں..... اتنا سننے کے بعد مولوی محمد حسین صاحب شاہ صاحب بغدادی کی قیام گاہ پر ملنے کے گئے ..... وہاں پر ہی آپ نے ان کو اعلیٰ حضرت کی نماز عصر کا واقعہ بتایا .....اب آگے کی گفتگو سنئے۔

حضرت پیر عبدالحمید شاہ صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں ایران گیا.....وہاں آتش پرستوں کا ایک بہت پُرانا آتش کدہ تھا.....وہاں آتش پرستوں اور مسلمانوں میں بحث ہوئی کہ کس کا مذہب سچا ہے.....اس لئے مناظرہ کی بات ٹھہری.....اور لوگوں نے مناظرہ کے لئے میرا انتخاب کیا.....تو میں نے کہا آگ ہی سے وہ لوگ پوچھ لیں کہ کون حق پر ہے اور آگ کس کی رعایت کرے گی.....لوگوں کی سمجھ میں بات نہیں آئی اور جن کی سمجھ میں آئی تو ان لوگوں نے اسے دھمکانا اور ڈرانا خیال کیا.....چند لوگوں نے کہا ان باتوں کو پس پشت رکھ کر عملی طور پر مناظرہ کیجئے.....اور ہم مناظرے کی تاریخ مقرر کر رہے ہیں.....لہٰذا ایک تاریخ مقرر کر کے پیر عبدالحمید شاہ صاحب اور آتشکدہ کے پجاری کے نام کا اعلان ہو گیا کہ دونوں کے درمیان فلاں تاریخ کو مناظرہ ہوگا.....تاریخ مقررہ کے دن لوگ جوق در جوق آنے لگے.....مجمع اچھا خاصا ہو گیا.....حضرت پیر عبدالحمید شاہ صاحب بھی آ گئے.....آپ نے فرمایا زبانی اور کتابوں سے مناظرہ نہیں ہوگا.....لوگ منہ تکنے لگے.....آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی دن کہہ دیا تھا کہ آگ کی پوجا کرنے والے آگ ہی سے پوچھ لیں کہ کون حق پر ہے اور آگ کس کی رعایت کرتی ہے ہم دونوں چل کر آگ میں کھڑے یا بیٹھے رہ کر دیکھیں.....فیصلہ آگ ہی کرے گی.....مسلمانوں کی جانب سے نعرۂ تکبیر کی صدا بلند ہوئی.....اور میں (عبدالحمید) پجاری کا باز و پکڑ کر کہا کہ چلو! آگ تو تمہارا خدا ہے.....یہ سن کر پجاری گھبرایا اسے نہ جانا تھا نہ گیا.....اور میں (عبدالحمید) آتشکدہ کی آگ میں چلا گیا اور پورے بیس منٹ تک آگ میں کھڑا رہا..... اس کے بعد نکل آیا، یہ دیکھ کر بہت سارے آتش پرست ایمان لے آئے..... آتش پرستی سے



توبہ کر کے کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

پیر عبدالحمید شاہ صاحب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے بزرگ جو آگ میں بیس منٹ تک کھڑے رہے.....جن کی کرامت دیکھ کر بہت سارے آتش پرست ایمان لے آئے۔ .....وہ برگزیدہ شخصیت اعلیٰ حضرت کی نماز پر رات بھر اشک بہاتے اور رشک کرتے رہے..... ایسے اعلیٰ حضرت کا مقام کچھ لوگوں کی نگاہوں میں کچھ نہیں ہے تو وہ پکے جاہل اور حاسد ہیں .....گنوار ہیں.....سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی پر.....خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی پر.....اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری اور دوسرے اکابر علمائے اہلِ سنت پر رحمہم اللہ کی شان میں گستاخی، ان کی بُرائی، ان کی بے ادبی، ان پر تنقید کرنے والے کئی تو جال میں پھنس چکے ہیں.....اور کئی ابھی باقی ہیں.....آپ کو غلط لگ رہا ہے تو دیکھئے۔

ہندی روزنامہ ''راشٹریہ سہارا'' ۱۶؍جنوری ۲۰۱۶ء کا شمارہ دیکھئے۔

ہندی روزنامہ ''دینک جاگرن'' ۱۸؍جنوری ۲۰۱۶ء دیکھئے جو ایک ساتھ (اتر پردیش۔ دہلی۔ مدھ پردیش۔ ہریانہ۔ اتراکھنڈ۔ بہار۔ جھارکھنڈ۔ پنجاب۔ جموکشمیر۔ ہماچل پردیش۔ پچھم بنگال) سے نکلتا ہے۔

ہندی روزنامہ ''جن سندیش ٹائمس'' بنارس ۱۸؍جنوری ۲۰۱۶ء

ہندی روزنامہ ''اجالا'' وارنسی۔ ۱۹؍جنوری ۲۰۱۶ء

ہندی وانگلش ''اینا ڈوانڈیا'' ۷؍جنوری ۲۰۱۶ء۔ یہ اخبار دلی۔ چنڈی گڑھ۔ شملہ۔ لکھنؤ۔ دہرادون۔ بھوپال۔ رائے پور۔ پٹنہ۔ رانچی۔ جئے پور سے ایک ساتھ نکلتا ہے۔

غوثِ پاک، خواجہ غریب نواز، احمد رضا اور علمائے اہلِ سنت کے دشمن کی خبر اس کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی ہے.....خیال رکھئے گا کہ بڑے لوگوں کا گستاخ ہمیشہ ادنیٰ ہوتا ہے..... پاپی، زناکار، بدمعاش ہوتا ہے.....مسلکِ حق کا باغی ہوتا ہے.....اس موقع سے فریدی صدیقی کے چند اشعار سماعت کر لیجئے:

آج رسوا ہوئے بھرپور رضا کے باغی
حق کے آگے ہوئے معذور رضا کے باغی

پیر ثاقب نے کیا سب کی نجاست کو عیاں
تھے بھری بزم میں مقہور رضا کے باغی
بجھ گئیں ساری، حکومت کی مدد کی شمعیں
ہوگئے شرم سے بے نور رضا کے باغی
خوب اتراتے تھے مودی کے دیے پیسوں پر
خود ہوئے دام میں محصور رضا کے باغی
ہو کے بے خوف یہ اربابِ وفا بول اٹھے
ہم کو ہرگز نہیں منظور رضا کے باغی
دونوں عالم میں ہے اربابِ رضا کو شوکت
دونوں عالم میں مجبور رضا کے باغی
طشت از بام ہوئی سب پہ ضلالت اُن کی
ہیں وہ حق سے بہت دُور رضا کے باغی
اُن کا انجام ہے ذلّت ہی فریدؔی آخر
لاکھ ہو جائیں یہ مشہور رضا کے باغی

## اعلیٰ حضرت کی نماز کا دوسرا واقعہ

سامعینِ کرام! اعلیٰ حضرت کی نماز کے واقعات آپ سن رہے ہیں.... اعلیٰ حضرت نے جیسی نماز پڑھی... جتنے اہتمام سے پڑھی... جتنی محبت سے پڑھی.... جتنے خشوع وخضوع سے پڑھی.... جزئیات کو بھی مدِ نظر رکھا.... اتنی اچھی نماز ہم لوگوں سے کیوں ادا نہیں ہوتی ہے؟.. اس لئے نہیں ہوتی ہے کہ ہم لوگ اس مقام کو پا ہی نہیں سکے ہیں.... پڑھے لکھے لوگ بھی شریعت اور طریقت کی تشریح تو کرتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے ہیں.... سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمل کیسے ہوگا اور شریعت وطریقت پر عمل کا طریقہ اور راستہ کیا ہے.... طریقہ اور راستہ آسان ہے مگر عمل مشکل ہے.... اس کو یوں سمجھئے کہ نماز کے وقت وضو کرنا شریعت ہے اور



ہمیشہ باوضو رہنا طریقت ہے.... بدن کو پاک کرنا شریعت ہے تو دل کو کدورتوں سے پاک کرنا طریقت ہے.... بھر پیٹ کھانا شریعت ہے تو کم کھانا طریقت ہے.... سونا شریعت ہے تو کم سونا طریقت ہے.... اتنی سی بات کو سمجھ لیا تو اب اعلیٰ حضرت کی سوانح پڑھ لیجئے تو آپ کو دیکھنے کو ملے گا کہ اعلیٰ حضرت شریعت میں بے مثال ہیں تو طریقت میں لاجواب ہیں.... آپ ہمیشہ باوضو رہتے تھے تو نماز کے وقت تازہ وضو فرماتے تھے.... کدورتوں سے اپنے کو پاک رکھا یہاں تک کہ خط میں گالی لکھ کر بھیجنے والوں سے بھی کدورت نہیں رکھا.... آپ کے کھانے کے بارے میں تو سن لیا ہے کہ آپ بہت کم کھانا کھاتے تھے.... ۲۴؍ گھنٹے میں سے ۲۰؍ گھنٹے بیدار رہتے تھے.... ان بیس گھنٹوں میں لکھنا اور عبادت کرنا آپ کا معمول تھا.... ان باتوں کو سننے اور سمجھنے کے بعد آئیے اب اعلیٰ حضرت کی نماز کا دوسرا واقعہ آپ کو سناتا ہوں.... راوی مولانا محمد حسنین رضا خاں بریلوی ہیں۔

ایک دفعہ اعلیٰ حضرت کے پاؤں کا انگوٹھا پک گیا... انگوٹھا کو دکھانے کے لئے.... زخم پر نشتر لگانے کے لئے.... شہر کے اس جراح کو بلایا گیا... جس کو سول سرجن بھی خطرناک آپریشن میں بلاتے تھے... شریک کرتے تھے.... حکیم صاحب کا نام مولا بخش تھا... حکیم صاحب آئے اور اعلیٰ حضرت کے پاؤں کے انگوٹھے کا آپریشن کیا... مرہم پٹی کرنے کے بعد کہا کہ حضور اگر آپ حرکت نہ کریں یعنی انگوٹھے پر کسی قسم کا زور نہ دیں، پانی سے بچائیں تو دس سے بارہ دن میں زخم ٹھیک ہو جائے گا.... زخم کے تعلق سے یہ حکیم صاحب کی ہدایت تھی... حکیم صاحب چلے گئے.... اَللّٰہ اَللّٰہ۔ اسی دن ظہر کے وقت اعلیٰ حضرت وضو فرما کر، کپڑے پہن کر نماز کے لئے مسجد میں جانے کے لئے نکلے... لیکن کھڑا نہیں ہو پاتے تھے.... تو آپ بیٹھ کر ہی پھاٹک تک آئے.... گھر کے لوگ اور عقیدت مند سمجھ گئے کہ آپ نماز کے لئے مسجد میں جائیں گے.... لہٰذا لوگوں نے کرسی پر بیٹھا کر مسجد تک پہنچایا۔

غور کیجئے کہ حکیم صاحب نے اعلیٰ حضرت سے کہا کہ زخم کی حفاظت کیجئے.... کس طرح سے حفاظت کرنا ہے؟.... تو حکیم صاحب نے کہا کہ انگوٹھے پر زور نہ دیں.... زخم کو پانی سے بچائیں وغیرہ وغیرہ.... اور اعلیٰ حضرت کا عمل دیکھ رہے ہیں کہ آپ نماز کی حفاظت کر رہے ہیں....

حَـافِظُوا ۔کا مطلب ہے کہ اے بندے تم نماز کی حفاظت کرو.... نماز اور خالق نماز تمہاری حفاظت کرے گا.... تمہاری نگرانی کرے گا۔

تم صدق دل سے ربِّ قدیر کے در پر آؤ.... ربّ تم کو توفیق دے گا۔

تم اخلاص کے ساتھ نکلو.... ربّ اجابت کا در کھولے گا۔

تم حضور قلب کے ساتھ آؤ.... ربّ قبولیت کا باب کھولے گا۔

تم خضوع کے ساتھ کمر باندھو.... ربّ تم کو عالی مرتبہ اور بلند رتبہ بنا دے گا۔

تم مناجات کے ساتھ نکلو.... ربّ تم سے رجوع فرمائے گا۔

تم عاجزی کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو پسند فرمالے گا۔

تم انکساری کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو رعب دار بنا دے گا۔

تم استعانت کے ساتھ آؤ.... ربّ تمہارے دامن کو بھر دے گا۔

تم طلبِ ہدایت کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو لوگوں کا رہنما بنا دے گا۔

تم سکون کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو روحانیت کی منزل پر فائز کر دے گا۔

تم ہیبت کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو اپنا مقرب بندہ بنالے گا۔

تم تعظیم کے ساتھ آؤ.... ربّ تم سے محبت کرے گا۔

تم جمال کے ساتھ آؤ.... ربّ تمہارے اندر کمال پیدا کر دے گا۔

تم دل سے آؤ.... ربّ تمہارے دَرد کو کافور کر دے گا۔

تم سر کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو مشاہدۂ غیب کی قوت عطا کرے گا۔

تم نمازِ نفس کے ساتھ آؤ.... ربّ تمہارے نفس کی خواہشات کو دُور کر دے گا۔

تم توجہ الی اللہ کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو تمام خطرات سے بری کر دے گا۔

تم شریعت کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو طریقت کی منزل پر فائز کر دے گا۔

تم ظاہری و باطنی اطاعت کے ساتھ آؤ.... رب تم کو اسرار و رموز سے آگاہ کر دے گا۔

تم صدق و یقین کے ساتھ آؤ.... ربّ تم کو کامل الایمان کر دے گا۔

اعلیٰ حضرت، محدث وقت، قطبِ دوراں کی نماز ایسی ہی نماز تھی.... آج کل ہم لوگ بھی



نماز کے لئے چلتے ہیں لیکن ساتھ میں کیا لے کر چلتے ہیں؟

چاول لے کر چلتے ہیں۔ نمک لے کر چلتے ہیں۔

دال لے کر چلتے ہیں۔ اینٹ لے کر چلتے ہیں۔

پتھر لے کر چلتے ہیں۔ بازار لے کر چلتے ہیں۔

دوکان لے کر چلتے ہیں۔ مکان لے کر چلتے ہیں۔

بیوی کو لے کر چلتے ہیں۔ بچوں کو لے کر چلتے ہیں۔

ٹیلی ویژن لے کر چلتے ہیں۔ موبائل لے کر چلتے ہیں۔

یہ سب چیزیں ساتھ میں لے کر چلتے ہیں.... بولئے، صدق دل سے بولئے.... یہ سب چیزیں ہوتی ہیں کہ نہیں؟.... ہوتی ہیں تو پھر نماز کی حفاظت کہاں ہوئی.... ہم لوگ نماز میں بھی آٹا، چاول، نمک، دال۔ اینٹ۔ پتھر۔ بازار، دوکان، مکان، بیوی۔ بچے۔ ٹیلی ویژن اور موبائل کی حفاظت کرتے ہیں۔ نہ قیام کی صحیح حفاظت ہوتی ہے۔ نہ قرأت کی۔ نہ رکوع کی۔ نہ سجود کی۔ نہ رکوع و سجود کی تسبیحوں کی۔ نہ تحیات کی۔ نہ دُرود کی۔ نہ دعائے ماثورہ کی۔ اولیا۔ علما اور عوام کی نمازوں میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے.... زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ نمازیں پانچ ہیں ان پانچوں نماز کی مناسبت سے پانچ باتیں ہونی چاہئے.... کہ نماز سر پڑھو جس میں مشاہدۂ غیب ہے.... نمازِ نفس پڑھو جس سے نفس کا بخار اتر جاتا ہے.... نماز قلب پڑھو جس میں انوار کشف ظاہر ہوتا ہے.... نمازِ روح پڑھو جس میں وصال ہوتا ہے.... نماز بدن جس میں حواس کی حفاظت ہوتی ہے.... اگر تمہیں راہِ طریقت میں صدماتِ جلالی سے ڈر لگے تو صدق و یقین کے قدم یا عزم و ارادہ کی سواری پر نماز قلب ادا کرتے ہوئے جاؤ اور جب مقصود پر پہنچ کر یہ خوف دُور ہو جائے تو پھر فنا کی نماز حسبِ ہدایت پڑھو.... جس میں تم ہی تم ہو۔

اعلیٰ حضرت کا یہ معاملہ تم ہی تم والا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ زخم کی پرواہ کئے نماز کے لئے بیٹھ کر چلتے دکھا کر لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا.... نماز کے لئے ایسا جذبہ دیکھ کر گھر کے افراد اور عقیدت مندوں نے یہ تہیا کر لیا کہ ہر نماز کے وقت آپ کو کرسی پر بیٹھا کر کے مسجد میں پہنچا دیا

کریں گے اور ایسا کیا.... یہ سلسلہ ایک ماہ تک چلتا رہا.... نماز تو نماز ہے بلا شرعی عذران کی جماعت کا ترک بھی کسی کو یاد نہیں تھا.... اعلیٰ حضرت قبل بلوغ ہی سے جماعت کے سخت پابند تھے.... یہ قطبیت کی پہچان ہے.... مادرزاد ولی کی پہچان ہے.... مادرزاد ولی اور کسی ولی میں فرق ہے.... مادرزاد ولی ماں کے شکم سے ہی ولی پیدا ہوتے ہیں.... کسی کسب میں بہت محنت کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہوتا ہے تو ان پر ولایت کا باب کھلتا ہے، تب وہ مقام ولایت پر فائز ہوتے ہیں، اور سنئے۔

نماز پنج گانہ پڑھتے ہیں.... نمازِ جمعہ پڑھتے ہیں.... نمازِ وتر پڑھتے ہیں.... نمازِ سنّت پڑھتے ہیں.... نمازِ منّت پڑھتے ہیں.... نمازِ تحیۃ المسجد پڑھتے ہیں.... نمازِ تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں.... نمازِ اشراق پڑھتے ہیں.... نمازِ چاشت پڑھتے ہیں.... نمازِ اوابین پڑھتے ہیں.... نمازِ ختم زوال پڑھتے ہیں.... صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہیں.... نماز سفر پڑھتے ہیں.... نماز سفر واپسی پڑھتے ہیں.... نماز استخارہ پڑھتے ہیں.... نماز توبہ پڑھتے ہیں.... نماز حاجت پڑھتے ہیں.... صلوۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ پڑھتے ہیں.... یہ سب پڑھتے ہیں تو پھر ربِّ قدیر جس پر بابِ رحمت کھولتا ہے وہ مقام ولایت پر فائز ہوتا ہے.... نماز فرائض کی حفاظت فرض، فرض، فرض ہے.... باقی نمازیں کہیں پر کسی کے لئے واجب اور کہیں پر کسی کے لئے مستحب ہے۔

## اعلیٰ حضرت کی نماز کا تیسرا واقعہ

میرے مسلمان بھائیو! ہندوستان میں اجمیر شریف مقدس جگہ ہے.... اجمیر شریف مکانوں اور دوکانوں کی وجہ سے مقدس نہیں ہے.... بہترین عمارتوں کی بنا پر مقدس نہیں ہے.... دھن اور دولت کی وجہ سے مقدس نہیں ہے.... بلکہ عطائے رسول.... ہند کے راجہ.... غریب نواز.... سیدنا شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ابدی آرام فرمانے کی بنا پر مقدس ہے.... اس لئے وہاں بلاتفریق مذہب وملت ہمہ وقت لوگوں کی بھیر لگی رہتی ہے.... عوام کے ساتھ خواص بھی وہاں حاضری دیتے ہیں.... گوشہ نشیں اولیائے کرام کے ساتھ ابدال واقطاب حاضر ہوتے ہیں.... غریب وامیر.... فقیر ومسکین.... شاہ وگدا.... سب کے سب حاضر



ہوتے اور جھولیاں بھر کر واپس ہوتے ہیں.... بہت سے بیوقوف لوگ کہتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی جھولیاں بھرتے ہیں وہ خدا ہیں کیا؟.... ایسا بولنا شرک ہے، شرک ہے، شرک ہے.... مگر یہی لوگ رمضان شریف کے مہینہ میں سب کے سب جھولا جھولی، تھیلا تھیلی لے کر ممبئی کے لئے روانہ ہوتے ہیں.... اور اپنی اپنی جھولیاں بھر کر واپس جاتے ہیں.... ان کی جھولیاں کون بھرتے ہیں؟.... تو کہتے ہیں فلاں سیٹھ اور فلاں سیٹھ سب مل کر بھر دیتے ہیں.... یہ طریقہ ان کو شرک نظر نہیں آتا ہے.... ہمارے طریقہ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے غریب نواز کو خدا بنا دیا.... ایسا تو ہے نہیں اور مان لو کہ ہم نے ایک کو خدا بنایا تم نے سینکڑوں کو خدا بنا لیا.... ہماری اس بات پر بے سدھ ہو کر بولتے ہیں کہ لین دین اور مانگ چانگ کا معاملہ زندوں سے ہوتا ہے، مُردوں سے نہیں.... اگر مُردوں سے نہیں ہوتا ہے تو تم قبرستان میں جا کر کیوں کہتے ہو السّلام علیکم یا اھل القبور یہ تم نے مُردوں کو دیا جب تم مُردے کو دیتے ہو تو مُردے تمہیں بھی وعلیکم السلام کا تحفہ دیتے ہیں.... یہ لین دین تم کرتے ہو اور ہمارے لین دین کو شرک کہتے ہو.... عجب غیر انصافی ہے۔ ''خطباتِ رضوی'' میں اس موضوع پر بندہ حقیر فقیر گفتگو کر چکا ہے.... ''خطباتِ رضوی'' بازار میں عام ہے.... خواجہ بک ڈپو دہلی کی فرمائش پر میں نے ان کو لکھ کر دے دیا ہے کہ خواجہ بک ڈپو والے اس کتاب کو اردو، ہندی، انگلش اور جس زبان میں چاہیں، چھاپ سکتے ہیں، اب آگے چلئے اور اعلیٰ حضرت کی نماز کے متعلق گفتگو سماعت فرمائیے۔

اس مقدس اجمیر شریف میں گاہے گاہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر ہوتے تھے.... ایک دفعہ عرس کے موقع سے اعلیٰ حضرت نے اجمیر شریف کا قصد فرمایا.... چلتے وقت آپ کے ساتھ دس بارہ آدمی اور ساتھ ہو گئے جو آپ کے مریدین تھے.... یہ سفر بریلی سے دہلی اور دہلی سے اجمیر کا تھا.... مطلب یہ ہے کہ بریلی سے جو گاڑی چلتی تھی وہ دہلی میں چھوڑ دیتی تھی.... پھر دہلی سے دوسری گاڑی میں بیٹھ کر اجمیر جانا ہوتا تھا.... سب لوگ دہلی سے اجمیر والی گاڑی میں بیٹھ گئے.... گاڑی چلی اور چلتے ہوئے جب ''پھلسرہ'' جنکشن پر پہنچی تو نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا.... غوثِ دوراں، قطبِ زماں، امام احمد رضا قادری

نے اپنے مریدوں سے کہا! مغرب کا وقت ہونے جارہا ہے.... اسی ''پھلسرہ'' اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر نماز پڑھ لی جائے.... سب نے اقرار کیا اور سب کے سب ''پھلسرہ'' اسٹیشن پر اُتر گئے.... پلیٹ فارم پر چادر بچھ گئی.... اعلیٰ حضرت باوضو تھے.... امام کی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے.... جن لوگوں کا وضو تھا وہ مقتدی کی حیثیت سے پیچھے بیٹھے.... جن کا وضو نہیں تھا وہ وضو کرنے کے لئے گئے.... جب سب لوگ آگئے تو اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا وہ تاریخ کے صفحات پر ثبت ہے.... فرمایا آپ لوگ پورے اطمینان کے ساتھ نماز پڑھیں.... ان شاء اللہ تعالیٰ گاڑی اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم لوگ پوری نماز ادا نہیں کرلیں گے.... غور کیجئے یہ ایک طرح کا چیلنج ہے.... بولئے! چیلنج ہے کہ نہیں؟ ہے، کیوں کہ گاڑی کا وقت مقرر ہے کہ دو منٹ یا تین منٹ یا زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ رُکے گی.... اور اعلیٰ حضرت کی اطمینان والی نماز میں پندرہ منٹ بھی لگ سکتے ہیں یا اُس سے زیادہ بھی.... یہ نماز کی حفاظت ہے.... خلوت میں بھی نماز کی حفاظت.... جلوت میں بھی نماز کی حفاظت.... حضر میں بھی نماز کی حفاظت اور سفر میں بھی نماز کی حفاظت کوئی اعلیٰ حضرت سے سیکھے .... اب زبانِ قطبیت کو دیکھئے اور گاڑی کی طرف دھیان دیجئے.... اور قصۂ نماز اور گاڑی کے رُکے رہنے کا واقعہ سنئے۔

اعلیٰ حضرت کی نماز مغرب کی ابھی ایک ہی رکعت ہوئی ہے کہ گاڑی کا وقت ہوگیا.... گاڑی نے ایک دو اور تین سیٹی بجائی.... اب ڈرائیور گاڑی کو آگے بڑھا رہا ہے تو گاڑی آگے بڑھتی نہیں ہے.... جیسے ابرہہ کی فوج ہاتھیوں کو مار مار کر تھک گئی لیکن ہاتھی آگے کی جانب نہیں بڑھے.... لگتا تھا کہ ہاتھیوں کے پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں.... اسی طرح ''پھلسرہ'' اسٹیشن کے عملہ تھک گئے لیکن گاڑی آگے نہیں بڑھی۔

اِدھر اللہ کا کامل بندہ، قطبِ وقت، مجدد وقت، اطمینان سے نماز پڑھ رہا ہے.... آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں بھی اطمینان ہے.... کیوں کہ سب لوگوں نے سن لیا تھا کہ ہمارے میر کارواں نے کہہ دیا ہے کہ اطمینان سے نماز پڑھئے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ، دل وا کرے کوئی



منصور کو ہوا لب گویا پیامِ موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی
ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

اعلیٰ حضرت نماز پڑھ رہے ہیں.... دنیا تماشا دیکھ رہی ہے.... تک رہی ہے.... کوئی کچھ کہہ رہا ہے تو کوئی کچھ.... کوئی کہہ رہا ہے گاڑی کا انجن خراب ہوگیا ہے.... کوئی کہہ رہا ہے وہ مہان لوگ نماز پڑھ رہے ہیں.... ڈرائیور گاڑی کو آگے کرتا ہے تو گاڑی آگے بڑھتی نہیں.... پیچھے کرتا ہے تو پیچھے کو جاتی ہے.... عجب معمہ ہے.... جس کو آگے جانا ہے جاتی نہیں.... پیچھے نہیں جانا ہے تو پیچھے جاتی ہے.... یہ سب دیکھ کر اسٹیشن کا سب سے بڑا عہدیدار اسٹیشن ماسٹر باہر نکلا.... ملّت کے اعتبار سے اسٹیشن ماسٹر انگریز تھا.... اپنی کرسی چھوڑ کر باہر نکلا اور ڈرائیور سے کہا! انجن کو ڈبہ سے الگ کر کے آگے بڑھاؤ.... ڈرائیور نے ایسا کیا تو انجن آگے بڑھنے لگا .... یہ تو ایسا معاملہ ہے کہ لگتا ہے کہ آج انجن پر طاقت سے زیادہ بار پڑ گیا ہے اسی لئے اکیلے آگے کی جانب بڑھ رہا ہے مگر ڈبوں کو کھینچ نہیں سکتا ہے.... ڈبوں کو کھینچنے کی اُس کی طاقت سلب ہوگئی ہے.... انجن کی طاقت کو کون سلب کرلیا ہے.... کون سلب کرسکتا ہے؟.... کہئے کہ ایک قطبِ وقت نے سلب کرلیا ہے.... قطبِ وقت سلب کرسکتا ہے.... اسٹیشن ماسٹر کے کہنے پر ڈرائیور نے پھر انجن کو ڈبے سے جوڑا اور کہا جب پیچھے کو چلا ہے تو اب آگے کو بھی چلے گا.... لیکن ڈرائیور نے ڈبوں سے لگا کر آگے کو چلایا تو پھر وہی حال ہے.... اسٹیشن ماسٹر نے گارڈ سے کہا کہ معاملہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ماجرا کیا ہے؟.... گارڈ نے کہا مجھ کو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ سفید صورت والے .... حسین چہرہ والے.... خوبصورت بزرگ جو نماز پڑھ رہے ہیں.... اللہ کے بہت بڑے ولی معلوم ہوتے ہیں.... انہیں کی وجہ سے انجن آگے نہیں بڑھ رہا ہے.... گارڈ نے جو کہا سچ کہا.... گارڈ بھی مسلمان تھا.... صورت دیکھ کر ہی بھانپ گیا کہ یہ کوئی ایسے ویسے کی صورت نہیں ہے.... سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سنئے! اعلیٰ حضرت کی قطبیت وولایت وکرامت کا یہ واقعہ بہت ہی مسحور کن ہے۔

اعلیٰ حضرت نماز کے بعد اطمینان والی دعا مانگنے لگے....اور بہت عمدہ دعا مانگی.... دعا مانگنے کے بعد اسٹیشن ماسٹر قریب آیا اور کہا ذرا جلدی کریں، آپ کے انتظار میں گاڑی کھڑی ہے....اسٹیشن ماسٹر نے صحیح کہا....کیوں کہ گاڑی خاموش زبان سے کہہ رہی تھی....نہ میں بیمار ہوں، نہ میں خراب ہوں....لیکن جب تک اللہ کے ولی احمد رضا مجھ پر سوار نہ ہوں گے، میں چلوں گی نہیں....دنیا کے عام لوگ میرا انتظار کرتے ہیں یہ تاریخ وکرامت نہیں بنتی ہے....آج میں امام احمد رضا کا انتظام کر رہی ہوں....یہی امام احمد رضا کی قطبیت وکرامت ہے....میں سب کو روک دیتی ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں روک سکتا....لیکن یہ نئی تاریخ بن رہی ہے کہ امام احمد رضا نے مجھے روک دیا ہے۔

اسٹیشن ماسٹر کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا....بس تھوڑی دیر میں ہم فارغ ہوں گے پھر ان شاء اللہ گاڑی چلے گی....اس کے بعد سنّت ونفل ادا کیا اور گاڑی میں چڑھے تو اب گاڑی آگے کی جانب بڑھنے لگی....اسٹیشن ماسٹر نے ہاتھ اُٹھا کر آپ کو سلام کیا اور اعلیٰ حضرت کا سفر آگے کی جانب بڑھنے لگا....دیکھئے! تاریخ کا یہ باب کتنا خوبصورت ہے....حسین و جمیل ہے....منفرد و یکتا ہے۔

سبحان اللہ! جو اعلیٰ ہے....اس کی نماز بھی اعلیٰ ہے....قیام بھی اعلیٰ ہے....رکوع بھی اعلیٰ ہے....سجود بھی اعلیٰ ہیں....قعود بھی اعلیٰ ہے....دعا بھی اعلیٰ ہے....قطبیت بھی اعلیٰ ہے....کرامت بھی اعلیٰ ہے....اس سفر میں آپ کی قطبیت وکرامت کا سلسلہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ اور آگے بڑھتا ہے....اجمیر تک پہنچتا ہے....اجمیر سے مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے....مدینہ منورہ سے، مدینے والے آقا ﷺ کے لائے کلمہ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه تک پہنچتا ہے....سنئے۔سنئے۔اور ایمان تازہ کیجئے....درود پاک سنائیے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نَاوَمَوْلٰنَامُحَمَّدٍ مَّعْدِ نِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّم. صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْ ل اللّٰه.

گاڑی آگے بڑھی....زائرین آگے کی سمت بڑھ رہے ہیں....اسٹیشن پیچھے رہا....اسٹیشن ماسٹر اسٹیشن پر رہا....مگر اُس کا دل امام احمد رضا خاں قادری کے ساتھ رہا....حق اس کو جھنجوڑ رہا



تھا....اور کہہ رہا تھا اب کیا دیکھتے ہو؟....دیکھ تو لیا....تم ویسے نہیں بن سکتے تو ویسے کے ساتھ تو ہو جاؤ....رات کے وقت حقانیت کی شعاعیں اس کے سامنے کھڑی تھیں....اُس کے دل و دماغ کو منور کر رہی تھیں....اُس کو تو معلوم ہو ہی گیا تھا کہ یہ بزرگ اجمیر شریف جا رہے ہیں....اس کے دل نے کہا! ان سے ملنا چاہتے ہو تو وہ اجمیر مقدس میں ملیں گے....زندگی کی کروٹ بدلنا چاہتے ہو تو چلو اجمیر شریف میں چل کر بدلو....تا کہ تم بھی شریف بن جاؤ اور شرافت کا لبادہ پہن لو....صبح ہوئی....اور چھٹی لے کر اجمیر کے لئے چل دیا....دل کی دنیا میں تہلکہ مچا ہوا تھا....دل کہہ رہا تھا احمد رضا سے ملو....اور چلا تو اکیلے نہیں پورے گھر والوں کے ساتھ چلا....شریکِ حیات ساتھ میں، بچے ساتھ میں ہیں....سب کو لے کر اجمیر مقدس میں پہنچ گیا....جب امام احمد رضا کو تلاش کرتے کرتے شاہجہانی مسجد کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہی بزرگ شاہجہانی مسجد میں تقریر کر رہے ہیں....خطاب فرما رہے ہیں....لوگوں کو نصیحتیں کر رہے ہیں....لوگوں تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پہنچا رہے ہیں....بندۂ بے چین بھی اس محفل میں جا کر بیٹھ گیا....خوب کیا....دل کی دنیا بدلنے آیا ہے....اسلام میں داخل ہونے آیا ہے....اسلامی قوانین کے پیکر میں ڈھلنے آیا ہے....اسلام کے خوبصورت باغ میں رہائش پذیر ہونے آیا ہے....اُدھر قطبِ زماں امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کی تقریر ختم ہوئی....اِدھر یہ اپنے بال بچوں کے ساتھ آگے بڑھا....اور گویا ہوا....پھلسرہ اسٹیشن پر دیکھا تھا، آنکھیں چار ہوئی تھیں....آپ کو نماز پڑھتے دیکھا....جس وقت سے آپ کو دیکھا ہوں دل بے چین ہے....دل سے ایک ہی صدا آتی ہے کہ اُسے پھر دیکھو....آپ کو دیکھنے کے لئے یہاں تک پہنچا....بیوی کو ساتھ لایا ہوں....اب آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہم اسلام کا حسین وخوبصور اور دلکش باغ دیکھنا چاہتے ہیں....لیجئے یہ ہاتھ حاضر کرتا ہوں.... ہزاروں کا مجمع حیران ہے....اور اسی ہزاروں کے مجمع میں امام احمد رضا قادری نے اسٹیشن ماسٹر اور اس کی بیوی بچوں سمیت نو آدمیوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا......سلسلہ قادریہ میں بیعت فرما کر قادری بنایا....''رابرٹ'' نام تھا، اعلیٰ حضرت ''عبدالقادر'' نام رکھ کر قادر سے ملا دیا۔

(رضوی کی تقریر پر مجمع سے صدا بلند ہوتی ہے.... نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر.... نعرۂ رسالت۔ یارسول اللہ.... اعلیٰ حضرت۔ زندہ باد۔ اعلیٰ حضرت کی قطبیت۔ زندہ باد)

اسی کے ساتھ درود شریف بھی پڑھ لیجئے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ.

امام احمد رضا اسٹیشن پر نماز پڑھ کر.... ٹرین کو روک کر.... کرامت دکھا کر ایک غیر مسلم کو اپنا اور اسلام کا دیوانہ بنا دیا.... اسلام کی حقانیت پر لبھا دیا.... اور جب سب کچھ ہو گیا تو اسلام کا کلمہ پڑھا کر اسلام کے باغ میں لا کر کھڑا کر دیا.... اب کہئے اسلام زندہ باد.... اسلام کا کلمہ زندہ باد.... رسولِ کائنات ﷺ کا دین متین زندہ باد.... خواجہ غریب نواز زندہ باد.... خواجہ کا ہندوستان زندہ باد.... ہندوستان کا سپوت امام احمد رضا زندہ باد.... رسولِ کائنات ﷺ کا عاشق وصادق امام احمد رضا زندہ باد.... امام احمد رضا زندہ باد.... سنیوں کا رہنما امام احمد رضا زندہ باد.... قطبِ زماں امام احمد رضا زندہ باد.... اعظم البرکت امام احمد رضا زندہ باد.... مجدّدِ ملت زندہ باد.... ہمارا روحانی پیشوا امام احمد رضا زندہ باد.... زندہ باد۔ زندہ باد اے احمد رضا زندہ باد۔

قوم کے ایمان حرمت کے نگہبان زندہ باد
زندہ باد اے مفتی احمد رضا زندہ باد
ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

## اعلیٰ حضرت کی نماز کا چوتھا واقعہ

میرے دینی بھائیو! جو بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے.... اس بات کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ایک مثال دوں گا.... اور مثال سے سمجھاؤں گا تاکہ بات پوری



طرح سے آپ کو سمجھ میں آجائے.... دیکھئے یہ مولانا خالد رضا صاحب یہاں بیٹھے ہیں.... جب میں یہاں آیا تو ان کے ہاتھ میں مَیں نے ایک کتاب دیکھا.... میں نے کہا کونسی کتاب ہے؟.... تو مولانا صاحب بڑی خوش دلی سے بولے.... یہ کتاب آپ کی ہی لکھی ہوئی ہے ''امام احمد رضا کے مبلغین'' بڑی عمدہ کتاب ہے.... ماشاء اللہ.... بہت خوب ہے.... لائق ستائش ہے.... مولانا صاحب تعریف کرتے جارہے تھے اور مَیں خوش ہوتا جارہا تھا.... خوش ہونے کے بعد میں نے اِن کو اپنی ایک دوسری تصنیف دے دی کہ لیجئے اِس کو بھی پڑھئے۔

اسی مثال کی روشنی میں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز دی اور مسلمان جب نماز شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ☆ کہتا ہے ''سب خوبیاں اللہ کو، جو مالک سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا''۔

کھڑے ہو کر، ہاتھ باندھ کر، زبان سے جب ہم کہتے ہیں کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے، وہ اللہ جو سارے جہاں والوں کا مالک تھا اور ہے، وہ تمام مخلوقات پر بہت ہی مہربان اور رحمت والا ہے، جب ہم اُس کی تعریف کرتے ہیں تو رب قدیر کرم فرماتا ہے کہ میرا بندہ میری تعریف میں لگا ہوا ہے، صدق دل سے میری تعریف کر رہا ہے تو وہ اپنے بندوں کی زبان سے اپنی تعریف سن کر اپنے بندوں کو اور نوازتا ہے.... کسی کو رحمت سے.... کسی کو برکت سے.... کسی کو صحت سے.... کسی کو دولت سے.... کسی کو اولاد سے.... کسی کو ولایت سے.... کسی کو کرامت سے.... کسی کو علم سے.... کسی کو عمل سے.... کسی کو بزرگی سے.... کسی کو شہرت سے.... کسی کو عزت سے.... کسی کو عظمت سے.... کسی کو بلندی سے.... کسی کو وقار سے.... اس کا دربار اعلیٰ ہے.... وہ دیتا ہے تو بہت اعلیٰ طور سے دیتا ہے.... دوستو! نماز بہت اہم چیز ہی نہیں ہم مسلمانوں کے لئے بہت اہم دولت ہے.... افسوس یہ ہے کہ بیشتر مسلمان اس دولت کی قدر نہیں کرتے ہیں اور اپنی اہم دولت سے پرے پڑے ہوئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی نماز کا چوتھا واقعہ پیش کرتا ہوں.... سنئے کہ آپ نماز کے کیسے عاشق تھے.... عاشق رسول کی نماز ایسی ہی ہوتی ہے.... اعلیٰ حضرت حج کے لئے جاتے ہیں.... جدہ

سے ''رابغ'' تک کشتی پر بیٹھ کر سفر طے کرتے ہیں.... ''رابغ'' سے اونٹ کے ذریعہ مدینہ منورہ کا سفر ہُوا... اونٹ کے ذریعے یہ سفر چھ دن میں طے ہُوا.... سفر طے ہوتے ہوتے ''پیر شیخ'' کے مقام پر پہنچے... یہاں سے مدینہ منورہ چند میل رہ گیا.... راستے میں ساربان نے کہا کہ ہم مدینہ منورہ میں ہی رُکیں گے.... اعلیٰ حضرت کو فکر لاحق ہوئی کہ مدینہ منورہ پہنچتے پہنچتے نماز فجر قضا ہو جائے گی.... اعلیٰ حضرت نے دیکھا وقت کم ہے.... آپ اونٹ سے اتر گئے.... آپ کے رفقا بھی اُتر گئے.... قافلہ آگے بڑھ گیا.... آپ اور آپ کے رفقا نماز فجر ادا کرتے ہیں وہ بھی کس طریقے سے.... اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ ''کرمیچ'' کا ڈول میرے پاس تھا رسّی نہیں تھی.... اور کنواں گہرا تھا.... ڈول میں عمامہ باندھ کر پانی بھرا وضو کیا'' اللہ اللہ... یہ ہیں ہمارے اعلیٰ حضرت.... جو نماز کے لئے اونٹ کو چھوڑ دیتے ہیں.... مگر نماز نہیں چھوڑتے ہیں.... نماز قضا نہیں کرتے ہیں.... نماز سے ایسی محبت تھی.... ساربان چلا گیا.. ابھی منزل باقی ہے.... لیکن کوئی غم نہیں ہے.... خوشی ہے کہ نماز ادا ہو گئی.... مزید لکھتے ہیں:

''بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہو گئی.... اب فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیوں کر چلنا ہو گا.... منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال (ساربان) محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے.... (سامعین کی جانب سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر.... نعرۂ رسالت یارسول اللہ.... اعلیٰ حضرت زندہ باد.... مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد)

اب ایمان کی شعاعیں بڑھانے والی باتیں سنیں.... ایسی باتیں جن سے ایمان کے گلِ کی نکہت بڑھ جاتی ہے.... جان کو قرار آ جاتا ہے.... شفقت کا سایا تن جاتا ہے.... دل مچلنے لگتا ہے.... آنکھوں سے خوشی کے نگینے جھڑنے لگتے ہیں.... اور بریلی کے تاجدار کی بارگاہ میں سلامی پیش کرنی پڑتی ہے.... مزید فرماتے ہیں:

حمد الٰہی بجالایا.... اس پر سوار ہُوا.... اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسے لائے .... کہا شیخ حسین نے تاکید کر دی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا.... کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال (ساربان) اپنا اونٹ لئے کھڑا ہے.... اس سے پوچھا کہا کہ جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے.... میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہو گی.... قافلے میں سے اونٹ کھول کر واپس



لایا' سبحان اللہ.... اس واقعہ پر آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟.... کیسے خیالات کے موتی اچھالتے ہیں.... اچھالیں گے.... سب سے بہتر خیالات کے موتی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے دیا ہے.... فرماتے ہیں'' یہ سب میرے سرکار اکرم کی رحمتیں تھیں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ عترتہٖ قدر رافتہٖ ورحمتہٖ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال (ساربان) اور ان کی یہ خارق العادات روشیں''۔

یہ غیبی انتظام سب کے ساتھ نہیں ہوتا ہے.... جو اللہ کا ہو گیا اللہ اُس کا ہو گیا.... جو بندہ کامل ہو گیا اللہ اس سے راضی ہو گیا.... نماز کسی مسلمان کے لئے کسی بھی حال میں معاف نہیں ہے.... صحت ہے کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم ہے.... بیمار ہو گئے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھو مگر پڑھو.... بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو لیٹے لیٹے پڑھو مگر پڑھو... اب مسجدوں میں پنکھے ہی نہیں بلکہ بہت جگہوں پر اے سی لگ چکی ہے پھر بھی مسلمان مسجد کا رُخ نہیں کرتے ہیں.... اور رخ کرتے ہیں تو حالتِ نماز اور نماز کے بعد نمازی آہ اُف کرتے ہیں.... کیسی گرمی ہے، کتنی گرمی لگتی ہے.... کیا گرمی ہوتی ہے.... نماز کم شکایت زیادہ ہوتی ہے.... گلہ زیادہ ہوتا ہے.... آیئے! اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی نماز بھی دیکھتے ہیں۔

## اعلیٰ حضرت کی نماز کا پانچواں واقعہ

عرب کی زمین ہے.... چلچلاتی ہوئی دھوپ ہے.... زمین، ریت، ٹیلے، پتھر سب گرم ہو چکے ہیں.... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین کو نماز پڑھنی ہے.... نہ مکان ہے، نہ سایا.... اسی تپتی ریت اور پتھر پر نماز پڑھنی ہے.... عاشق کی نماز ایسی ہی ہوتی ہے.... عاشق تلوار کے سائے میں بھی نماز پڑھتے ہیں اور کڑی دھوپ میں بھی.... مرتبہ یونہی نہیں ملتا ہے.... مقامِ ولایت یونہی نہیں ملتا ہے۔

نماز ظہر پڑھنی ہے.... نماز کے لئے کھڑے ہو گئے.... پاؤں کے تلوے جل رہے ہیں۔ .... سجدے میں جاتے ہیں تو پیشانی جل رہی ہے.... مگر نماز پڑھ رہے ہیں.... سکون سے پڑھ

رہے ہیں....نہ آہ ہے، نہ اُف...فرض نماز ختم ہوئی...آگے کا حال خود رقم کرتے ہیں....آپ سنئے....دل لگا کر سنئے:

"اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے، فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا، پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں ابتدا سے یوں فکرمند تھے کہ....میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی راضی نہ ہوتا....انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلاطمع، بلامعاوضہ محض اللہ جل جلالہٗ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیسے آرام دیئے، اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا وآخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین"۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی نماز....ایسی نماز کون پڑھتا ہے؟....جو اللہ والا ہوتا ہے....اللہ کا ولی ہوتا ہے....قطبِ زماں ہوتا ہے....اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہوتا ہے....عاشق رسول ہوتا ہے....اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعلیٰ حضرت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین یارب العالمین)۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆☆☆



## پانچویں تقریر

# اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور عشق رسول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَمَّا بَعْد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَ لَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ اَ لَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ اَ لَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِیِّ۔

رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ. وَخُذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(تمام تعریفیں اللہ کو....ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں....اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں....اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں....جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں....اور جس کو راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں....اور

ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں.... اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کیئے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

’’خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس حبیب نبی کریم کی محبت ہمیں اور تمہیں نصیب فرمائے‘‘۔۔۔ آمین۔ آمین۔ آمین

اے ہمارے رب..... اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر..... اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے..... اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود وبرکت نازل فرمائے..... آمین آمین آمین۔)

آیئے سب سے پہلے آقائے نامدار ﷺ ..... مدینے کے تاجدار ﷺ ..... دونوں عالم کے غمگسار ﷺ ..... معلم کائنات ﷺ ..... رحمۃ للعالمین ﷺ ..... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّم. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْ ل اللّٰہ.

آیئے سب سے پہلے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عارف مہجور رضوی کی منقبت ملاحظہ کیجئے

اہلِ دل کا چین ’’اعلیٰ حضرت‘‘ — نعتِ کونین ’’اعلیٰ حضرت‘‘
ہوگئے حبِ نبی کے نور سے — مطلع القمرین ’’اعلیٰ حضرت‘‘
عالم یکتا تھے عبدِ مصطفٰے — مرجع البحرین ’’اعلیٰ حضرت‘‘
جاں نثار آل و اصحابِ نبی — عاشق حسنین ’’اعلیٰ حضرت‘‘
تھے علوم وفنون کے موجد — افتخارِ مشرقین ’’اعلیٰ حضرت‘‘
اللہ اللہ مجدد بر حق — تھے نجیب الطرفین ’’اعلیٰ حضرت‘‘



کہہ دے مہجور تو سنِ رحلت — قبلہ دارین ’’اعلیٰ حضرت‘‘

حضراتِ گرامی! امامِ عشق ومحبت..... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت..... مجدد دین وملّت..... حامیٔ دینِ متین..... غوث دوراں..... قطبِ زماں..... مولانا ومفتی احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ’’عشق رسول ﷺ‘‘ پورے عالم میں مشہور ہے..... عشق رسول ﷺ امام احمد رضا کا امتیازی نشان ہے۔

عالم ہونے کے دعویدار بہت ہیں..... مفتی کا راگ آلاپنے والے بہت ہیں..... عاشق بننے والے بہت ہیں..... مگر ناموسِ علم کے پاس دار بہت کم ہیں..... علم کو جیسے تیسے نگلنے، کچے پکے نگلنے والے بہت ہیں..... مگر علم کو ہضم کرنے والے انگلیوں پر گنے جاتے ہیں..... اپنے علم کو بزم ناز کی زینت بنانے والے بہت ہیں..... مگر علم کی بنیاد پر عمل کی راہ پر آکر بارگاہِ نیاز میں لگانے والے کتنے ہیں؟..... علم چاٹ کر پیٹ بھرنے والے بہت ہیں..... مگر اپنے علم سے دوسروں کی تشنگی بجھانے والے کتنے ہیں..... عشق کا ڈھونگ رچانے والے بہت ہیں..... مگر عشق پر تن، من، دھن لٹانے والے کتنے ہیں..... نائب رسول کہنے اور کہلانے والے بہت ہیں..... مگر نائبیت پر اُترنے والے کتنے ہیں..... رہنمائی کے لئے رہنما کا ساتھ ہونا ضروری ہے..... مگر امام احمد رضا قادری ایسے رہنما ہیں کہ ان کو پردہ کیئے ایک صدی ہونے والی ہے..... مگر امام احمد رضا کی فقاہت کو دیکھیئے تو وہ بھی رہنما بن کر رہنمائی کر رہی ہے..... امام احمد رضا کے عشق کے رسول ﷺ کو دیکھیئے، پڑھیئے اور سنئے تو ہمارا پڑھنا، سننا، دیکھنا ہی رہنما بن کر رہنمائی کرنے لگتا ہے... اور ہمارے عشق کی لہریں امام احمد رضا زندہ باد کے نعرے لگانے لگتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے عشق پر ایک شعر ملاحظہ کر لیجئے۔

مصطفٰے ﷺ کا ادب سکھاتے ہیں، راہِ عشقِ نبی دکھاتے ہیں
الفتِ اہلِ بیت پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملّت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ نے پوری زندگی ’’عشقِ رسول‘‘ کی تبلیغ کی ... تحریر کی..... عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے..... فرماتے تھے کہ سرکار ابد قرار ﷺ کی غلامی کے بغیر عبادت وریاضت بے کار ہے..... اپنی زندگی کو سیرت النبی ﷺ کا

حصہ بنایا..... سیرتِ پاک کے ہر ہر گوشے پر قلم چلایا..... محبوبِ رب العلمین ﷺ کی ایک ایک خوبی کو عیاں کیا..... ان خوبیوں سے ماحول جگمگانے لگا اور ہر زبان اُن کے گن گانے لگی.....
آپ کا نعتیہ مجموعہ ''حدائقِ بخشش'' منظوم میں سیرت پر بہترین کتاب ہے..... امام احمد رضا عالم اسلام میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے علمبردار ہیں..... جب ہی تو کہتے ہیں۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ — اِن سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

حقیقت پر مبنی عشق کا یہ ترانہ عام ہو چکا ہے..... ایمان بہت بڑی دولت ہے..... مگر اس دولت کی جان مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ ہیں۔

## عشق کسے کہتے ہیں؟

عشق کا لغوی معنی ہے، فریفتگی، یعنی کسی پر فریفتہ ہونا..... اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ جس طرح سے بیلیں کسی درخت پر چڑھ جاتی ہیں تو درخت کو اس طرح سے اپنی گرفت میں لیتی ہیں کہ درخت کو سوکھا کر درخت کو گم کر دیتی ہیں اور دیکھنے والوں کو درخت نہیں بیلیں نظر آتی ہیں..... عشق ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس پر حاوی ہوتا ہے..... اُس کی ذات و شخصیت کو گم کر دیتی ہے..... ایسا شخص پھر چلتے پھرتے..... سوتے جاگتے..... کھاتے پیتے اپنے محبوب کی یاد میں گم رہتا ہے... وہ محبوب کی تعریف سننا چاہتا ہے..... محبوب کی توہین پر..... تنقید پر دشنام طرازی پر روتا ہے..... وہ کہتا ہے جو کہنا ہے مجھ کو کہو..... میرے محبوب کو کچھ نہ کہو..... ایسا عشق مجازی اور حقیقی دونوں میں ہوتا ہے..... عشق مجازی کا تعلق نفس ہے تو عشق حقیقی کا تعلق روح سے ہے..... امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ کے عشق کا تعلق عشق حقیقی سے تھا..... اور آپ کا عشق حقیقی اس انتہا کو پہنچ چکا تھا کہ آپ اس عشق میں مصلحت کوشی کو رائی برابر داخل نہیں ہوتے دیتے تھے..... بلکہ محبوب کے خلاف بولنے والوں کو فوراً ٹوک دیتے تھے..... محبوب کے تئیں قلم چلانے والوں کی دھجیاں اُڑا دیتے تھے..... ان باتوں کو لوگوں نے سخت مزاجی پر محمول کر لیا..... عشق حقیقی کو سمجھ نہیں پائے..... لوگ عشق حقیقی کو سمجھتے تو پھر یہ نہیں کہتے کہ ان کی



باتیں سخت مزاجی کا نتیجہ ہے۔

## عشق کا ایک نکتہ ملاحظہ کیجیے

ہم لوگ جو کچھ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، سونگھتے، سنتے ہیں، پہنتے ہیں، دیکھتے ہیں، سب میں تاثیر ہے..... یہ تاثیر کیسے ہوتی ہے؟..... وہ اس طرح سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں ''جذبہ'' یعنی دل میں جوش..... کشش..... ولولہ رکھ دیا ہے..... اچھی غذا کھاتے ہیں تو طبیعت مسرور ہو جاتی ہے..... اور آئندہ اسی طرح کی غذا کی تلاش میں رہتے ہیں..... کیوں کہ عمدہ غذا اپنی تاثیر دکھا چکی ہے..... پینے کی چیز میں بھی یہی کیفیت ہوتی ہے..... وہ اپنا اثر ایک بار دکھا دیتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کی دکان پر چلو اس کی چائے بہت اچھی ہوتی ہے..... مختلف قسم کی خوشبوؤں میں کسی کو کوئی خوشبو پسند ہے تو کسی کوئی دوسری خوشبو پسند ہے..... یہ تو ہم روز ہی دیکھتے ہیں، نہیں تو کم سے جمعہ جمعہ کو تو ضرور دیکھتے ہیں..... ایک دکان پر پانچ آدمی کھڑے ہیں کوئی کہتا ہے..... مجھے عطر مجموعہ دیدو..... کوئی کہتا ہے جنت الفردوس دیدو..... کوئی کہتا ہے جوہی دیدو..... کوئی کہتا ہے خس خس دیدو..... کوئی کہتا ہے کہ عطر بہار دیدو..... عطر لگاتا ہے اور کہتا واہ کیا خوشبو ہے..... دماغ معطر ہو گیا..... سننے میں بھی ہی لطف ہے کوئی نعت سن کر مچلتا ہے..... کوئی نغمے پر تڑپتا ہے..... کوئی سنگیت پر ناچتا ہے..... کوئی ستار پر جھومتا ہے..... پہنے کی چیزوں کی یہی کیفیت ہے..... آپ نے ایک کپڑا خریدا کرتا بنوایا، پہن لیا، دیکھنے والوں نے کہا یہ کہاں سے لائے بہت عمدہ ہے..... میں بھی یہی کپڑا خریدوں گا..... کسی کو کرتا پسند آیا..... کسی کو پائجامہ پسند آیا..... کسی کو آپ کی ٹوپی پسند آ گئی..... دیکھنے کی چیز بھر پور تاثیر رکھتی ہے..... چاہے وہ کوئی بھی چیز ہو، زلف کو دیکھتا ہے آدمی اس پر شیدا ہو جاتا ہے..... جوتی دیکھتا ہے آدمی اس پر فریفتہ ہو جاتا..... انگلیاں دیکھتا ہے اس پر عاشق ہوتا ہے..... صورت دیکھتا ہے اس پر فدا ہو جاتا ہے..... اسی لئے اسلام نے عورتوں کے لئے پردہ کرنے کا حکم کیا ہے کہ دیکھنے کے بعد آدمی کا وجدان مچلنے لگتا ہے..... جذبہ بیدار ہوتا ہے..... کوئی اینٹ پر فریفتہ ہوا..... کوئی بُت پر شیدا ہوا..... کوئی درخت سے محبت کرنے لگا..... کسی کا میلان زلف سے ہوا..... کوئی

کھانے پر ٹوٹ پڑا....کوئی جنت پر فدا ہوا....کوئی لفظ ''اَحد'' کا گرویدہ بنا....کوئی نام ''محمد'' پر عاشق بنا....وِجدان نے اپنا اپنا مقام تلاش کیا....اب عشقِ مجازی بھی سمجھ میں آیا اور عشقِ حقیقی بھی عیاں ہوا....کوئی عشقِ حیوانی میں الجھا....کوئی عشقِ نفسانی میں گرفتار ہُوا....کوئی عشقِ مجازی کی راہ لیا....کوئی عشقِ حقیقی کی منزل پر فائز ہوا....اور کہہ اٹھا۔

جان ہے عشقِ مصطفٰے روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ وہ نازِ دوا اٹھائے کیوں
سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

کہہ دیا کہ میری جان تو ''عشقِ مصطفٰے'' ہے اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے عشق ''روزفزوں کرے'' اور زیادہ کرے ....اور زیادہ کرے ....اور زیادہ کرے ....اور بڑھائے ....اور بڑھائے....اور بڑھائے.....اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری کی یہ دعا قبول ہوگئی۔

ارے! امام احمد رضا قادری کے خلاف ٹرٹر کرنے والو..... حُسن پر فدا ہونے والوں پر.....زلف پر شیدا ہونے والوں پر.....صورت پر عاشق ہونے والوں پر تم نے کوئی فتویٰ نہیں لگا....اس لئے نہیں لگایا کہ تم بھی اسی کٹہرے میں کھڑے ہو.....اور نام محمد ﷺ.....ذاتِ مصطفٰے ﷺ.....زلف مرتضٰے ﷺ.....صورتِ مجتبٰے ﷺ نعلینِ مدثر ﷺ پر عاشق ہونے والے امام احمد رضا قادری پر فتاویٰ کا پھوڑا پھوڑتے ہو.....جب تم دربار مصطفٰے ﷺ کو نہیں سمجھ سکے.....نہ ذاتِ مصطفٰے ﷺ کی قدر کر سکے.....تو تم امام احمد رضا کی قدر کیسے کر سکتے ہو۔

## عشقِ مجازی کا ایک تاریخی واقعہ

کربلا ہوا.....خلافت کے حقدار اور ان کے اقربا واحبا کے جوانوں، نوجوانوں اور بچوں کو یزیدیوں نے شہید کر دیئے.....حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ بچ کر آ گئے.....کربلا کے بعد ان کی نگاہ میں دنیا پھیکی ہوگئی.....باپ کی یاد میں بے تحاشا روتے تھے.....ان کی نگاہ



میں دنیا کی قیمت پہلے بھی نہیں تھی....کربلا کے بعد تو بالکل گھٹ گئی....روئے زمین پر کربلا جیسا واقعہ دوسرا کوئی واقعہ نہیں ہوا....ایسی کوئی جنگ نہیں ہوئی کہ جس میں ایک کا پورا خاندان اور لوگ شہید ہوئے ہوں....دنیا کے ۹۹ رفیصد لوگ حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر جانتے، مانتے اور خلافت کا حقدار سمجھتے ہیں....ایک دفعہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ سے گزر رہے تھے....ایک عاشقِ مجازی سے ملاقات ہوگئی....اس عاشقِ مجازی کا نام قیس تھا....حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عاشق مجازی سے کہا کہ قیس تم بتاؤ....خلافت کے حقدار میرے باپ تھے یا یزید تھا؟....قیس نے سنا تو کہا خلافت کے حقدار نہ حضرت امام حسین تھے اور نہ یزید تھا بلکہ خلافت کی حقدار لیلیٰ تھی....حضرت امام زین العابدین نے فرمایا یہ مجنوں ہے....اسی وقت سے وہ مجنوں مشہور ہوگیا....عشق مجازی میں قیس کو اپنی محبوبہ کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا تھا....تو عشق حقیقی والوں کا کیا کہنا ہے....اللہ اس کے رسول سے عشق کرنا عشق حقیقی ہے....لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کو پڑھنا، جاننا اور ماننا حقیقت تک رسائی حاصل کرنا ہے....اسی طرح سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو پڑھنا، جاننا اور ماننا حقیقت تک پہنچنا ہے....مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں ملتے تو اللہ بھی نہیں ملتا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مل گئے تو اللہ بھی مل گیا....رسولِ کائنات ﷺ سے عشق کرنا حقیقی عشق ہے....قرآن مجید میں ہے کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ جو فرمانبرداری کرے رسول کی پس بیشک اس نے فرمانبرداری کی اللہ کی۔

آیت پاک کی شانِ نزول یہ ہے کہ: ایک بار حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، اس پر منافقین آپس میں بولے کہ یہ شرک کی تعلیم ہے.....حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو اسی طرح خدا مان لیں جس طرح سے عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مان لیا....منافقوں کی اسی بات پر اس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا....اتنی سی بات سمجھ لینے کے بعد اب اعلیٰ حضرت کے عشق حقیقی یعنی عشق رسول کے تذکرے سماعت کیجئے۔

## اعلیٰ حضرت کے عشق رسول ﷺ کا پہلا واقعہ

ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید وحبیب..... چاہنے والا مرید وحبیب..... فدا ہونے والا مرید وحبیب نے کہا حضور آپ اپنے محبوب ﷺ کے گستاخوں کو اپنے قلم سے اتنا برانگیختہ کردیتے ہیں کہ مبادا وہ آپ کو ہی کوسنے لگتے..... گالیاں دینے لگتے..... بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں۔

عاشق رسول کا جواب سنئے! اور دیکھئے کہ آپ کا عشق کس مقام پر پہنچ چکا تھا..... فرمایا میاں! بس یہی چاہتا ہوں کہ بدخصلت، بدمذہب، بداخلاق، دشنام طراز، کینہ پرور لوگ..... ہمارے آقا ومولیٰ شفیع المذنبین ﷺ..... رحمۃ للعالمین ﷺ محبوب رب العالمین ﷺ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ذہن کو ہٹالیں اور احمد رضا کو جی بھر کر خوب کوسیں..... گالیاں دیں..... بُرا بھلا کہیں..... تو احمد رضا کے لئے یہ بہت بڑی سعادت ہے..... اور سنو! احمد رضا نے ان بدخصلتوں کو..... بدمذہبوں کو..... بداخلاقوں کو..... دشنام طرازوں کو..... کینہ پروروں کو اپنے پیچھے لگالیا ہے کہ جتنا چاہیں..... احمد رضا کو لہولہان کریں..... میں کچھ نہیں بولوں گا..... میں کچھ نہیں کہوں گا..... آہ اور اُف تک نہیں کروں گا..... یہ ہے امام احمد رضا کا عشق رسول (ﷺ) آپ کہتے ہیں

نامِ مدینہ لے لیا چلنے لگی نسیمِ خلد
سوزشِ غم کو ہم نے بھی ایسی ہوا بتائی کیوں
کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

عشق حقیقی کا سب اہل نہیں ہوتا..... عشق حقیقی سب کو نہیں ملتا..... عشق حقیقی سب کی قسمت کا حصہ نہیں ہے..... حقیقی کا معنی ہوتا ہے جس میں ملاوٹ نہ ہو..... اصلی ہو..... بناوٹی نہ ہو..... بلا آمیزش ہو..... کھرا ہو..... صاف ہو..... جو اپنے محبوب کے نام پر گردن جھکادے..... سنئے اور دل سے سنیے۔

اعلیٰ حضرت جب کبھی کسی بات پر اپنے گھر والوں سے ناراض ہوجاتے تو کھانا یا حقہ یا پان کھانا چھوڑ دیتے تھے..... اور ان چیزوں کے چھوڑنے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا



قادری قدس سرہٗ کو سخت تکلیف ہوتی تھی..... ان چیزوں کو چھوڑنا ایک طرح کا مجاہدہ تھا اور کبھی کبھی یہ مجاہدہ ہوجاتا تھا..... لہٰذا آپ کے غصہ کو فرد کرنے کے لئے گھر والے، خاندان والے اور احباب کوشش کرتے اور اس مجاہدہ سے اعلیٰ حضرت الگ نہیں ہوتے تو پھر بریلی کے سید صاحبان سے رجوع کیا جاتا..... سید صاحبان میں کوئی ایک فرد آکر کہتا کہ آپ نے پان کیوں چھوڑ دیا؟..... حقہ پینا کیوں بند کردیا؟..... کھانا کھانا کیوں چھوڑ دیا ہے؟..... سید صاحب کی بات پر اعلیٰ حضرت کھانا کھانے لگتے..... اور جن جن چیزوں کو چھوڑ رکھا تھا سب کرنے لگتے تھے..... ایک دفعہ گھر والوں سے ناراض ہوکر کھانا چھوڑ دیا..... صرف ناشتہ کرتے تھے..... اور اسی ناشتہ پر چوبیس گھنٹے گزارہ کرتے تھے..... اللہ اللہ..... یہ کیا ہے..... کیوں کر ہے..... یہ سب عشق رسول میں ہورہا ہے..... مجاہدہ ہورہا ہے..... دیکھئے! آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کو محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوجاتی ہے..... محبت ہوتی ہے تو محبوب کے مکان سے..... محبوب کی گلی سے..... محبوب کے کوچے سے..... محبوب کے لباس سے..... محبوب کے بال سے..... محبوب کی اولاد سے..... محبوب کی آل سے..... محبوب کی نعلین سے۔

## اعلیٰ حضرت اور سید صاحب کی گفتگو

آپ نے سن لیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان جب کھانا چھوڑ دیتے اور گھر والوں کے اصرار پر بھی نہیں کھاتے تو کسی امرا کو نہیں..... دولت مندوں کو نہیں..... روسا کو نہیں..... سیٹھوں کو نہیں..... بلکہ بریلی کے کسی سید کو بلایا جاتا..... ایک بار اعلیٰ حضرت نے دو مہینے تک صرف ناشتہ پر قناعت کرتے..... نہ رات میں کھاتے، نہ دن میں کھانا کھاتے..... احباب نے بریلی کے نومحلّہ کے جناب سید مقبول صاحب کو خبر کی..... سید صاحب سے کہا کہ ٹھیک کچھ دیر میں مَیں آرہا ہوں..... انہوں نے اپنے گھر میں کھانا تیار کروایا اور وہ کھانا لے کر اعلیٰ حضرت کے پاس پہنچے..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اندرونِ مکان میں تشریف فرما تھے..... جب خبر ملی کہ سید مقبول صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں تو باہر تشریف لائے..... سلام ومصافحہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی..... باتوں کے دوران

سید مقبول صاحب نے اعلیٰ حضرت کو مخاطب کر کے کہا کہ سنا ہے آج کل آپ نے کھانا کھانا چھوڑ دیا ہے؟۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں کھا رہا ہوں۔

جناب سید مقبول صاحب نے کہا معلوم ہے آپ جو کھاتے اور جیسا کھاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا مَیں جو کھاتا ہوں اور جیسا بھی کھاتا ہوں لیکن اس سے میرے معمولات میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے.... چوبیس گھنٹے میں ایک بار کھانا پھر بھی نہ کمزوری ہے.... نہ نقاہت.... نہ ضعف ہے.... نہ کوئی تبدلی ہے.... سب کام بدستور ہو رہا ہے.... قلم چل رہا ہے.... فتاوے لکھے جا رہے ہیں.... نعتیں لکھی جا رہی ہیں.... علم قرآن لکھا جا رہا ہے.... علم نجوم و رمل پر قلم دوڑ رہا ہے.... علوم کے نکات بیان ہو رہے ہیں.... پنجوقتہ نماز ادا ہو رہی ہے.... وظائف کے وِرد ہو رہے ہیں.... ذکر نفی و اثبات ہو رہے ہیں.... خطوط لکھے جا رہے ہیں.... خطوط پڑھے جا رہے ہیں.... فرائض ادا ہو رہے ہیں.... واجبات ادا ہو رہے ہیں.... سنن کا بھی خیال ہے .... مستحبات کا بھی خیال رکھا جا رہا ہے.... معمولات میں کوئی فرق نہیں ہے.... یہ اللہ والے کی پہچان ہے .... عاشق رسول ہونے کی علامت ہے.... زاہد ہونے کا ثبوت ہے.... مجاہدے کی نشانی ہے۔

اعلیٰ حضرت گویا ہوتے ہیں، میں جو کھاتا ہوں جیسا کھاتا ہوں یہ میرے لئے کافی ہے.... اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں.... اتنا سننا تھا کہ سید مقبول صاحب برہم ہو گئے اور کھڑے ہو کر کہنے لگے اچھا تو ٹھیک ہے.... مَیں یہ کھانا واپس لے جاتا ہوں کل قیامت میں جانِ ایماں... سردارِ دو جہاں کا دامن پکڑ کر عرض کروں کہ محشر کہ دولہا ایک سیدانی نے بڑے شوق سے کھانا پکایا اور ایک سید لے کر گیا مگر احمد رضا نے نہیں کھایا.... اللہ اللہ.... اس گفتگو پر اپنے دور کے عالم ربانی کانپ گئے.... مترجم قرآن کانپ گئے.... محدث وقت کانپ گئے.... عظیم البرکت کانپ گئے.... مجدد دین و ملت کانپ گئے.... ابن نقی کانپ گئے.... تاجدار بریلی کانپ گئے . . . . سنیوں کے امام کانپ گئے.... اعلیٰ حضرت کانپ گئے.... احمد رضا کانپ گئے.... کانپتے ہوئے بولے! سید صاحب! مَیں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں.... ابھی میں



آپ کا لایا ہُوا کھانا کھا لیتا ہوں.... دنیا کو سیدوں کی قدر سکھانے والا کیسے سید کو ناراض کرتا.... جب آپ کھانے پر آمادہ ہوئے تو سید مقبول صاحب نے کہا آپ اس کھانا کو اس وقت تک نہیں کھا سکتے، جب تک ایک وعدہ نہ کر دیں.... کہ اب آپ عمر بھر کھانا نہیں چھوڑیں گے؟.... عاشق رسول پکار اٹھے، سید صاحب آپ کہیں اور میں نہ مانوں.... آپ آلِ رسول ہیں.... میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں.... اتنا سننا تھا کہ آگے بڑھ کر سید صاحب آپ کے گلے سے لگ گئے.... گلے گلے ملے.... سید صاحب بیٹھ گئے اور اپنے سامنے اعلیٰ حضرت کو کھانا کھلایا.... پھر خوشی خوشی اپنے گھر تشریف لے گئے.... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت سادات کرام کا حکم مانتے تھے.... ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں؟.... اسٹیج پر بیٹھے علمائے کرام اور یہاں حاضر حاضرین.... ہماری نگاہیں دنیاوی دھارے میں چلتی ہیں اور اعلیٰ حضرت کی نگاہ ہمیشہ فرمانِ رسول پر رہی تھیں.... ہمارے آقا و مولا، امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اِنّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ عترتی: مَیں تم میں دو بھاری امانتیں چھوڑتا ہوں، اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد.... اسی فرمان مبارکہ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ عمل کرتے ہوئے سیدوں کی باتیں نہیں ٹالتے تھے۔

اور سنئے! اور غور سے سنئے! علامہ احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مرأت المناجیح'' میں رقم کرتے ہیں کہ: مجھے میرے مرشد برحق صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے بتایا کہ اعلےٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے ایک بار انتیس (۲۹) دن تک کچھ نہیں کھایا اور کسی کام میں فرق نہیں آیا''۔

میری بات سن کر آپ حیران ہوتے ہوں گے... اور حیران ہونے کی بات بھی ہے کہ پندرہ سے سولہ گھنٹے کے روزرے رکھنے میں تو بارہ بج جاتے ہیں... اور یہ انتیس دن تک کچھ نہیں کھانا کس مقام کا پتا دیتا ہے... آپ کو ہم کو اور دنیا کو جب نہ کھانے والا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا ہے تو مقام کا پتا کیسے لگے گا... یہ عشق کا معاملہ ہے... محبت کا معاملہ ہے... شریعت کا معاملہ ہے... طریقت کی بات ہے... تصوف کی بات ہے... جو جس مقام پر ہے... اپنے مقام کو خوب سمجھتا ہے... حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار تین سال تک پانی نہیں پیا... آپ کس

مقام پر تھے... ہمیں اور آپ کو پتا نہیں ہے... ہم، آپ، دنیا کے عقلا، حکما، سائنسداں یہی کہیں گے کہ پھر زندہ کیسے رہے... یہ تو زندہ رہنے والے سے پوچھا جائے کہ آپ بغیر پانی پئے تین سال تک کیسے زندہ رہے؟۔

نوجوانو! تم ذرا سوچو، غور کرو کہ تم کسی کی بات نہیں مانتے ہو.... اللہ و رسول کی باتیں آتی ہیں تو تم سر جھکا لیتے ہو اور ٹالتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہو.... نہ اپنے والدین کی مانتے ہو نہ بڑے بزرگوں کی سنتے ہو.... نہ اپنے استاد کی.... نہ غوث پاک کی.... نہ خواجہ غریب نواز کی.... نہ مخدوم اشرف سمنانی کی.... نہ سیدوں کی.... نہ امام احمد رضا کی.... تم اپنی روش کو ترک کرو.... اعلیٰ حضرت کے بتائے ہوئے راستے کی اپنے عمل سے لائیٹنگ کرو.... تب تم پہچانے جاؤ گے تم عاشق رسول ہو.... احمد رضا کے پیروکار ہو۔

## اعلیٰ حضرت کے عشق رسول ﷺ کا دوسرا واقعہ

عشق مولیٰ میں ہو خوں بار کنارِ دامن — یا خدا جلد کہیں آئے بہارِ دامن
بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر — کہ نہیں تار نظر جز دو سہ تارِ دامن

عشق کے بارے میں جو کہا ہے اعلیٰ حضرت نے خوب کہا ہے.... کہ دامن کے کنارے آقا ﷺ کے عشق میں خون برسا رہے ہیں.... اے الہ العالمین.... اے غفور رحیم دامن کو موسم بہار کا لطف جلد عنایت فرمادے۔

آنکھیں پانی بن کر آنسوؤں کی طرح دامن پر بہ رہی ہیں کہ دامن پر ان آنسوؤں کی دو تین لکیروں کے سوا کچھ نہیں ہے۔

غوثِ دوراں.... قطبِ زماں امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ العزیز کی پوری زندگی عشق رسول ﷺ میں گزرتی ہے.... اور جہاں عشق رسول ﷺ ہوگا.... وہاں شریعت وسنّت کی تابعداری ہوگی.... اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا.... مردہ سنّتوں کو زندہ کرنے کا عمل ہوگا.... اللہ اللہ.... کھاتے تو پوری دنیا کے لوگ ہیں.... سوتے تو پوری دنیا کے لوگ ہیں.... لیکن عاشقوں کا سونا واقعی میں سونا بمعنی زر ہے.... امام احمد رضا بھی سوتے تھے اور ہم لوگ بھی سوتے ہیں....



لیکن ان کے سونے اور ہمارے سونے میں زمین وآسمان کا فرق ہے.... ان کا سونا شریعت کے مطابق تھا.... ان کا سونا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے لئے تھا.... ان کا سونا عشق رسول ﷺ میں تھا.... امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ جب سوتے تھے تو دونوں پاؤں کو شکم سے ملا کر اور دونوں ہاتھوں کو رخسار کے نیچے رکھ کر سوتے تھے.... اس طرح سونے سے بدن کی ہیئت ایسی بدلتی ہے کہ سونے والوں کا بدن اسم "محمد" ﷺ میں تبدیل ہوجاتا ہے.... سوکر دیکھئے.... معلوم ہوجائے گا.... آپ لوگوں میں سے کئی لوگ سوچتے ہوں گے کہ ہم بھی تو ایسے ہی سوتے ہیں.... اور حقیقت میں سوتے بھی ہیں.... لیکن ہم لوگ کبھی پاؤں کو سیدھا کرتے... کبھی ہاتھوں کو رخسار سے ہٹا لیتے ہیں.... لیکن ہمارے امام.... ہمارے مجدد.... ہمارے رہنما... سنّیت کے پاسبان جب سوتے تھے اور رات میں سونے کے وقت جب خدام پاؤں دبانے کے لئے آتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور! پاؤں کو سیدھا کیجئے تو آپ فرماتے تھے رہنے دو اب یہ پاؤں قبر میں ہی سیدھا ہوگا.... آپ کا ایسا کہنا.... ایسا فرمانا صرف عشق رسول ﷺ میں تھا۔

عشق رسول ﷺ میں تو آپ کا پورا "حدائق بخشش" موجود ہے.... اس سے بڑھ کر شواہد کیا ہوسکتے ہیں.... ایک نعت ملاحظہ کیجئے۔

## اعلیٰ حضرت کے عشق میں ڈوبے ہوئے اشعار

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں — جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں — جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اُس کا کتنا — تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیئے ہیں
اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے — اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں
اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے — ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب — کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیئے ہیں
دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو — مشکل میں ہیں براتی پُر خار بادیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا — رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا — دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم — جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

عشق میں حقیقت عیاں ہوئی ہے اور خوب ہوئی ہے.... حقیقت کو عشق ہی عیاں کرتا ہے.... عشق ذہن کو محبوب کی جانب موڑ دیتا ہے.... حضور احمد مختار ﷺ کے جسم مقدس سے بھینی بھینی خوشبو نکلتی تھی.... جس سے غم زدہ صحابہ کرام کے دل کی غنچے کھل جاتے تھے.... سرکار ابد قرار جہاں بھی تشریف رکھتے، صحابہ کرام کو یہی خوشبو راستہ بتا دیتی تھی.... اور صحابہ کرام وہاں پہنچ جاتے تھے.... سرکار ابد قرار جس راستے سے گزر جاتے اس راستے میں خوشبو بس جاتی تھی.... اس کلام کے سارے اشعار کو پڑھ جائیے.... عشق ومحبت کا گوہر نمودار ہوتا چلا جائے گا.... اس نعت میں نعت بھی ہے.... دعا بھی ہے.... دوا بھی ہے.... محبوب کی تعریف میں دعا کا باب کھلا ہے.... اور محبوب ﷺ نے دوائی کردی ہے.... مثال کے طور پر۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیئے ہیں

یہ پوری نعت اور یہ اشعار اعلیٰ حضرت نے اس وقت کہا جب آپ اپنے والدین کے ہمراہ حج سے واپس آرہے تھے اور سمندر میں طوفان آگیا لوگوں نے کفن پہن لیا.... سب لوگ دعا کر رہے ہے اور اعلیٰ حضرت نعت شریف لکھ رہے تھے.... لوگوں نے کہا حضرت آپ بھی دعا کیجئے.... اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ مَیں بھی دعا کر رہا ہوں.... اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کر دیا ہوں کہ۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیئے ہیں

خدا کی قسم جہاز نہیں ڈوبے گا.... اعلیٰ خود فرماتے ہیں کہ آقا کی مختاری پر یقین کر کے قسم کھالیا لیکن بعد میں افسوس ہُوا کہ قسم نہیں کھانا چاہئے.... اس افسوس پر یقین مذبذب ہونے لگا اور آقا ﷺ کی مختاریت پر یقین محکم تھا.... آقا کی ذات پر مشیت مہربان تھی ہے.... مشیت



نے میرے قسم کی آبرو رکھ کی.... عشق ومحبت تک رسائی سب کو حاصل نہیں ہوتی ہے.... عشق میں عاشق اپنے محبوب کو دیکھتا ہے.... محبوب کی گلی کو دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ غوطہ خوری کرتی ہے.... ایک طرف مکۃ المکرّمہ ہے دوسری طرف مدینہ منورہ ہے.... افضل کون ہے؟.... دنیا کہتی ہے.... علما کہتے ہیں.... فقہا کہتے ہیں کہ مکۃ المکرّمہ افضل ہے.... عاشق صادق امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز کہتے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

لیجئے عاشق کا فیصلہ ہوگیا.... عاشق نے نہ کسی کو گھٹایا نہ کسی کو بڑھایا.... اپنی بات کو ختم کروں یہ کہتے ہوئے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کا عشق سورج کی طرح سے منور ہے لیکن اس کی تشریح ہم جیسا ہیچمداں نہیں کرسکتا.... اس کی تشریح وہی کرے گا جو اس منزل پر فائز ہوگا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆☆☆

چھٹی تقریر

# شہید اعظم و مجدد اعظم (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَمَّا بَعْد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِی۔

رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ وَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارِکْ وَسَلَّمْ۔

(تمام تعریفیں اللہ کو..... ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں..... اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں..... اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں..... جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں..... اور جس کو راستہ سے ہٹادے تو اس کا کوئی ہادی نہیں..... اور



ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں.... اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کیے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

’’خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس حبیب نبی کریم کی محبت ہمیں اور تمہیں نصیب فرمائے‘‘۔۔۔ آمین۔ آمین۔ آمین

اے ہمارے رب..... اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر..... اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے..... اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے..... آمین آمین آمین۔)

آئیے سب سے پہلے آقائے نامدار ﷺ..... مدینے کے تاجدار ﷺ..... دونوں عالم کے مالک ومختار ﷺ..... معلم کائنات ﷺ..... رحمۃ للعالمین ﷺ..... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرات گرامی! ماہِ محرم الحرام میں پورے ہندوستان اور خصوصاً ممبئی کی سرزمین پر کانفرنسیں ہوتی ہیں.... ان میں اس مہینے کی دس تاریخ کے بعد بیشتر اشتہار اس طرح کے دیکھے گئے.... جس پر لکھا ہوتا ہے ’’شہید اعظم ومجدد اعظم کانفرنس‘‘، ’’شہید اعظم ومفتیٔ اعظم کانفرنس‘‘ شہید اعظم سے مراد سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور مجدد اعظم سے مراد امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتیٔ اعظم سے مراد مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ

ہیں.... آپ نے غور کیا کہ نسبت کیا ہے؟.... کوئی خاندانی نسبت تو ہے نہیں.... جلسے اور کانفرنسیں کرنے والوں نے شہیدِ اعظم اور مجدد اعظم نام رکھا ہے.... شہید اعظم و مفتیٔ اعظم نام رکھا ہے.... کربلا کے شہیدِ اعظم سیّد ہیں.... بریلی کے مجددِ اعظم خان ہیں.... اصلی خان.... ڈبلی کیٹ نہیں.... نسلی خان ہیں.... پھر نسبت کیا ہے؟.... کربلا میں، مدینہ منورہ سے لے کر، مکۃ المکرّمہ تک اور مکۃ المکرّمہ سے لے کر، کربلا تک بہت سارے لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے.... جو نہ رہے ان کا دل رہا.... ان کی محبت رہی.... ان کی عقیدت رہی.... اور امام عالی مقام کی شہادت کے بعد پوری دنیا کے مسلمان.... خوش عقیدت مسلمانوں کی عقیدت، محبت، سچائی امام حسین کے ساتھ رہی اور ہے۔

## ممبئی میں بدعقیدگی کا ردّ عمل

میرے مسلمان بھائیو! ایک بات سنئے، جب مسلمان شادی کر کے بیوی کو اپنے گھر میں لاتے ہیں تو وہ بیوی حقدار ہے کہ نہیں؟.... بولئے؟ ہے، ہے.... لڑکا پیدا ہوا.... اب لوگ پوچھتے ہیں کہ کس کا بیٹا ہو؟.... کہتا ہے فلاں کا.... بات صحیح ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ بیٹا وفادار ہے یا کہ نہیں.... باپ کے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے کہ نہیں.... ادب کے دائرے میں گفتگو کرتا ہے کہ نہیں.... شیر ہے یا شیر کی کھال میں بھیڑیا ہے.... مور کا پنکھ لگا کر دھوکہ تو نہیں دے رہا ہے.... پرکھنا پڑے گا.... دیکھنا پڑے گا.... بار بار کہتا ہوں.... ہمیشہ کہتا ہوں کہ پرکھو.... آدمی کو پرکھو.... ٹوپی والے کو پرکھو.... ہر ٹوپی والا مسلمان نہیں ہے.... اور ہر ٹوپی والا وفادار نہیں ہے.... ہر ٹوپی والا عاشق رسول نہیں ہے.... وفادارِ حسین نہیں ہے.... پرسوں جو ممبئی میں اودھم مچا.... آپ لوگوں نے اخبار میں پڑھا ہوگا.... ایک بدعقیدہ مولوی آ کر غوث پاک، خواجہ غریب نواز اور امام احمد رضا قادری کی شان میں بہت کچھ بول کر چلا گیا.... اس کے بعد ممبئی کے سنّی علما اٹھے اور آر آر پاٹل کو کیسٹ سنایا.... کیسٹ سننے کے بعد آر آر پاٹل نے کہا! بند کر دو کیسٹ.... کیوں کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد میں بھی ہوں.... ان کو میں بھی مانتا ہوں.... اور ہمارے گاؤں کے لوگ بھی اجمیر جاتے ہیں.... ان میں ہندو بھی ہوتے ہیں....



میں ابھی فون کرتا ہوں کمشنر کو، آج کے اخبار میں آیا کہ وہ مولوی گرفتار ہو گیا ہے.... وہ ایسا گستاخ ہے کہ لندن میں اس پر پہلے سے پابندی ہے.... دیکھا ٹوپی والے کی شکل میں کس کی گستاخی کی.... اور یہ آج کی بات نہیں ہے.... ایسے گستاخ آج ہی پیدا نہیں ہوئے ہیں.... یہ نسل در نسل ہیں۔

یہ لوگ رسول کائنات ﷺ کے گستاخ ہیں.... اہلِ بیت کے گستاخ ہیں.... اولیائے کرام کے گستاخ ہیں.... یہود و نصاریٰ کی زبان بولتے ہیں.... جس طرح سے یہود و نصاریٰ کی گستاخیاں عیاں ہیں.... ان لوگوں کی گستاخیاں بھی طشت از بام ہیں.... شہیدانِ کربلا کے متعلق یہ لوگ کیا کیا بولتے ہیں؟.... آپ لوگوں نے بھی سنا ہوگا۔

کہ رسول اللہ ﷺ اگر مختار ہوتے تو اپنے نواسے کو کربلا میں بچا لیتے۔

جو رسول ﷺ اپنے نواسوں کو کربلا میں پانی نہ پلا سکے وہ ہمیں میدان محشر میں کیسے پانی پلا سکتے ہیں۔

جو رسول ﷺ کربلا میں اپنے نواسوں کی مدد نہ کر سکے محشر میں ہماری مدد کیسے کریں گے۔

بولئے! یہ لوگ ایسی زبان بولتے ہیں کہ نہیں؟.... بولتے ہیں.... آپ لوگوں نے سنا ہے کہ نہیں؟.... سب لوگ نہیں سنے ہوں گے لیکن کچھ لوگ تو سنیں ہوں گے.... اب تاریخ کے صفحات پر چمکتے ہوئے اس قسم کے الفاظ ان لوگوں نے کہاں سے لئے ہیں وہ بھی سنئے.... اور عیسائیوں کی گفتگو بھی سنئے.... اس سے پہلے ایک بات خیال رکھئے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹے کہتے ہیں.... اس بات کو ذہن نشیں رکھئے۔

## عیسائی کی تمسخر اور شاہ عبدالعزیز کا جواب

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دور ہے.... دہلی میں عیسائی کے مبلغین جگہ جگہ مناظرے کر رہے ہیں.... دہلی کے گھنٹہ گھر کے پاس مناظرہ ہونا ہے اور ہوا.... اس مناظرہ میں ایک پادری نے تمسخرانہ انداز میں کہا کہ مسلمانوں کے پیغمبر "حبیب اللہ" کہلاتے ہیں، لیکن جب پیغمبر کے نواسے کو کربلا میں شہید کیا گیا تو مسلمانوں کے پیغمبر خدا

سے سفارش نہ کرسکے....حالاں کہ حبیب کا محبوب زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

پادری کے اس سوال اور تمسخرانہ انداز کا جواب حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے جو دیا وہ سنئے....اور آج کے بدعقیدوں کی گفتگو کو اٹھا کر ان کے منہ پر ماریئے....ایسی گستاخیوں پر احتجاج کیجئے....نئی نئی گستاخی... گستاخی کے نئے نئے طریقے پر صحابی حضرات نے بھی صفحات کے صفحات بھردیئے....پھر بھی ان کو گستاخی کا احساس نہیں ہے....یہی ان کا عقیدہ ہے....اسی پر وہ چلتے اور کہتے ہیں۔

شاہ صاحب نے کہا! آپ بھول گئے ہیں....حبیب نے سفارش کی تھی....مگر خدائے تعالیٰ نے فرمایا۔ اے حبیب آپ اپنے نواسے کی بات کرتے ہیں....ان لوگوں نے میرے بیٹے عیسیٰ کو سولی پر چڑھا دیا تھا تو بھی میں خاموش رہا''....اس جواب سے مسلمانوں کے مجمع میں ''نعرۂ تکبیر'' کی صدا بلند ہوئی اور پادری آہستہ سے کھسک گیا۔

## کلمہ کے ایک جز پر حملہ

ایک بات اور کہہ دوں....کلمہ کے دو جز ہیں....ایک جز لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ اور دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ....اکبر بادشاہ نے اپنے دورِ حکومت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر حملہ کیا تھا....پڑھے لکھے لوگوں کو معلوم ہے....سبحان اللہ....میرے کہنے سے پہلے آپ نے بتادیا کہ اکبر نے دینِ الٰہی چلایا تھا....یہ بھی بتایئے کہ دینِ الٰہی میں وہ کیا چلایا تھا؟ تاکہ میری معلومات میں اضافہ ہوجائے؟....یہ تو صحیح ہے کہ وہ دینِ الٰہی قائم کیا تھا لیکن کیا کیا کراتا تھا وہ؟....اچھا جانے دیجئے یہ تو میرا موضوع نہیں ہے لیکن آپ نے چھیڑ دیا ہے تو تھوڑا سن لیجئے....سیاست کا جو میدان ہوتا ہے وہ بڑا گندہ ہوتا ہے...یا گندہ ہے....مغلیہ حکومت کے بادشاہوں میں اکبر کو سب سے کم عمری میں تاج پہنا دیا گیا....صرف بارہ سال کی عمر میں اکبر بادشاہ بن گیا....جودھا بائی سے شادی کی....اکبر نے چاہا کہ شادی بھی برقرار ہے اور حکومت بھی برقرار رہے....اور چونکہ ہندوستان میں بہت سارے مذاہب کے لوگ رہتے ہیں....اسی کے پیشِ نظر اکبر بادشاہ نے کچھ اسلام مذہب سے، کچھ ہندو مذہب سے، کچھ عیسائیوں کے مذہب



سے، یعنی ہر مذہب سے قانون اخذ کرکے....ایک مذہب بنایا اور اس کا نام دینِ الٰہی رکھا، مطلب یہ ہوا کہ ''خوش رہے رحمان بھی اور راضی رہے شیطان بھی''....اس کی مزید تفصیل ہے جو پھر کبھی سناؤں گا۔

کلمے کے جز لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پر حملہ کیا....جب مختلف مذاہب سے قانون اخذ کرکے ایک مذہب بنایا تو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پر حملہ ہوگیا....اس کے دربار کا قانون تھا کہ بڑے سے بڑا عالم بھی آئے تو جس تخت پر میں بیٹھا ہوں، آنے والا میرے قدموں میں سجدہ کرے....اگر کوئی عالم سجدہ نہیں کرتا تھا تو جیل کی ہوا کھلاتا تھا....پانی جب سر سے اونچا ہوگیا تو حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے....میرے سرکار ﷺ نے فرمایا تھا ''الف'' میرے پردہ فرمانے کے ایک ہزار سال بعد، میرا ایک عاشق پیدا ہوگا....جو باطل کی سرکوبی کرکے اسلام کے پرچم کو بلند کرے گا....جس طرح سے کربلا کے میدان میں یزیدیوں نے اسلام کے پرچم کو روندنے کی کوشش کی....اسی طرح سے ہندوستان کی سرزمین پر بھی کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو مٹانے کی کوشش کی گئی تو حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور کہا کہ اکبر اندھا ہوگیا ہے....چلو اس کے دربار میں اس کو سمجھا دیا جائے....لوگوں نے کہا حضرت دربار کا قانون معلوم ہے؟....آپ اکبر کے پاس جائیں گے اور اس کو سجدہ نہیں کریں گے تو وہ قید کرکے جیل میں ڈال دے گا....جیل کی صعوبتوں کو برداشت کرنی پڑے گی....حضرت مجدد الف ثانی نے کہا میں اسلام ہی کے لئے پیدا ہوا ہوں اگر اسلام کے لئے تکالیف اٹھانی پڑیں گی تو میں اٹھاؤں گا....مجددِ الف ثانی محمد سرہندی اپنی جان دے سکتا ہے اسلام نہیں دے سکتا....ایسے ایسے غیور ہمارے ہندوستان کے اندر زندہ رہے اور زندہ ہیں اور انہوں نے ہم جیسے نکارہ لوگوں کو ہمت دی۔

## دینِ الٰہی کا قلع قمع کس نے کیا؟

دیکھئے! کہہ دینا آسان ہے لیکن کرنا مشکل ہے....جو لوگ سیاست کے پاپڑ بیلتے ہیں.. ..دن رات سیاست دانوں کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی سیاست دانوں کی

چوکھٹ پر جلدی نہیں پہنچتے ہیں....اور کسی بادشاہ کے دربار میں جا کر اس کو للکار دینا، حق بات کہہ دینا معمولی بات نہیں ہے....مگر اللہ والا....اللہ کا فقیر....تنہا ہے....اُدھر حکومت ہے....بادشاہ ہے....تخت ہے....تاج ہے....لشکر ہے....فوج ہے....وہاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہنچے....اکبر بادشاہ کے دربار میں پہنچے....دربان نے خبر کیا کہ اپنے زمانے کا مایۂ ناز عالم دین....تصوف کی راہ میں چلنے والا اپنے زمانے کا معتبر صوفی مجدد الف ثانی آئے ہوئے ہیں....اکبر نے کہا بلاؤ....حضرت مجدد الف ثانی دربار میں حاضر ہوئے....سجدہ تو دُور کی بات ہے آپ نے اکبر کو سلام تک نہیں کیا....اکبر نے دیکھا....لیکن مجدد الف ثانی کے چہرے کا رعب ،حقانیت و نورانیت کا ماہِ درخشاں کی آنکھوں سے آنکھیں چار ہوئیں تو اکبر اپنا تخت چھوڑ کر کھڑا ہو گیا....اور ہاتھ باندھ کر عرض گزار ہوا، مجدد الف ثانی یہاں تک کیسے آنا ہوا؟۔

آپ نے کہا بادشاہ تم راستے سے بھٹک گئے ہو....ایک کلمہ گو کی حیثیت سے بتاؤ کہ تم بڑے کہ تمہارے رسول ﷺ بڑے؟....تمہارا فرمان سچ ہے یا تمہارے رسول ﷺ کا، مدینے کے تاجدار ﷺ کا فرمان سچ ہے....یا تمہارا؟....تمہارا قول اچھا ہے یا رسول کائنات ﷺ کی کتاب اچھی ہے؟....یا رسول کائنات ﷺ کی حدیث اچھی ہے؟....میں تم سے یہی پوچھنے آیا ہوں....اکبر جاہل تھا....بادشاہ تھا....عالم نہیں تھا....ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے کہا مجدد الف ثانی کیا سوال کر دیا ہے آپ نے....رسول کائنات ﷺ کے سامنے مغل بادشاہ اکبر کی کیا حیثیت ہے....اور آقا ﷺ کے احکام و فرمان کے سامنے جلال الدین اکبر کی کیا بساط ہے....حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا جب تمہاری کوئی بساط نہیں، حیثیت نہیں ہے تو پھر یہ دینِ الٰہی کیسا؟....ہمارے آقا ﷺ نے ہمارے ہاتھوں میں توحید کا پرچم دیا....اسلام کا قانون دیا....اس سے بہتر کوئی قانون نہیں تو پھر یہ دینِ الٰہی کیسا؟....پھر اکبر بادشاہ کے دربار ہی میں اکبر کو توبہ کرا کر مجدد الف ثانی واپس ہوئے....کلمہ کے ایک جز پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں حملہ ہوا....اس حملہ کو روکا گیا....لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج کا ڈاڑھی چھلا....شراب پینے والا....اِدھر سے اُدھر بھٹکنے والا....سینکڑوں بُرائیوں میں ڈوبنے والا....دانشور بن کر جو جی میں آتا ہے بکتا ہے، اسے کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے،



رسول کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی، صحابہ کرام کی شان میں گستاخی، شہیدانِ کربلا کی شان میں گستاخی، اور پھر کہے کہ ہم مسلمان ہیں، کیسے ہو سکتا ہے؟

## آج کل کے دانشوروں کی دانشوری

الیکٹرانک میڈیا کے ایک کارگزار نے ایک شخص سے انٹرویو لیا....شخص مذکور کو لوگ دانشور کی حیثیت سے جانتے ہیں....انٹرویو میں سوال یہ تھا:

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ اگر ایک انسان، اللہ اور رسول پر ایمان لائے لیکن شریعت کے کئی فقہ کو نہ مانے، ہم اس کو کس طرح اسلام کے دائرے میں لے کر چلیں، اس کو دشمن نہ مانیں یا کافر قرار نہ دیں؟

دانشور کا جواب ملاحظہ کیجئے:

> یہ ذمہ داری آپ کو دی ہے کس نے کہ آپ لوگوں کے بارے میں فیصلہ کریں کہ وہ مومن ہیں، وہ کافر ہیں، انہوں نے شریعت کے فلاں حکم پر عمل کیا، انہوں نے فلاں حکم پر عمل نہیں کیا، یہ خدائی فوجدار آپ کو بنایا کس نے ہے؟ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ خود دین پر عمل کریں، اور لوگوں کو شائستگی اور تہذیب کے ساتھ براہِ راست دین بتائیں، کوئی آپ سے پوچھنے کے لئے آئے، اپنے ذاتی مشورے میں تو آپ اس کو مشورہ دیں، لوگوں کے کفر کے فیصلے کرنے ان کے ایمان کے فیصلے کرنے، یہ آدمی آدھا مسلمان ہے، یہ پون مسلمان ہے، یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ کسی عالم کا بھی کام نہیں ہے، یہ کسی ریاست کا بھی کام نہیں ہے، لوگوں کو صرف آپ کو خدا کا پیغام پہنچانا ہے تو میسج پہنچائیے، اور رسالت مآب ﷺ کا معاملہ تو یہ تھا کہ خدا کا پیغمبر ہونے کے باوجود براہ راست کسی آدمی کو مخاطب کر کے کبھی غلطی پر بھی توجہ نہیں دلاتے تھے، بلکہ اس کا طریقہ اختیار کرتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ یہ غلطی کرتے ہیں۔
>
> جگہ جگہ آپ کو حدیثوں میں یہ الفاظ ملیں گے، اس وجہ سے اللہ کے پیغمبر کا

طریقہ اختیار کرنا چاہئے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ ہم سے کہا ہوتا کہ آپ ایک قلم اور پنسل لے کر نکلیں اور ذرا دیکھیں کہ کون کتنا مسلمان ہے تب تو ایک مذہبی فریضہ ہوتا لیکن یہ ذمہ داری نہ آپ کو دی گئی ہے، نہ مجھ کو دی گئی ہے، اس لئے لوگوں کے ساتھ حُسنِ ظن رکھئے، لوگوں کو اچھا سمجھئے، اگر کہیں کوئی غلطی یا خرابی دیکھیں تو محبت سے علیحدگی میں توجہ دلا دیجئے، اس سے زیادہ آپ کا نہ کوئی فرض ہے، نہ آپ کی کوئی ذمہ داری ہے، نہ آپ کو اس کا حق حاصل ہے"۔

ایسے دانشوروں کی دانشوری پر عمل کیا جائے تو اسلام کا سارا قانون ختم ہو جائے... چور بھی چوری کر کے بری ہو جائے گا...زنا کار بھی بری ہو جائے گا...اسلام و قرآن اور محمد رسول اللہ کی شان میں تمسخر کرنے والا بھی بری ہو جائے گا...جس کو جو دل میں آئے گا کرے گا....بکے گا... بولے گا...اور اس دانشور کی دانش وری کی روشنی میں تو یہی نظر آ رہا ہے کہ حضرت مجدد اَلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ جلال الدین محمد اکبر کے ساتھ جو کیا..توبہ نعوذ باللہ غلط کیا ...نہیں الحمد للہ! حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر بادشاہ کو کفر سے اٹھا کر اسلام کے باغ میں پہنچایا اور ایمان کی دولت سے مالا مال کیا...اب آج کا دانش ور کچھ بھی بکے....کہے سب غلط ہے... مَیں صرف آئینہ دکھا رہا ہوں کہ اس دورِ پُرفتن میں کیسی کیسی آوازیں ابھر رہی ہیں؟۔

جو جس راستے کا دانشور ہے اسی راستے پر رہے....اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ سب راستے پر چلے اور اپنی زبان کھولے....ایسا کرنا اس کے لئے بھی مضر ہے اور قوم کے لئے بھی... اسلام کے لئے بھی....اسلامی احکامات وعقیدے کے لئے بھی....دانشور کا معنی اور مطلب ہے.... عقل مند۔اہل علم۔ذہین۔اور بس، اہل علم ہیں تو آنجناب کو قرآن و احادیث وفقہ کا علم نہیں ہے تو آپ کو قرآن وحدیث وفقہ اور عقیدہ اور عقیدت پر بولنے کا کوئی حق نہیں ہے.. ..آپ ادب سے متعلق اہلِ علم ہیں....شاعری کے باب میں اہلِ علم ہیں....معاشیات کے محکمہ میں اہلِ علم ہیں تو آپ اپنی گٹھری کو وہاں ہی کھولئے....قرآن وحدیث، عقیدہ وعقیدت آپ کا شعبہ نہیں ہے....یہ شعبہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا ہے....یہ شعبہ امام محمد بن ادریس شافعی کا ہے....یہ شعبہ امام احمد بن حنبل کا ہے....یہ شعبہ امام مالک بن انس کا ہے....



یہ شعبہ امام یوسف کا ہے....یہ شعبہ سفیان ثوری کا ہے....یہ ملا علی قاری ہے....یہ شعبہ ابو جعفر طحاوی کا ہے....یہ شعبہ امام احمد رضا قادری کا ہے....یہ شعبہ امجد علی قادری کا ہے....یہ شعبہ ملک العلما محمد ظفر الدین کا....یہ شعبہ عبدالحی فرنگی محلی کا ہے....یہ شعبہ مفتی احمد یار خاں نعیمی کا ہے....یہ شعبہ محمد مسعود نقشبندی کا ہے....یہ شعبہ مہر علی شاہ گولڑوی کا ہے....یہ شعبہ مفتی انیس عالم قادری کا ہے....یہ شعبہ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری کا ہے۔

آج کے دانشورو! آپ اپنے شعبہ میں بولو...نہیں تو اپنے گھر میں گھٹ گھٹ کر مرو.... جتنی بڑی چادر ہے اتنا ہی پیر پھیلاؤ....جھوٹی دانشوری نہ دکھلاؤ....حکومت وقت کے ہاتھوں بِک کر اسلام کے نقوش کو نہ بگاڑو....سامعینِ کرام اب آگے چلئے اور سنئے۔

## کلمہ کے دوسرے جز پر کس نے حملہ کیا؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے بعد تقریباً تین سو سال کے بعد جب مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دور آیا تو اب کلمہ کے دوسرے جز "محمد رسول اللہ" پر حملہ ہوتا ہے....خیال رکھئے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے جز پر حملہ ہوا....کس نے حملہ کیا؟ تو بنامِ مسلمان ....اور دوسرے جز پر حملہ ہوا تو کس نے حملہ کیا؟ بنامِ مسلمان....ایسے ایسے غدار پیدا ہوئے.. ..جو بہروپئے ہیں، اس سے بہتر تو ہجڑا ہے کہ ایک ہی رنگ میں رہتا ہے....روپ بدل بدل کر یہ لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں....آپ لوگ نماز پڑھو مگر سنّیوں کی جیسی پڑھو.... حضرت مجدد اَلف ثانی کے جیسی پڑھو....حضرت خواجہ غریب کے جیسی پڑھو....حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے جیسی پڑھو.... حضرت امام احمد رضا کے جیسی پڑھو....حضرت مخدوم ماہمی کے جیسی پڑھو۔

ذرا غور کیجئے....حضرت مجدد اَلف ثانی....حضرت مخدوم ماہمی....حضرت حاجی علی.... حضرت حاجی ملنگ....حضرت بندہ نواز گیسو دراز وغیرہ وغیرہ جو ہندوستان میں آرام فرما ہیں کیا انہوں نے اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں کبھی انگلی اٹھائی ہے؟....اب جو انگلی اٹھاتا ہے تو آپ اس کو اچھا کہیں گے؟....پچھلے جمعہ کو کہا تھا کہ جوان بزرگوں سے کٹے ہوئے ہیں، ان کا

کنکشن کٹا ہوا ہے.... کلمہ کے دوسرے جز پر جب حملہ ہوا وہ بڑا دردناک مقام اور افسوس ناک بات ہے.... افسوس تو یہ ہے کہ پہلے بنام مسلمان حملہ کیا آج ہماری جماعت میں ایسے گھس پیٹھی گھس گئے ہیں جو ہمارے بزرگوں خاص کر کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری پر حملہ کرتے ہیں.... لیکن خیال رکھئے کہ ایسے بہروپئے بھی نہیں بچیں گے.... ایک نہ ایک دن ان مجرموں کے چہرہ بھی عیاں ہوں گے.... اور ایسے عیاں ہوں گے کہ ان کے چولے اتر جائیں گے.... امام عالی مقام کے دشمن کربلا میں بھی بنامِ مسلمان آئے تھے.... تو کربلا کے اند رتو کلمہ کے دونوں جز پر حملہ ہوا.... اسلامی احکام پر حملہ ہوا.... اسلامی قوانین پر حملہ ہوا.... لیکن آلِ رسول کا جگر دیکھئے.... ان کی ہمت دیکھئے.... ان کی استقامت دیکھئے.... علی شیر خدا کا بیٹا اپنا کنبہ دے کر اسلام کے پرچم کو.... اسلام کی جان کو.... اسلام کی آن کو.... اسلام کی شان کو.... اسلام کی تاب کو.... اسلام کی توانائی کو بچا کر کے اسلام کے سورج کو ویسا ہی منور رکھا، جیسا تھا۔

اس طرح کھیل کے میدان بدلتے بدلتے بادشاہ اکبر کے دربار میں پہنچا تو حضرت مجدد اَلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دینِ الٰہی کے بانی کو سمجھا کر کے چند ساعتوں میں توبہ کرا کر کلمہ پڑھا کر دوبارہ اسلام کی صف میں کھڑا کر دیا.... لیکن امام احمد رضا قادری کے دور میں دوسرے جز پر حملہ ہوتا ہے کوئی ایک فرد حملہ نہیں کرتا ہے.... غور سے سنئے.... اس کام کے لئے مختلف تنظیمیں بن گئیں.... مختلف ذاتیں اٹھ گئیں.... مختلف تحریکیں وجود میں آگئیں.... وہابیت کے نام سے.... دیوبندیت کے نام سے.... نیچریت کے نام سے.... قادیانیت کے نام.... سب کے سب جب حملہ آور ہوئے.... کس پر حملہ آور ہوئے؟.... محمد رسول اللہ ﷺ پر.... امام احمد رضا نے کہا کہ سب کا تنہا جواب دوں گا اور دیا.... سنئے! مولانا ابوالکلام آزاد مولانا تھے.... جب سیاست میں آئے سیاسی آدمی بن گئے تو امام احمد رضا کے قلم کی زدّ میں وہ بھی آئے.... کیوں؟.... یونہیں زدّ میں آئے؟.... میں کچھ کروں ہی نہیں اور آپ مجھ کو بُرا بھلا کہیں.... کیوں کہیں گے.... آپ کیا حق رکھتے ہیں؟.... ہاں میں کچھ غلطی کروں تو آپ کیا دنیا مجھے برا بھلا کہے گی.... برا سنائے گی۔



آپ لوگ یہاں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں.... تقریر سننے کے لئے آئے ہیں لیکن آپ نہ تقریر سنیں اور نہ نماز پڑھیں تو کچھ نہ کچھ تو میں کہوں گا ہی.... وہاں معاملہ ایسا ہوا تھا کہ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے جبل پور کی ایک مسجد کے اندر اسی جمعہ کے دن گاندھی جی کو بلا کر منبر رسول ﷺ پر کھڑا کر کے ان سے تقریر کروا دی.... اب امام احمد رضا کا عشق کہاں رُکنے والا تھا.... مولانا ابوالکلام اپنے زمانے کے عالم ہیں.... لیکن انہوں نے مسجد کی توہین کر دی اور کروا دی.... اعلی حضرت کا قلم چلا اور مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنی غلطی سے رجوع کرنے کے لئے کہا، رجوع نہیں کرنے کی صورت میں مناظرہ کی دعوت دی.... اور یہ بھی فرمایا کہ مناظرہ کے لئے ہمارے شاگرد حضرات تیار ہیں وہی لوگ مناظرہ کریں گے.... وہ مناظرہ ہوا... کہاں ہوا؟.... بریلی شریف کی سرزمین پر ہی وہ مناظرہ ہوا.... بریلی میں مناظرہ ہوتے ہوئے اعلیٰ حضرت اس مناظرہ میں نہیں گئے بلکہ آپ کے شاگرد حضرات ہی شریک مناظرہ ہوئے.... اور آپ کے شاگردوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کو لاجواب کر دیا۔

دیکھئے! اسلام اپنے ماننے والوں کو.... مسلمانوں کو ایسا دیکھنا چاہتا ہے.... جیسے سنار سونا کو اپنی دوکان میں چمکتا دیکھتا ہے.... اپنے سونے کی دوکان میں دمکتا دیکھنا چاہتا ہے.... سونے کی دکان میں سونے کا چہرہ چمکتا ہے.... اسلام کہتا ہے تم اپنا چہرہ چمکا کرمت دکھاؤ.... دل چمکا کر دکھاؤ.... آپ نے پڑھا نہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ظاہری چہرہ نہیں چمک رہا تھا، دل چمک رہا تھا اور ایسا چمک رہا تھا کہ صبح کی اذان نہ دیں تو صبح نہ ہو۔

دوسرے جز پر حملہ ہوا، کیا حملہ ہوا؟.... آپ شاید میری بات سنتے سنتے پک گئے ہوں گے لیکن مَیں بولتے بولتے نہیں پکا ہوں.... ایک آواز یہ اٹھی کہ رسول اللہ (ﷺ) ہماری طرح بشر ہیں.... ہمارے بڑے بھائی ہیں.... دوسری طرف سے آواز آئی رسول اللہ کی ایسی قدر کرو جیسی گاؤں کے چودھری، چماڑ کی جاتی ہے.... انہیں بولیوں کے ساتھ کربلا والوں خاص کر شید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر بھی انگلی اٹھائی گئی.... ایسے عالم میں بریلی کے امام احمد رضا نے کہا کوئی ساتھ دے یا نہ دے میں تو خاموش نہیں رہوں گا.... اور خاموش نہیں رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا وفادار بن کر رہے.... اہلِ بیت کا وفادار بن کر رہے.... صحابہ کرام کا

وفادار بن کر رہے.... شہیدانِ کربلا کا وفادار بن کر رہے.... اور یہی سبق آپ نے اپنی اولاد کو دیا.... اقربا کو دیا.... گھر والوں کو دیا.... اپنے شاگردوں کو دیا.... مریدوں کو دیا.... محبین کو دیا.... مخلصین کو دیا.... تمام مسلمانوں کو دیا.... اور یہی پیغام تمام سنیوں کو دیا کہ کسی حال میں دامنِ مصطفےٰ ﷺ نہیں چھوٹنے پائے.... صحابہ کرام کا نقش قدم نہیں چھوٹنے پائے.... شہیدانِ کربلا کی عقیدت ومحبت گم نہیں ہونے پائے.... اولیائے کرام کی عظمت نہ بھلائی جائے.... آج تمام سنی مسلمان اسی پر قائم ہیں اور شید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تذکرے ہورہے ہیں.... امام احمد رضا نے کربلا والوں کے نام اور ذکر کو پھیلایا.... کربلا والوں کے فیضان سے امام احمد رضا کے بھی تذکرے ہورہے ہیں.... شہید اعظم ومجدد اعظم کانفرنسیں ہورہی ہیں.... شہید اعظم ومجدد اعظم کے نام سے جلسے ہورہے ہیں.... بڑے درباروں سے ملے ہوئے بڑے پیغامات ہیں۔

بڑے بڑے طرم خاں.... خرخان.... دھرخان اٹھے کے کربلا والوں کے نام کو مٹا دیں گے.... نام مٹا دیں گے احمد رضا کا.... نام مٹا دیں گے مفتیٔ اعظم ہند کا.... احمد رضا کو بدعتی کہہ کر احمد رضا کا چرچا روک دیں گے.... نام مٹا دیں گے مفتیٔ اعظم ہند کا.... لیکن شہید اعظم اور مفتیٔ اعظم کانفرنس بھی ہورہی ہے.... اور میرا مشاہدہ ہے کہ شہید اعظم کے ساتھ مجدد اعظم، شہید اعظم کے ساتھ مفتیٔ اعظم کانفرنس ہورہی ہے.... جلسے ہورہے ہیں.... مگر شہید اعظم کے ساتھ کسی اور کا نام دیکھنے کو نہیں ملا.... شہید اعظم کے ساتھ کوئی اور مجدد اعظم بن کر نہیں آتا.... شہید اعظم کے ساتھ اور کوئی مفتیٔ اعظم بن کر نہیں آتا ہے.... اور کہیں پر ایسا اشتہار چھپتا نہیں ہے اور دیکھئے!.... شہید اعظم کے ساتھ مجدد اعظم کا نام ہوتا ہے.... اور مجدد اعظم کے بیٹا کا بھی نام ہوتا ہے.... دوستو! آپ محبت کریں اور صلہ نہ ملے.... ایسا نہیں ہوسکتا.... شرط ہے کہ عاشق بھی وفادار ہو.... محبوب بھی وفادار ہو.... محبّ بھی وفادار ہو.... اس خودغرضی کے دور سے ہٹنا پڑے گا.... آج خودغرضی کا دور ہے.... ہماری آپ کی محبت اپنی اپنی غرض سے بھری ہوئی ہے.... اسلام پر چلنے والوں.... اسلام کے ماننے والوں.... اسلام کو دل جان سے اپنانے والوں نے محبت سے ایسی محبت کی کہ محبّ نے محبوب کا ہر طرح سے دامن بھر دیا.... اسلام ایسی محبت مانگتا



ہے، جیسی محبت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کی.... اسلام کے لئے کیسی کیسی مصیبتوں کو جھیلا.... آپ کا چہرہ نہیں چمک رہا تھا بلکہ دل چمک رہا تھا کہ صبح کی اذن نہ دیں تو صبح نہ ہو۔

آج ہماری محبت زبان سے ہے.... زبان سے آگے نہیں بڑھتی ہے.... نہ نماز سے محبت، نہ روزے سے محبت، نہ زکوٰۃ سے محبت، نہ قرآن کی تلاوت سے محبت، نہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے ضربات سے محبت، نہ فرائض سے محبت، نہ سنن سے محبت، نہ شہیدانِ کربلا والوں سے محبت.... زبان سے آگے نکل کر عملی میدان میں آکر محبت کیجئے.... تب نہ ہم پر فیضان کی بارش ہوگی۔

میدان کربلا والوں کی محبت کو دیکھئے کہ تن، من، دھن، آل واولاد، بچہ، بوڑھا، جوان، پورا خاندان اور پورا کنبہ لٹا دیا.... صلہ کیا ملا.... محبت کا صلہ.... عقیدت کا صلہ.... عشق کا صلہ دیکھنا چاہتے ہیں.... پہلے دیکھئے کہ کربلا والوں نے کتنی مصیبتیں.... کتنی تکلیفیں.... کتنی اذیتیں.... کربلا والوں نے اٹھائیں... اس کے ساتھ محبانِ اسلام اور عشاقِ رسول کی تاریخ کو بھی پڑھئے:

## عشاقِ رسول کی تاریخ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ چٹائی میں باندھ کر ٹھنڈی کے موسم میں کنویں میں ڈالے گئے... چلچلاتی دھوپ میں گرم ریت پر لٹائے گئے... سینے پر پتھر رکھے گئے... جلتی ہوئی آگ پر پشت کے بل لٹائے گئے... پشت جل گئی... وہ دن گزر گئے... جلنے کے نشانات رہ گئے... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا... حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنا کرتا اُتارا... حضرت فاروق اعظم نے دیکھا کہ پشت پر دھبہ ہے، نشان ہے... جلنے کا نشان ہے... حضرت فاروق اعظم نے پوچھا بلال یہ کیسا دھبہ ہے... کیسا نشان ہے؟... کہا جلنے کا... حضرت فاروق اعظم نے پوچھا کب جلا، کیسے جلا، کیوں کر جلا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اُس وقت جلا جب مَیں نے اسلام قبول کیا تھا... اسلام قبول کرنے کی پاداش میں جلایا گیا... جلتے ہوئے کوئلے کی آگ پر پشت کے بل لٹا کر سینے پر پتھر رکھا گیا اسی میں جلا۔

اتنا سننا تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت بلال رضی اللہ

عنہ کی پشت کے اس جلے ہوئے حصے کو بوسہ دیا...اور کہا وہ دن کتنے تکلیف کے دن تھے... حضرت بلال نے کہا وہ دن تکلیف کے تھے مگر جو مزہ اس میں آتا تھا اب وہ مزہ کہاں ہے... اب کوئی ناپاک... بدقماش... بدچلن...ایسی ہستیوں کے خلاف بولے... بولنے والے، ٹوپی والے ...رسول اللہ ﷺ کے خلاف بولے...صحابہ کرام کے خلاف بولے...امام حُسین کے خلاف بولے...غوث پاک کے خلاف بولے...خواجہ غریب نواز کے خلاف بولے...احمد رضا کے خلاف بولے ...اور ہم کچھ نہیں بولیں...یہ کہاں کا انصاف ہے؟...تم سب کے خلاف بولو اور ہم دفاع بھی نہیں کریں۔

وہ قتل بھی کرتے تو چرچا نہیں ہوتا
ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بدنام

خواجہ غریب نواز کے خلاف تو بولتا ہے لیکن اس کو شاید تاریخ نہیں معلوم کہ ہند کے راجہ سلطان الہند اپنا بوریا و بستر اٹھاتے ہیں اور سنجان سے مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ سے کفرستان میں پہنچتے ہیں اور اجمیر کی زمین پر بیٹھ کر نوے لاکھ لوگوں کو مسلمان بنا دیا...ایسی عظیم شخصیت پر ایسے ویسے زبان کھولے تو افسوس کی بات ہے...انہوں نے جن کو مسلمان بنایا تو پیسہ دے کر نہیں...ریال دکھا کر نہیں... بریانی کھلا کر نہیں...دولت میں تول کر نہیں...بلکہ اسلام کی حقانیت کا ڈنکا بلا کر، کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا...ہندوستان تو ایسی زرخیز زمین ہے کہ ہمارے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ ہندوستان سے مجھے علم دین کی خوشبو آ رہی ہے...خواجہ غریب نواز جب لوگوں کو کلمہ پڑھانے پر آ گئے تو انسان تو انسان...آدمی تو آدمی...جوش میں آ گیا ان کا تصوف... ان کی روحانیت...ان کا عشق...ان کی محبت تو بتوں کو بھی کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا...اتنا سب کچھ کرنے اور ہونے کے بعد کیا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان کھولی...غوث پاک کے خلاف زبان کھولی...نہیں...اور تم خواجہ غریب نواز کے خلاف بولتے ہو...تقریر کرتے ہو...اور پھولے نہیں سماتے ہو کہ ہم نے دین کا کام کر دیا ہے...غلط بالکل غلط ہے...ذرا سوچو تو صحیح کہ آج تم حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی حسن سنجری کے خلاف بولتے ہو...سیدنا شیخ عبدالقادری جیلانی بغدادی کے خلاف بولتے ہو



...کل کوئی جاہل اٹھے گا قرآن کے خلاف بولے گا... مسجد کے خلاف بولے گا...مصلّےٰ کے خلاف بولے گا تو کیا تم برداشت کرو گے...اسلام ایسے غداروں کو اپنے قریب نہیں رکھتا ہے۔

عشاق کی تاریخ تو ایسی ہے کہ سننے کے بعد ایمان تازہ ہوتا جاتا ہے...جس وقت گستاخانِ رسول بکواس کر رہے تھے تو لوگوں نے امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے کہا وہ لوگ جو باتیں کہتے ہیں آپ کیوں نہیں کہتے ہیں...آپ تنہا الگ راگ الاپ رہے ہیں... اس وقت مجدد دین ملّت نے فرمایا تھا...اگر روئے زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کے سب اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہو جائیں اور ایک آدمی کہے کہ اللہ ہے اور اس کے رسول برحق ہیں تو ایک کی گواہی ایک کروڑ پر معتبر ہوگی...بلکہ ایک کی گواہی سب پر معتبر ہوگی۔

کیا سمجھتے ہیں کہ کربلا میں اہلِ بیت نے یونہی اپنا خون بہا دیا...کربلا میں امام عالی مقام نے یونہی اپنا سر کٹوا دیا...کیا کربلا میں حضرت علی اکبر یونہی کٹ گئے...حضرت قاسم کی جوانی یونہی لُٹ گئی...حضرت علی اصغر کا خون یونہی بہہ گیا...حضرت عباس علم بردار نے یونہی بازو کٹوا دیئے...ان سوالوں کا جواب زمانے کے درندہ صفت انسانوں سے مت پوچھئے...ہر بات ہر ایک سے پوچھی نہیں جاتی ہے...اور سب بات سب کو بتائی نہیں جاتی ہے...کیسے؟ ایسے کہ ایسے درندہ صفت انسانوں سے حضور ﷺ کے زمانے کا اونٹ بہتر تھا...رسول کائنات کے زمانے کا بھیڑیا اچھا تھا...رسول کائنات کے زمانے کی کبوتری بہتر تھی...معلم کائنات کے زمانے کی مکڑی اچھی تھی۔

اونٹ کو مالک ستا رہا ہے...پیٹ رہا ہے...کام زیادہ لے رہا ہے...کھانا نہیں دے رہا ہے... پینے کو پانی نہیں دے رہا ہے...ایک نکتہ دے رہا ہوں کہ وہ اونٹ یا اونٹنی ابو جہل کے پاس نہیں گئی...ابوالحکم کے پاس نہیں گئی...عتبہ کے پاس نہیں گئی...عتیبہ کے پاس نہیں گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گئی...حضر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گئی...حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گئی...حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گئی...کیوں نہیں گئی...سنئے! نبوت و رسالت والی شخصیت کو انسان کے ساتھ جانور بھی پہچانتے ہیں...آج کا انسان نہیں پہچانتا ہے تو وہ الگ سی بات

ہے...علما کو نہیں پہچانتا ہے...لیکن احادیث کی روشنی میں قرآن کے مفہوم کے مطابق جن کے سر پر نبوت ورسالت کا تاج سجایا جاتا ہے تو انسان گواہی تلاش کرتا ہے...معجزے مانگتا ہے... لیکن جانور کچھ نہیں مانگتا ہے...جانوروں کو پہچان کرادی گئی ہے...ایک بات ذہن میں آ گئی ہے تو کہہ دیتا ہوں...آقا ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ کے جسم پر حریر کا لباس تھا تو دیکھا کہ کچھ نورانی فرشتے تشریف لائے...ان میں سے ایک نے کہا اٹھالو...محمد رسول اللہ ﷺ کو اٹھاؤ...اٹھالیا اور میری نظروں سے غائب کر دیا...کچھ دیر تک غائب رہے جب وہ فرشتے لے کر آئے تو دیکھا کہ آقا ﷺ کے جسم اقدس پر حریر کا لباس پانی سے بھینگا ہوا تھا...کہنے والے نے کہا گھبرانے کی بات نہیں ہے...روئے زمین پر...آسمان پر ...جنگل میں...سمندر میں...تمام مخلوقات کو محمد رسول اللہ (ﷺ) کی پہچان کرادی گئی ہے۔

اے سمندر کے جانوروں تم بھی پہچان لو یہ محمد رسول اللہ ہیں...جنگل کے درندے تم بھی پہچان لو...ہرنی تم بھی پہچان لو...اونٹ تم بھی پہچان لو...آسمان کے فرشتے تم بھی پہچان لو...اٹھارہ ہزار مخلوقات سب کی سب پہچان لو یہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ...اسی لئے اونٹنی کسی اور کے پاس نہیں گئی...اب غور کیجئے کہ سب بات سب کو بتائی نہیں جاتی ہے...اور راز سب کو کہا نہیں جاتا ہے...سب کی بات سب کو کہی نہیں جاتی ہے...اونٹنی کی رسّی ڈھیلی ہوئی۔ کھُل گئی ، بھاگی بھاگی آقا ﷺ کی بارگاہ میں آئی...کہا، کیا کہا، اللہ اور اس کے رسول جانیں...کسی نے اونٹنی کا کہا ہوا سمجھا...نہیں سمجھا...عام بشر نہیں سمجھے...نوری بشر نے سمجھ لیا...فرمایا اس کے مالک کو بلاؤ... بلایا گیا، اونٹنی کا مالک آیا...رحمۃ للعالمین نے فرمایا، تمہاری اونٹنی نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کی طاقت سے زیادہ کام لیتے ہو...کھانا کم دیتے ہو...چارہ کم دیتے ہو...پانی کم دیتے ہو...جس کی وجہ سے یہ کمزور ہوگئی ہے...اتنا سننے کے بعد اونٹنی کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے...اونٹنی کی باتوں کو سرکار ابد قرار ﷺ نے سمجھا...اب محسنِ کائنات کی باتوں کو اونٹنی سمجھ رہی ہے...رحمۃ للعالمین نے فرمایا اگر تم اس کو بھر پیٹ کھانا دو گے...اس کی طاقت کے مطابق کام لو گے...وقت پر پانی پلاؤ گے تو لے جاؤ...نہیں تو اس کو بیچ دو... اونٹنی کے مالک نے وعدہ کیا کہ بھر پیٹ کھانا کھلاؤں گا...وقت پر پانی پلاؤں گا...سرکار نے فرمایا اس کو لے جاؤ۔



اونٹنی نے نبی ﷺ کو پہچانا...کلمہ گو امت، ٹوپی والے نے نہیں پہچانا...دو منٹ کا وقت اور لوں گا...سب نے پہچانا...دن کی روشنی میں قرآن کے ہوتے ہوئے...حدیث کے ہوتے ہوئے ٹوپی والوں میں کچھ نہیں پہچانتے تو افسوس ہے...عشاقوں کی باتیں پڑھ کر تو آنکھیں بھر آتی ہیں...اے کاش مَیں بھی وہی اونٹنی ہوتا اور اپنی فریاد لے کر جاتا اور آقا ﷺ کا دیدار ہوتا۔

سنئے ، سنئے ! دنیا سوگئی، رات کی تاریکی پھیل گئی...حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو اونٹ لا کر باندھ گئے...رات کی تاریکی میں سفر ہوتا ہے...رات اندھیری ہے...غار ثور میں قیام فرماتے ہیں...تمام مخلوقات آرام کر رہی ہیں...نیند کے مزے لے رہی ہیں...رات کی تاریکی میں کوئی کسی کو پہچان نہیں رہا ہے...لیکن کبوتری پہچان گئی کہ مکے کے سردار، مدینے کے آقا ﷺ غار کے اندر آ گئے...اور دشمن پیچھا کئے ہوئے ہیں...آپ کہیں گے کہ کہیں قریب میں کبوتری کا گھونسلہ رہا ہوگا اور کبوتری نے دیکھ لیا ہوگا...لیکن یہ کیسے معلوم ہُوا کہ دشمن پیچھے پڑے ہوئے ہیں...جلدی جلدی غار کے منہ پر گھونسلا لگا دیا...تاکہ دشمن سمجھنے نہ پائے کہ اس غار میں مدینے کے آقا تشریف فرما ہیں...کبوتری نے کہا دشمنوں کو چکمے دینا میرا کام ہے... محبت کہہ رہی تھی...عشق کہہ رہا تھا جلدی جلدی گھونسلا لگاؤ...اور اس میں انڈے دیدو...انڈے دے کر ہٹ گئی...اب مکڑی کا عشق بیدار ہوا...چھوٹا سا کیڑا ہے...قرآن میں اس کے تذکرے ہیں بلکہ ایک پوری سورت ہے عنکبوت...جلدی جلدی اس نے جالے تن دیئے تاکہ دشمن آئے تو میرے سرکار ﷺ کو دیکھ نہ پائے اور ان کو گمان بھی نہ گزرے کہ اس غار کے اندر محسنِ کائنات ﷺ تشریف فرما ہیں...بولئے یہ عشق لاجواب ہے کہ نہیں...ہاں ہاں لاجواب ہے۔

شہید اعظم حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق رسول ﷺ کی پاسبانی کی...سنت کی پاسداری کی...امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز نے اسی عشق کے پرچم کو لہرا اور تازندگی لہراتے رہے...یہ امام احمد رضا کی دَین ہے کہ دنیا کے ۸۰ ر فیصد لوگ عشق رسول ﷺ کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں...اور ان شاء اللہ تعالیٰ اٹھائے رہیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ساتویں تقریر

# شہید اعظم و مجدد اعظم (۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّا بَعْد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِی۔

رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ. وَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

(تمام تعریفیں اللہ کو..... ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں..... اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں..... اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں..... جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں..... اور جس کو راستہ سے ہٹادے تو اس کا کوئی ہادی نہیں..... اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی نہیں..... اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔



اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کیے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

"خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس حبیب نبی کریم کی محبت ہمیں اور تمہیں نصیب فرمائے"۔۔۔ آمین۔ آمین۔ آمین

اے ہمارے رب..... اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر..... اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے..... اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے..... آمین آمین آمین۔)

آیئے سب سے پہلے آقائے نامدار ﷺ..... مدینے کے تاجدار ﷺ..... دونوں عالم کے مالک و مختار ﷺ..... معلم کائنات ﷺ..... رحمۃ للعالمین ﷺ..... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

یزید جیسے بھی رکھتے نہیں یزید کا نام
یہ معجزہ عجیب جہاں میں حسین کا ہے

گذشتہ جمعہ کو بتایا تھا کہ کربلا سے بریلی اور بریلی سے کربلا کا تعلق بہت مضبوط ہے..... عاشورہ کے بعد شہید اعظم اور مجدد اعظم بہت ساری کانفرنسیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی..... اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ محرم کے بعد صفر کا مہینہ آتا ہے..... محرم الحرام میں ہم کربلا والوں کو یاد کرتے ہیں..... کربلا کی تاریخ بتاتے اور کربلا کی داستان سناتے ہیں..... اس کے بعد ماہِ صفر میں امام عشق و محبت، امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا عرس شروع ہو جاتا ہے..... گذشتہ جمعہ کو میں نے یہ کہا تھا کہ ان شاء اللہ۔ کربلا کے ساتھ ساتھ آئندہ جمعہ کو یعنی اس جمعہ کے تعلق سے کہ آپ اعلیٰ حضرت کے متعلق گفتگو سماعت فرمائیں گے۔

کربلا والوں کا کارنامہ یہ ہے کہ اپنی جان دے دی..... سارا اثاثہ دشمنوں کے حوالے

کر دیا.... مال بھی دیا اور اولاد بھی دے دی.... لیکن اسلام کی بقا کے لئے اپنا ہاتھ نہیں دیا.... ہاتھ بڑے کام کی چیز ہے.... اگر یہ ہاتھ نہ ہو تو کوئی کام ہوگا؟ بولئے، بولئے؟.... نہیں، نہیں ہوگا.... اس لئے اچھے آدمی کہتے ہیں کہ ہاتھ سے اچھے کام کرو، گندے کام مت کرو.... اس ہاتھ سے چوری نہ کرو.... غصب نہ کرو.... شراب نہ پیو.... کسی کا مال غصب نہ کرو.... کسی کی عزت نہ لوٹو.... ہاتھ سے خراب کام نہ کرو.... اچھا کام کرو۔

یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا مطلب یہ تھا کہ اب وہ ہاتھ اچھا نہیں رہ جائے گا.... اس لئے امام عالی مقام نے کہا کہ یہ لوگ جو کچھ مانگتے ہیں سب دے دو.... یہ جوان بیٹا مانگتے ہیں تو وہ بھی دے دو.... بچہ مانگتے ہیں وہ بھی دے دو.... بوڑھا مانگتے ہیں وہ بھی دے دو.... سب کچھ دے دو.... لیکن اے اہلِ بیت اور شیدائے اہلِ بیت.... شیدائے اہل بیت کے بعد اب بچا کیا؟.... شیدائے اہلِ بیت چودہ سو سالوں سے ہیں.... اور گستاخِ اہل بیت بھی چودہ سو سالوں سے ہیں.... ہاں اے اہل بیت اور شیدائے اہل بیت سب کچھ دے دو مگر یہ ہاتھ نہ دو.... ہاتھ سلامت رہے گا.... ہاتھ بچا ہوا رہے گا تو اسی ہاتھ میں قرآن ہوگا اور اسلام کا پرچم ہوگا.... اس بات پر یزید اور یزیدیوں نے مخالفت کی اور مخالفت پر اُتر آئے.... نہیں ہم کو اہل بیت کا اور حسین کا ہاتھ چاہئے.... اسی بات پر جنگ ہوئی.... معرکہ ہوا.... آلِ رسول کا چمن لوٹ لیا گیا.... لیکن قربان جائیے! ارے بندہ جیسا عہد کرتا.... جیسی تمنا کرتا ہے.... جیسا ارادہ کرتا ہے.... رب قدیر اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک بھی کرتا ہے.... رب نے اس ہاتھ کو بچا لیا.... جس ہاتھ والے نے کہا تھا سب کچھ دے دوں گا لیکن یہ ہاتھ نہیں دے سکتا.... ایسی ہی ہوا، دشمن نے سر کاٹا اور ہاتھ کو چھوڑ دیا۔

امام احمد رضا کی زندگی میں اور بعد وصال بھی آپ کی مخالفت ہوئی اور ہوتی ہے.... ہوتی رہے.... امام احمد رضا مخالفت سے نہیں گھبرائے بلکہ یوں دعا کی کہ رب قدیر میرے کے قلم کو بچا لے.... یہ قلم بچ گیا تو دین کی خدمت ہو جائے گی.... عاشقوں کی پہچان ہو جائے گی.... محبانِ اہل بیت کی پہچان ہو جائے گی اور اس قلم کو عشق رسول میں لگا دو کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و وقعت اور حلت و حرمت کو دشمن پائمال کر رہے ہیں ہندوستان کے اندر تو



آپ ﷺ کی شان کو اسی طریقے سے منظر عام پر لایا جائے.... جس طریقے سے قرآن نے بیان کیا ہے۔

## دین میں زبردستی نہیں

دیکھئے پچھلے جمعہ کو میں نے کہا تھا کہ بہت سارے لوگ کہتے ہیں لَااِکْرَاہَ فِی الدِّیْن ''کچھ زبردستی نہیں دین میں'' مسلمانوں کی نمازیں غائب.... روزے چھوٹے ہوئے ہیں.... فرائض و واجبات وسنن سے یہ کنارہ کش ہیں.... ان سے کہئے کہ نماز پڑھو.... روزہ رکھو.... دین کے پابند ہو جاؤ تو بہت سے عقل مند جس کو نہ ہندی آتی ہے.... نہ اردو.... نہ عربی سے واقفیت ہے.... کہتے ہیں قرآن کہتا ہے لَااِکْرَاہَ فِی الدِّیْن ''کچھ زبردستی نہیں دین میں'' اسلام میں زبردستی نہیں ہے.... آپ نے کن معنی میں سوچا ہے.... آپ کو تاریخ معلوم ہے.... آیت کی شانِ نزول معلوم ہے؟.... دین میں واقعی زبردستی نہیں ہے.... لیکن یہ کس کے لئے کہا گیا.... آپ تو ایسا بول کر یہ چاہتے ہیں کہ دین کے دامن سے سارے احکامات خالی ہو جائیں.... اسلام کہتا ہے چوروں کے ہاتھ کاٹو.... شرابی کو دُرّے مارو.... زانی کو سنگسار کرو.... اس کو آپ کیا کہیں گے؟.... یہ ہندوستان ہے کہ آپ بچے ہوئے ہیں.... حکومت کرنے والے بھی بچے ہوئے ہیں.... پبلک (Public) بھی بچی ہوئی ہے.... رعایا بھی بچی ہوئی ہے.... ووٹ (Vote) دینے والا بھی بچا ہوا ہے.... ووٹ (Vote) لینے والا بھی بچا ہوا ہے.... اس لئے کہ سب تو وہی ہیں.... اسلام کا قانون نافذ کر دو.... سب کے سب گرفت میں آ جائیں گے۔

قرآن نے لَااِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کہا ہے.... شانِ نزول سن لیجئے.... انصار کے قبیلہ بنو سالم میں ایک شخص تھے.... ان کا نام تھا حصین.... حضرت حصین کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے.... صحابیٔ رسول تھے مگر ان کے دو بیٹے تھے جو عیسائی تھے.... وہ کلمہ نہیں پڑھے تھے.... باپ کو اس بات کا ملال تھا کہ میرے دونوں بیٹے کلمہ پڑھ لیتے تو وہ بھی جنتی ہوتے.... وہ دونوں بیٹے تیل فروش تھے.... ایک بار مدینہ منورہ میں تیل بیچنے کی غرض سے آئے.... حضرت حصین نے اپنے دونوں بیٹے کو گھیرا اور کہا جب تک تم دونوں کلمہ نہیں پڑھو گے، آگے نہیں بڑھنے دوں گا.... تم

دونوں کو نہیں چھوڑوں گا.... باپ کہہ رہے تھے کلمہ پڑھو.... بیٹے کہہ رہے تھے، نہیں پڑھوں گا... قیل وقال اور بحث ومباحثہ کے بعد یہ مقدمہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچا.... حضرت حصین نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں یہ کیسے برداشت کروں کہ میرے سامنے میرے جگر کے ٹکڑے.... میرے لختِ جگر دوزخ میں جائیں.... ان کو میں جنت میں لے جانا چاہتا ہوں اس لئے کلمہ پڑھنے کے لئے اصرار کر رہا ہوں۔

سامعین کرام! حضرت حصین کے اصرار پر یہ آیت نازل ہوئی لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے.... اس پر حضور ﷺ نے فرمایا حصین تم ان کو چھوڑ دو.... اب آپ لوگوں کو بات سمجھ میں آئی؟.... کسی کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں ہے.... اور اسلام قبول کرنے کے بعد احکام پر عمل کرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا۔

## امام حسین یزید کے ہاتھوں میں ہاتھ دیتے تو اسلام نہیں بچتا

قرآن نے صاف بتادیا کہ جس کی مرضی ہو کلمہ پڑھے.... مرضی نہیں ہو کلمہ نہیں پڑھے... تم جس مذہب کو مانتے ہو مانو.... اب بے نمازی کہتا ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھیں گے.... لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے.... اب تو بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔

کربلا والے، کربلا سے اسلام کو بچا کر لے آئے.... ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ امام عالی مقام اور اہلِ بیت اگر یزید کے ہاتھوں میں ہاتھ دیتے تو کیا اسلام نہیں بچتا؟.... کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید نہیں ہوتے تو اسلام نہیں رہتا.... اسلام تو قیامت تک رہے گا.... یزیدیوں سے زیادہ بدمعاش آجائے.... گنڈا آجائے.... لفنگا آجائے.... آکیا جائیں بلکہ ہیں تو کیا یہ لوگ اسلام کا بال بیکا کرسکے؟.... نہیں نہیں اور کبھی بھی نہیں کرسکتے.... اسلام کی آڑ میں ہیں، سب ہیں.... بے ادب بھی ہیں.... گستاخ بھی ہیں.... شریر بھی ہیں.... شیطان بھی ہیں.... مردود بھی ہیں.... ملعون بھی ہیں.... منافق بھی ہیں.... فاسق بھی ہیں.... سب اسلام کے جھنڈا کے نیچے لہلہانا چاہتے ہیں.... بیٹھو اسلام تو سایادار درخت ہے.... عبید اللہ ابن سلول جیسا منافق جب بیٹھ کر آرام کرلیا تو اس کا بھائی کیوں نہ بیٹھے گا.... لیکن خیال رکھنا کہ



گستاخ، گستاخ ہے.... محبّ، محبّ ہے.... عاشق، عاشق ہے.... آپ سے پوچھتا ہوں کہ اسلام کے ہیرے ہیں کہاں؟.... گستاخوں کے یہاں؟.... منافقوں کے یہاں؟.... مردودوں کے یہاں.... میں بار بار کہتا ہوں ٹوپی دیکھ کر فدا مت ہونا.... دھوکا مت کھانا.... پیچھے جمعہ کو کہا تھا کہ ممبئی میں آکر ایک مولوی نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بہت کچھ بک گیا.... اولیائے کرام کے خلاف ایسی بات وہی کرے گا جو اسلام سے نکلا ہوا ہوگا.... کیا کہا؟ یہ کہا کہ اجمیر میں ہجڑے کی قبر ہے.... توبہ نعوذ باللہ.... میں کہتا ہوں اس سے دین کی کونسی تبلیغ ہوئی؟.... بلکہ دین پر ہتھوڑے چل گئے.... اس سے دوسروں کی زبان کھل جائے گی۔

## دیگر ترجمے پر ۳۵ سے ۴۰ فیصد تو کنز الایمان پر ۷۰ فیصد نمبر

وہ تو بریلی کا عاشق کہہ رہا ہے.... کیا کہہ رہا ہے.... پڑھا نہیں آپ نے.... غور نہیں کیا آپ نے کہ رسول کائنات ﷺ کی شان میں جو نعتیں پاک کہہ گئے.... لکھ گئے، اپنے بھی پڑھتے ہیں.... بیگانے بھی پڑھتے ہیں.... دشمن بھی یہ کہتے ہیں کہ احمد رضا کا عشق سورج سے زیادہ تابندہ ہے.... امام احمد رضا کو دیکھئے کہ آپ کتنے باادب ہیں.... اس لئے بارگاہ رسالت سے نوازے بھی بہت گئے.... اور آپ کے کارنامے بھی بہت ہیں.... ان کارناموں میں ایک کارنامہ قرآن مقدس کا ترجمہ بھی ہے.... اردو زبان میں بے شمار لوگوں نے قرآن مجید کے ترجمے کئے.... پروفیسر مسعودِ ملت محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ نے لکھا کہ اردو کے سب ترجمے کو جمع کیا جائے تو کوئی بھی ترجمہ ۳۵ر سے ۴۰ر فیصد سے زیادہ نمبر حاصل نہیں کرپائے گا.... لیکن امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ترجمہ ایسا ترجمہ ہے کہ ۷۰ر فیصد نمبر حاصل کرلے گا.... یہ بات مجھے نہیں سمجھ میں آرہی تھی کہ مانا کہ اور ترجموں میں خامی ہے تو ۳۵ر سے ۴۰ر فیصد نمبر ملے اور امام احمد رضا کا ترجمہ مکمل صحیح ہے تو کتنا نمبر آنا چاہئے؟.... صدفی صد اور صدفی صد نہیں تو ۹۹ رفیصد آنا چاہئے.... لیکن مسعود ملت کہتے ہیں ۷۰ر ملے گا.... میرے پاس آنے والے ایک عالم کے سامنے میں وہ کتاب رکھ دی کہ آپ غور کیجئے اس بات پر کہ دوسرے ترجمے پر ۳۵ر سے ۴۰ر فیصد ملتا ہے تو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر ۷۰ر فی صد نمبر ملے گا.... ۷۰ر

فیصد کی بات آتی ہے تو معلوم ہوا کہ ترجمہ مکمل صحیح نہیں ہوا...انہوں نے کہا یہ قرآن ہے.... اور قرآن کو کسی بھی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو مکمل طور پر صد فیصد کوئی بھی ترجمہ نہیں کر سکتا... ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا صد فیصد نہیں ہو سکتا ہے....آپ غور کیجئے کہ وہ جو بہت بڑے دانشمند تھے انہوں نے کہا کہ دیگر تراجم ۳۵ سے ۴۰ فیصد اور احمد رضا کا ترجمہ ۷۰ فیصد لے گا.. ..دیکھئے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے دانشوروں نے جب امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی جانب توجہ کی کہ احمد رضا کے ترجمہ میں ہے کیا؟....سنئے! ہر لکھنے والے کا مزاج ہوتا ہے کہ کیا لکھ رہا ہے... کس ماحول میں لکھ رہا ہے....کس کے لئے لکھ رہا ہے....کس پوزیشن میں لکھ رہا ہے....اس کو تشکیلِ عناصر کہا جاتا ہے.... تشکیلِ عناصر میں پانچ چیزیں آتی ہیں....پانچ چیزیں نہیں ہوں گی تو بات سمجھ میں نہیں آئے گی....مفہوم ادا نہیں ہوگا....قرآن شریف اُٹھائیے بہت سارے مترجم نے ترجمے لکھے....دیکھئے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے....اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ترجمہ کیا...''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا''....ابھی آپ لوگوں کو سمجھ میں نہیں آیا....دیکھئے دیگر ترجمے کیا ہیں؟....شروع کرتا ہو....یہ کون بولے گا؟ مرد حضرات....خواتین کیا بولیں گی؟ شروع کرتی ہو....دیگر ترجمے ہیں، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا ہے....اور ترجمہ اعلیٰ حضرت ہے....''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا''....

پاکستان کا ایک واقعہ ہے کہ ایک پڑھی لکھی خاتون اپنی سہیلیوں کے ساتھ دینی کتب خانوں پر پہنچیں اور کتب خانہ والا سے بولیں، ترجمہ والا قرآن دو....کتب خانہ والے یکے بعد دیگرے کئی ترجمے دکھائے....دیکھنے کے بعد خاتون نے کہا یہ سب ترجمے تو مردوں کے لئے ہیں، کوئی ترجمہ عورتوں کے لئے بھی ہے؟....کتب خانے والے نے کہا کہ کسی خاتون نے ترجمہ کیا ہی نہیں ہے....جو بھی ترجمے کئے سب مردوں نے کئے....خاتون نے کہا اسی لئے سب ترجمہ، شروع کرتا ہوں....ہے، ہم عورتوں کے لئے کوئی ترجمہ نہیں ہے.. ..سب سے آخر میں کتب خانہ والا نے ایک ترجمہ خاتون کو دیا....دیکھنے کے بعد خاتون نے کہا یہ ترجمہ ہم عورتوں کے لئے **بھی** ہے....کتب خانہ والا بولا، کیسے؟ خاتون نے کہا یہ مولانا احمد رضا



صاحب کا ترجمہ ہے....خاتون بولی، اس میں نہ کرتا ہوں، نہ کرتی ہوں، کا لفظ ہے....بلکہ اس میں ہے ''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحمت والا''....یہ ہمارے لئے بھی ہے۔

ایک اور بات پر غور کیجئے....سب ترجمے میں ''رحم والا ہے'' اعلیٰ حضرت کے ترجمہ ہے'' رحمت والا'' لفظ ''ہے'' ''نہیں'' ہے....''ہے'' کا معنی اور مفہوم ہوتا ہے کہ ''ہے'' تو کیا ماضی میں نہیں تھا؟....اس کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہے....''رحمت والا''....ٹھیک کہا ہے شاعر نے کہ ۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا۔ پھر بھی اعلیٰ حضرت نے اتنا اچھا ترجمہ کیا کہ جو قرآن کا متن پڑھ لیتا ہے اور ترجمہ بھی پڑھ لیتا ہے تو اس کے دل کو تسلی ہو جاتی ہے....اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی مخالفت ہوئی مگر امام احمد رضا نے وہی باتیں کہی ہیں جو صحابہ کرام نے کہی ہیں....ائمہ مجتہدین نے کہی ہیں....آپ نے سلسلہ منقطع نہیں کیا....عشق و محبت کا.... شریعت کا سلسلہ منقطع نہیں کیا....سنئے! لکھنؤ میں ندوہ قائم ہُوا....شروع شروع میں اس میں اعلیٰ حضرت بھی شریک تھے....لیکن آپ نے دیکھا کہ اسی پلیٹ فارم سے اسلام پر بھی حملے ہو رہے ہیں....رسولِ کائنات ﷺ کی ذات پر بھی حملے ہو رہے ہیں....تو اعلیٰ حضرت بالکل الگ ہو گئے....کسی نے سوال کیا کہ سارے لوگ غلط ہیں؟....اعلیٰ حضرت نے کہا کہ ہمیں یہ بتائیے کہ ساری دنیا کے لوگ یہ کہیں کہ خدا نہیں ہے تو سارے جھوٹے ہوں گے کہ نہیں؟.... اس نے کہا ہاں سارے جھوٹے ہوں گے....آپ نے کہا یہ بتائیے کہ ایسے عالم میں ایک بندہ کہتا ہے کہ اللہ ہے تو وہ بندہ سچا ہوگا کہ نہیں؟....دیکھ رہے ہیں....سن رہے ہیں کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کس عمدہ طریقے سے اصلاح فرمایا....ذات کو ایک دن فنا ہو جانا ہے....بڑی بڑی شخصیتیں آئیں....علم والے آئے....عالم آئے، مفتی آئے، نیک آئے، پارسا آئے، اللہ والے آئے ان کی ذات ہماری ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوگئی....زندہ کیا رہا ان کے کار نامے زندہ رہے....ان کی تحریریں زندہ رہیں....ان کو پڑھ کر ہم کہتے ہیں کہ ہمارے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے ارکان و احکام کے اتنے پابند تھے....اسلام کے پابند تھے.... اسلامی احکام پر چلتے تھے....علمی دنیا کے اندر کتابوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے....کتابیں بڑی

فیصد کی بات آتی ہے تو معلو ہوا کہ ترجمہ مکمل صحیح نہیں ہوا....انہوں نے کہا یہ قرآن ہے.... اور قرآن کو کسی بھی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو مکمل طور پر صد فیصد کوئی بھی ترجمہ نہیں کرسکتا... .ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا صد فیصد نہیں ہوسکتا ہے....آپ غور کیجئے کہ وہ جو بہت بڑے دانشمند تھے کہا کہ دیگر تراجم ۳۵ سے ۴۰ فیصد اور احمد رضا کا ترجمہ ۷۰ فیصد لے گا.. ..دیکھئے یہی وجہ ہے کہ دنیا کہ دانشوروں نے جب امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی جانب توجہ کی کہ احمد رضا کے ترجمہ میں ہے کیا؟....سنئے! ہر لکھنے والے کا مزاج ہوتا ہے کہ کیا لکھ رہا ہے... .کس ماحول میں لکھ رہا ہے.... کس کے لئے لکھ رہا ہے.... کس پوزیشن میں لکھ رہا ہے....اس کو تشکیل عناصر کہا جاتا ہے.... تشکیلِ عناصر میں پانچ چیزیں آتی ہیں.... پانچ چیزیں نہیں ہوں گی تو بات سمجھ میں نہیں آئے گی.... مفہوم ادا نہیں ہوگا....قرآن شریف اُٹھائیے بہت سارے مترجم نے ترجمے لکھے....دیکھئے۔بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمَ ۔شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے....اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ترجمہ کیا....''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا''....ابھی آپ لوگوں کو سمجھ میں نہیں آیا....دیکھئے دیگر ترجمے کیا ہیں؟....شروع کرتا ہو....یہ کون بولے گا؟ مرد حضرات....خواتین کیا بولیں گی؟ شروع کرتی ہو....دیگر ترجمے ہیں، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا ہے....اور ترجمہ اعلیٰ حضرت ہے....''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا''....

پاکستان کا ایک واقعہ ہے کہ ایک پڑھی لکھی خاتون اپنی سہیلیوں کے ساتھ دینی کتب خانوں پر پہنچیں اور کتب خانہ والا سے بولیں، ترجمہ والا قرآن دو....کتب خانہ والے یکے بعد دیگرے کئی ترجمے دکھائے....دیکھنے کے بعد خاتون نے کہا یہ سب ترجمے تو مردوں کے لئے ہیں، کوئی ترجمہ عورتوں کے لئے بھی ہے؟....کتب خانے والے نے کہا کہ کسی خاتون نے ترجمہ کیا ہی نہیں ہے....جو بھی ترجمے کئے سب مردوں نے کئے....خاتون نے کہا اسی لئے سب ترجمہ، شروع کرتا ہوں....شروع کرتا ہوں....ہے، ہم عورتوں کے لئے کوئی ترجمہ نہیں ہے.. ..سب سے آخر میں **کتب خانہ والا** نے ایک ترجمہ خاتون کو دیا....دیکھنے کے بعد خاتون نے کہا یہ ترجمہ ہم عورتوں کے **لئے بھی** ہے....کتب خانہ والا بولا، کیسے؟ خاتون نے کہا یہ مولانا احمد رضا



صاحب کا ترجمہ ہے....خاتون بولی، اس میں نہ کرتا ہوں، نہ کرتی ہوں، کا لفظ ہے....بلکہ اس میں ہے ''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحمت والا''....یہ ہمارے لئے بھی ہے۔

ایک اور بات پر غور کیجئے....سب ترجمے میں ''رحم والا ہے'' اعلیٰ حضرت کے ترجمہ ہے'' رحمت والا'' لفظ ''ہے'' نہیں'' ہے....''ہے'' کا معنی اور مفہوم ہوتا ہے کہ ''ہے'' تو کیا ماضی میں نہیں تھا؟....اس کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہے....''رحمت والا''....ٹھیک کہا ہے شاعر نے کہ۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا۔ پھر بھی اعلیٰ حضرت نے اتنا اچھا ترجمہ کیا کہ جو قرآن کا متن پڑھ لیتا ہے اور ترجمہ بھی پڑھ لیتا ہے تو اس کے دل کو تسلی ہو جاتی ہے....اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی مخالفت ہوئی مگر امام احمد رضا نے وہی باتیں کہی ہیں جو صحابہ کرام نے کہی ہیں....ائمۂ مجتہدین نے کہی ہیں....آپ نے سلسلہ منقطع نہیں کیا....عشق ومحبت کا....شریعت کا سلسلہ منقطع نہیں کیا....سنئے! لکھنؤ میں ندوہ قائم ہُوا....شروع شروع میں اس میں اعلیٰ حضرت بھی شریک تھے....لیکن آپ نے دیکھا کہ اسی پلیٹ فارم سے اسلام پر بھی حملے ہو رہے ہیں....رسولِ کائنات ﷺ کی ذات پر بھی حملے ہو رہے ہیں....تو اعلیٰ حضرت بالکل الگ ہو گئے....کسی نے سوال کیا کہ سارے لوگ غلط ہیں؟....اعلیٰ حضرت نے کہا کہ ہمیں یہ بتائیے کہ ساری دنیا کے لوگ یہ کہیں کہ خدا نہیں ہے تو سارے جھوٹے ہوں گے کہ نہیں؟.... اس نے کہا ہاں سارے جھوٹے ہوں گے....آپ نے کہا یہ بتائیے کہ ایسے عالم میں ایک بندہ کہتا ہے کہ اللہ ہے تو وہ بندہ سچا ہوگا کہ نہیں؟....دیکھ رہے ہیں....سن رہے ہیں کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے کس عمدہ طریقے سے اصلاح فرمایا....ذات کو ایک دن فنا ہو جانا ہے....بڑی بڑی شخصیتیں آئیں....علم والے آئے....عالم آئے، مفتی آئے، نیک آئے، پارسا آئے، اللہ والے آئے ان کی ذات ہماری ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوگئی....زندہ کیا رہا ان کے کارنامے زندہ رہے...ان کی تحریریں زندہ رہیں...ان کو پڑھ کر ہم کہتے ہیں کہ ہمارے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے ارکان واحکام کے اتنے پابند تھے...اسلام کے پابند تھے... اسلامی احکام پر چلتے تھے...علمی دنیا کے اندر کتابوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے...کتابیں بڑی

قیمتی چیزیں ہیں...ان سے اصلاح کون لے گا؟...کتابوں سے فائدے کون اٹھائے گا... انسان فائدے اٹھائے گا...جانور فائدے نہیں اٹھائیں گے...اسلام کس لئے اور کس کے لئے آیا؟...اسلام بگڑے کو سدھارنے اور انسان کے لئے آیا...شریعت پر قائم رکھنے اور شریعت کا راستہ بتانے کے لئے آیا۔

## وقت اور حالات کے تذکرے

عرب کے مردوں کا لباس عبا تھا...آج بھی ہے لیکن اب تو بدلتے دور کے تحت ان میں بھی بہت سارے لوگ بدل چکے ہیں...ایک دفعہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبا، جبّہ، چغہ پہن کر تشریف لائے...لیکن اس عبا کے گلے والے حصہ میں بٹن نہیں تھے...معلم کائنات نے دیکھا تو فرمایا ابوبکر گلے کے بٹن لگاؤ...حضرت صدیق اکبر عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ اس عبا کے گلے میں بٹن نہیں ہے...یعنی ٹوٹ چکے ہیں...سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا بٹن نہیں ہیں تو بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے تو ہیں...یعنی ببول کے کانٹے ہی ٹانگ کر سینے کے حصے کو چھپالو...حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ویسا ہی کیا۔

آج کل کے اجہل لوگ سینے کے بٹن کھول کر نماز پڑھتے ہیں...اور کہتے ہیں اللہ کو سینہ دکھا کر نماز پڑھتے ہیں...عقل سے پیدل لوگ نہ مسئلہ کو مانتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں...سینہ کس کو دکھایا جاتا ہے...دوست کو یا دشمن کو؟......دنیا جانتی ہے کہ دشمن کو سینہ دکھایا جاتا...دشمن کے سامنے سینے کا بٹن کھول لیتا ہے...دوست اور بڑوں کے سامنے بٹن بند کر لیتا ہے...ان کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں تو یہ سینے کے بٹن کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔

ہمارے آقا ﷺ نے بٹن لگانے کا حکم فرمایا...ائمۂ دین نے یہی مسئلہ بتایا...علمائے کرام یہی مسئلہ بتاتے ہیں...مفتیانِ عظام یہی فتویٰ دیتے ہیں...اس پر ہم نہیں عمل کریں گے تو کون عمل کرے گا...اسلام کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے...اسلام کیا کہہ رہا ہے...یہ اپنے مزاج کو اسلام کے مسائل سے ہم آہنگ نہیں کرتے ہیں...اسلام کے احکام وارکان کے کرنے سے فیض کا ظہور ہوتا ہے...کالا سے کالا آدمی بھی چہرے پر ڈاڑھی رکھ لیتا ہے تو اس



کے چہرے پر رونق آجاتی ہے...اسلام کے کوئی بھی احکام کوئی بھی فرمان ایسے نہیں ہیں کہ جس میں نقصان ہو..نہیں نہیں...کوئی بھی احکام یا فرمان ہمیں دکھائیں جو مومن کے لئے نقصان دہ ہو؟...احکام وفرمان سے نکلنے کے بعد نقصان ہوتا ہے...ایک خاتون نے اخبار کو ایک سوال بھیجا ہے کہ میں شادی کر کے اپنے شوہر کے گھر آئی ہوں...شوہر یہ چاہتا ہے کہ میں غیر محرموں سے پردہ کروں اور پردے میں رہوں اور یہ پردہ مجھے برداشت نہیں ہوتا ہے... اسی بنا پر ہم دونوں میں ہمیشہ تناؤں رہتا ہے...یہ مذہبی خیال کے ہیں اور میں اپٹوڈیٹ ہوں. ..یہی وجہ ہے تو تو مَیں مَیں سے بڑھ کر معاملہ گالی گلوج تک پہنچ چکا ہے۔

اخبار والے نے اچھا جواب دیا ہے...سنئے!اخبار نے لکھا کہ!اسلام نے جو پردے کا حکم بتایا ہے اس پر عمل کرنے سے عورت بہت سارے گناہوں سے بچ جاتی ہے...آپ پردہ کیجئے کہ آپ اگر مذہبی ہوتیں اور آپ کا شوہر اپٹوڈیٹ ہوتا تو کیا آپ برداشت کر لیتیں؟ ...تو آپ کے شوہر پردہ کرنے کے لئے کہتے ہیں تو پردہ کیجئے...آپ کے شوہر آپ کی حفاظت کے لئے آپ کو کہتے ہیں۔

مگر آج کل کی بہت ساری عورتوں اور مردوں کے مزاج بگڑ چکے ہیں...جو شخص جس چیز کا عادی ہوتا ہے وہ اپنے ساتھیوں کو اسی ہیئت ،اسی پوزیشن میں دیکھنا چاہتا ہے...اس بات کو مَیں آپ کی زبان میں سمجھاتا ہوں...سنئے!کوئی ٹی وی دیکھنے کا بہت عادی ہے... رات ہو، دن ہو، ہمیشہ وہ ٹی وی کے کان انتظار رہتا ہے کہ یہ دیکھو، وہ دیکھو...یہ سنو، وہ سنو.. .اب وہ شخص مہمان بن کر ایسی جگہ پہنچا ہے جہاں ٹی وی نہیں ہے تو وہ مہمان کہتا ہے آپ کے یہاں ٹی وی نہیں ہے...حیرت کی بات ہے...زمانہ اتنا آگے بڑھ گیا اور آپ کے یہاں ٹی وی نہیں...کیا سمجھا آپ نے...وہ شخص اپنا مزاج بول رہا ہے...اپنا ماحول تلاش کر رہا ہے... اور وہ شخص چاہتا ہے کہ ہر جگہ ٹی وی لگ جائے...جیسا میرے گھر میں لگی ہوئی ہے...ہر شخص اپنا مزاج و ماحول ڈھونڈتا اور اپنے جیسا ہی سب کو دیکھنا چاہتا ہے۔

قربان جائیے...یہی مزاج تھا سنیوں کے رہنما...میرے آپ کے اور یہاں حاضر بہت سارے لوگوں کے پیر و مرشد سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا کہ آپ چاہتے تھے

کہ ہر سنّی مسلمانوں کے گھروں میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو جائے...اور چہرے پر اسلام کی بہار آجائے...لب پر درود وسلام ہو...مسجد محراب ومنبر آباد ہو۔

سرکار مفتی اعظم ہند قوم کی خوب اصلاح کی...کبھی کبھی طنزیہ انداز میں بہت اچھا اصلاح فرماتے تھے...ایک صاحب چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی رکھے ہوئے تھے...اسلام میں چھوٹی کی گنجائش نہیں ہے...ایک مشت ڈاڑھی ہو...بہت سارے لوگ سوچتے اور کہتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا مولویوں کا کام ہے...ڈاڑھی رکھنا صرف مولویوں کا نہیں ہے...بلکہ ہر مسلمان کو ڈاڑھی رکھنی ہے...ہم آپ، یہ وہ سب کو کہہ رہا ہوں کہ جس کی بیوی ہے اس کو وہی نہ کھلائے گا...کسی دوسرے کی بیوی کو کوئی دوسرا نہیں نہ کھلائے گا...اور دوسرا کھلائے گا تو گڑبڑ ہوگا کہ نہیں ہوگا...شک پیدا ہوگا کہ نہیں ہوگا؟...ہوگا۔

ایک صاحب کو ایک شخص سے دوستی تھی...دوست کی بیوی کا انتقال ہوگیا تو وہ صاحب دھاریں مار کر رو رہا تھا...شوہر سے زیادہ شوہر کا دوست رو رہا تھا...شوہر کو شک ہوگیا کہ یار وہ بیوی میری تھی اور رو یہ رہا ہے...معاملہ کچھ گڑبڑ لگ رہا ہے۔

اسلام میں چھوٹی چھوٹی کی گنجائش نہیں ہے...بات اصلاح کی آگئی تو مسئلہ بھی سن لیجئے...کوئی کہتا ہے اتنی بڑی اور کوئی کہتا ہے اُتنی بڑی...کوئی کہتا ہے نہیں اتنی بڑی رکھو گے تو جتنی بڑی دل چاہے اتنی ہی بڑی رکھو...یہ دل چاہا نہ مسئلہ ہے، نہ حکم ہے...اسلام نے جو چاہا وہ مسئلہ ہے...وہی حکم ہے...جو ایک مشت سے کم رکھے اسلام نے کہا وہ بھی فاسق ہے...یعنی تم میرے قول پر نہیں اُترتے ہو...میرے فرمان پر نہیں اُترتے ہو...تو تم فاسق ہو...کیا سمجھا..

مَیں آپ کے یہاں مہمان جاؤں...اور چار روٹی میں میرا پیٹ بھرتا ہے...آپ مجھ کو دو روٹی ہی کھلاتے ہیں تو مَیں آپ کو اچھا نہیں کہوں گا...مَیں کیا...قانع بھی آپ کی شکایت کرے گا...کہ یار اس کے یہاں گیا تھا بھر پیٹ کھانا بھی نہیں کھلایا۔

آج کے مسلمانوں کی حالت دِگرگُوں ہے...اسلام جو کہتا ہے...وہ نہیں کرتے ہیں...اسلامی احکام ومسائل کے عامل سید الشہد احضرت امام حسین، سیدنا شیخ عبدالقادر، خواجہ معین الدین چشتی، امام احمد رضا خاں قادری جو کہتے ہیں وہ نہیں کرتے...اپٹو ڈیٹ کا طبقہ...یہود کا



طبقہ...گمراہ کا طبقہ...منافق کا طبقہ جو کہتا ہے وہی کرتے ہیں...حرام مسالہ والا چائنز کھانا ان کو پسند ہے...غوث پاک کے نام کی نیاز پسند نہیں ہے...فلمی دنیا والوں جیسی ڈاڑھی رکھنا پسند ہے...اسلام نے جو کہا وہ پسند نہیں ہے...خیال رکھئے کہ سب کا چل رہا ہے...سب کی چلتی رہی گی...تو اسلام کی بھی چلتی رہے گی...کربلا والوں کی بھی چلتی رہے گی...غوث پاک کی نیاز چلتی رہے گی...بریلی والوں کا ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' بھی چلتا رہے۔

## لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کا معنیٰ اور مطلب کیا ہے

ہمارے اندر کمی یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ بریلی والوں کا سب کچھ ہوگا...عرس، فاتحہ، نیاز، سلام وقیام سب کچھ ہوگا مگر بات جب عمل کی آتی ہے تو کہتے ہیں ابھی بہت زندگی باقی ہے...بھائیوں زندگی میں ہی تو عمل کرنا ہے...ایسا نہیں ہے کہ پوری زندگی گناہوں میں گزارو...اور زندگی کے آخری حصے میں عبادت کرو...جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ شریعت کی بات نہیں کہتے بلکہ طبیعت کی بات کہتے ہیں...ان سے کہئے کہ نماز پر آمادہ ہو جاؤ تو یہ جاہل کہتے ہیں لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ دین میں زبردستی نہیں''۔ کیا یہ آیت بے نمازیوں کے لئے ہے؟...عمل سے دُور رہنے والوں کے لئے ہے؟...نہیں نہیں...یہ بیچارہ غریب بولنے کو بول گیا لیکن سمجھ نہیں پایا ہے کہ آیت کی شانِ نزول کیا...آیئے پہلے شانِ نزول سنئے:

حضرت حُصین رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے...دونوں مذہباً عیسائی تھے...مدینے سے باہر رہتے تھے...تیل کی تجارت کرتے تھے...وہ دونوں تیل کی تجارت کی غرض سے مدینہ پہنچے...حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو معلوم ہُوا ان کے دونوں لڑکے مدینے میں آئے ہیں...وہ گئے اور دونوں بیٹوں کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ تم کو نہیں چھوڑوں گا جب تک تم دونوں ایمان نہیں لاؤ گے...دونوں بیٹوں نے ایمان لانے سے انکار کیا...اسی قیل وقال، حجت وتکرار میں یہ مقدمہ معلم کائنات حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا...حضرت حصین نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں مَیں نہیں چاہتا کہ میرے لختِ جگر جہنم میں جائیں...فیصلہ اس پر ہُوا کہ لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ دین میں زبردستی نہیں'' معلوم ہُوا کہ یہ آیت ان کے لئے ہے

جو دین میں نہیں آئے ہیں... جو دین نہیں لائے ہیں... اور جو دین لائے ہیں ان کو نماز قبول کرنی ہے... دین کے احکام قبول کرنے ہیں... پھر یہ بے نمازی ایسی گفتگو کیوں کرتے ہیں؟۔

اسلام کہتا ہے پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ... ایک بات کا اور ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ لڈو والے، گولگولہ والے ہیں، یہ ہندو کی طرح مزار پر جاتے ہیں... لیکن ان کو کون بتائے کہ ۲۰ رفیصد تم بھی جاتے ہو... ہم کھل کر جاتے ہیں... اعلان کر کے جاتے ہیں... تم چھپ کر جاتے ہو... تم گھس پیٹھی ہو... تم کب جاتے ہو جب بیٹا نہیں ہوتا ہے تب... جب حکیم سے مایوس ہو گئے تب... ڈاکٹر سے مایوس ہو گئے تب... امید لگاتے ہو خواجہ غریب نواز سے... جس کو کل تک بدعت کہہ رہا تھا... اجمیر میں جا کر سب کچھ رہا ہے... سر پر پھول کے ٹوکرے، چادر اگربتی لے کر جاتا ہے... پہلے تو کہتا تھا کہ سنی جامع مسجد پتری پُل میں نماز پڑھنا بدعت ہے کہ وہاں پر امام عالی مقام کے نام کا کھچڑا بنتا ہے۔

ارے ابھاگا تم تو بیس سال بدعت بدعت کہتا رہا اور اب ہر سال اجمیر جاتا ہے... پوچھا ہر سال اجمیر کیوں جاتے ہو؟... کہنے لگا لڑکا نہیں تھا بیٹا نہیں تھا وہاں جا کر بندہ نواز کی بارگاہ میں دعا مانگی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گا تو بیس سال لگاتار حاضری دوں گا وہی منت پورا کرنے جاتا ہوں... اور اپنی عورت کو بھی لے کر جاتا ہوں۔

پوچھا گیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ سے کہ عورتوں کو مزار پر جانا کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت کتاب کے حوالے سے تحریر فرمایا... جس وقت عورت ارادہ کرتی ہے مزار پر جانے کا تو اللہ اس کے رسول، فرشتے اور صاحب مزار کی لعنتیں اس پر شروع ہو جاتی ہیں... اور جب تک وہ واپس نہیں آتی ہیں ان پر لعنتیں ہوتی رہتی ہیں... سنئے! اسلام ہم پر ظلم نہیں کیا ہے بلکہ اسلام تو ہم پر بڑا ہمدرد ہے... بڑا مہربان ہے اسلام... دیکھئے ایک بات بتاتا ہوں میں آپ کو دنیاوی مثال میں، بات آپ کو سمجھ میں آجائے گی... عورتیں آج کہیں بھی تنہا سفر کر رہی ہیں کیوں؟ اس لئے کہ وہ اپٹوڈیٹ ہیں... وہ کہتی ہیں دنیا کیا کرے گی... لیکن کر دیتا ہے... ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے... ہوتا کہ نہیں ہوتا؟... پھر سر پکڑ کر روتی ہیں کہ میری عصمت مجھے پیاری ہے... عزت پیاری ہے اور میرے ساتھ ایسا حادثہ ہو گیا... تم نے اسلام کا پیغام



نہیں سنا کہ کوئی عورت حج کرنے جائے تو تنہا نہ جائے بلکہ محرم کو ساتھ لے کر جائے... اسلام بڑا نباض ہے... اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے کیا، قیامت کی بات کو اسی وقت کہہ دیا کہ میرے احکام پر عمل کرو گے محفوظ رہو گے۔

## امام احمد رضا نے قوم کی اصلاح کی

امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے بریلی کی زمین پر بیٹھ کر انہیں احکام کو نافذ کیا... قوم کی اصلاح کی... اصلاح ہو تو ایسی ہو... اب ایک سوال اور ہے اس زمانے میں مسلمانوں کے سامنے... دیکھئے مسلمانوں کے نظریات بدل گئے ہیں... کیوں؟ اس لئے کہ قرآن سے دوری ہو گئی... احادیث سے دوری ہو گئی... ایک نظریہ اہلِ علم، اہلِ ثروت، اپٹوڈیٹ لوگوں کا ہے کہ عورت سروس اور نوکری نہیں کرے گی تو خرچ کہاں سے پورا ہو گا... دوسرا نظریہ کہ بچے زیادہ ہوں گے تو پرورش صحیح نہیں ہو گی... پرورش کرنے، پڑھانے لکھانے کے اخراجات کہاں سے پورے ہوں گے؟... بولئے یہ سب نظریات لوگوں کے ہیں کہ نہیں؟ بولتے کیوں نہیں ہیں... اب قرآن مجید کی جانب آیئے... ایسے نظریات کی قرآن سخت مخالفت کرتا ہے... اسلام ایسی باتوں کی مخالفت کرتا ہے... اسلام و قرآن یہ کہتے ہیں کہ بچے زیادہ ہوتے ہیں تو ہونے دو، بندمت کرو نہ کراؤ، بلکہ اپنے کاروبار کو وسعت دو... روزی کے ذرائع کو وسیع کرو... یعنی ذریعے معاش کو وسیع کرو... آپ کو یاد نہیں کہ دورِ جہالت میں لوگوں نے کہا تھا کہ ہم بچیوں کو زندہ دفن اس لئے کرتے ہیں کہ اس کو ہم کھلائیں گے کہاں سے؟... قرآن پاک نے کہا تم نہیں کھلاتے ہو... ان بچوں اور بچیوں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا ہے... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے تم کو روزی دیتا ہوں، ویسے ہی تمہاری اولاد کو روزی دوں گا... غور کیجئے! ایک انسان کماتا ہے اپنے پانچ بچوں کو کھلاتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم پانچ بچوں کو کھلا رہے ہیں... بھائیوں پانچ بچوں کی روزی آپ کے سپرد کی گئی ہے... اگر پانچ کی روزی آپ کے ذمہ نہیں ہوتی تو آپ کو اتنی روزی نہیں ملتی۔

اسلام کسی پر ظلم نہیں کرتا... نہ سختی کرتا ہے... نہ ایسے قوانین میں باندھا ہے کہ انسان

مصیبت میں پھنس جائے... پریشانی میں گھر جائے... نہیں نہیں... اسلام بہت مہربان ہے... صحت سے ہو تو کھڑے ہو کو نماز پڑھو... لنگڑا ہو جاؤ تو بیٹھ کر نماز پڑھو... غریب ہو تو تم پر زکوۃ نہیں... بیمار ہو تو روزہ قضا کر دو... ایک بات بتائیے، اگر آپ ملازمت کرتے ہیں اور چھ مہینے تک ڈیوٹی نہیں کیجیے گا تو آپ کمپنی کے ملازم رہ جائیں گے... نہیں رہیں گے... کیوں نہیں رہیں گے؟... کمپنی کہتی ہے مَیں دیتا ہوں تو تم سے کام لیتا ہوں اور لوں گا... نسبت اسی وقت تک ہے جب تک وہ لے رہا ہے اور دے رہا ہے... نہ لیتا ہے نہ دیتا ہے تو کوئی نسبت نہیں ہے... کام لے رہا ہے تو نوٹ دے رہا ہے... آپ نے کام بند کیا اس نے نوٹ بند کیا۔

قربان جائیے اسلام پر... تم نماز چھوڑے ہوئے ہو... روزے چھوڑے ہوئے ہو... ڈاڑھی کو چھلوا چھلوا کر نالی میں ڈالتے ہو... اسلام کے ہر احکام کے منافی کرتے ہو... پھر بھی اسلام تم پر مہربان ہے کہ اسلام تم کو مسلمان بنا کر رکھے ہُوا ہے... مگر ایسے مسلمانوں کو شرم ہی نہیں آتی ہے... ایسے لوگوں کی شرم ہندوستانی بحر میں بہہ گئی... مردوں کی شرم و حیا نالی میں ڈوب کر مر گئیں... نہ قرآن پڑھتے، نہ واسطہ رکھتے ہیں... نہ حدیث سے ناطہ رکھتے ہیں... علما کہتے ہیں مگر یہ سنتے نہیں ہیں... نہ یہ علما کو وقعت دیتے ہیں... مولوی، مولانا، علما، فضلا کے سارے احسانات یہ بھلائے بیٹھے ہوئے ہیں... پوچھیے کہ تم پیدا ہُوئے تو تمہارے کان میں اذان کس نے دی؟... دولہا بنے تو نکاح کس نے پڑھا؟... مر جاؤ گے تو جنازہ کون پڑھائے گا؟... سب کا ایک ہی جواب ہے مولوی... میں کہتا ہوں اذان کے لئے، نکاح کے لئے، جنازے کے لئے مولوی کو ہی کیوں بلاتے ہو؟... ڈاکٹر کو بلا لو... انجینئر کو بلا لو... بلاتے کیوں نہیں؟... آج کا بیشتر مسلمان مولویوں سے بھاگتا ہے... نماز سے بھاگتا ہے... نماز سے تو ایسا بھاگتا ہے... جیسے اذان سن کر شیطان بھاگتا ہے... اذان ہوتی ہے ایک مسلمان مسجد کے قریب سے گذرتا ہے تو رخ مسجد کی جانب نہیں کرتا ہے کہ کہیں کوئی نمازی ہمیں بھی نماز کے لئے نہ بلا لے... یا اللہ یہ ایسا کیوں کر رہا ہے... دل نے کہا یہ مجرم ہے... منہ چھپا کر بھاگ رہا ہے... بہت سارے لوگ تو مسجد کے پاس سے گزرتے ہیں تو دستی رومال سے منہ چھپا لیتے ہیں کہ کوئی ہمیں پہچانے نہیں یہ بڑا مجرم ہے... ارے مجرموں یہاں آؤ... یہاں آؤ گے تو نماز ادا کرو گے تو تم سے



اللہ بھی خوش ہوگا... رسول اللہ ﷺ بھی خوش ہوں گے... فرشتے بھی خوش ہوں گے۔

امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ قوم کی یہی اصلاح کی کہ بے نمازی ہو تو نمازی بن جاؤ... اسلام کے راستے سے الگ ہو تو اسلام کے راستے پر آ جاؤ... احکام کو چھوڑے ہوئے ہو تو احکام کو ادا کرو... ظاہر و باطنی ہر طرح سے سچا مسلمان بن جاؤ... کربلا والوں کی طرح سے دشمنوں کے نرغے میں توحید کا پرچم لہرایا... تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا پرچم بلند کیا... ادب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا پھریرا اونچا کیا... مقام ائمہ، علما، صلحا دکھایا... بتایا اور چلنے کی دعوت دی... سید الشہدا امام عالی مقام کا مقام بتایا... سید الشہدا کے عمل کو دکھایا کہ جسم پر بہتر زخم لگے ہوئے ہیں... گردن پر تلوار ہے مگر پھر بھی نماز ادا ہو رہی ہے... قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے... سنّتِ رسول کی پیروی ہو رہی ہے... باطل کی ہر بات کی نفی کر رہے ہیں... تپتی ریت پر سجدے ہو رہے ہیں... اسلام کی آن بان اور شان کی قدر کرتے ہوئے، اسلام کے وقار کو بلند کیا جا رہا ہے... انہیں کے لئے امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز کہتے ہیں۔

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

مطلب یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سر سے سینہ تک مشابہ تھے... اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے پائے اقدس تک مشابہ تھے... دونوں کے حسین اجسام پر پرہیزگاری و پارسائی اور تقویٰ کے نوری لباس چڑھے ہوئے تھے، ذرا آگے بھی سن لیجئے۔

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

محترم قارئین! ذرا سمجھنے والی بات ہے... آپ سمجھئے... اردو لغت بتاتی ہے کہ "خطِ توام" دو باریک کاغذ پر لکھا جاتا ہے... الفاظ کا ایک جز ایک صفحہ پر سیدھا اور دوسرے پر الٹا لکھتے ہیں حروف کی حد بندی دونوں صفحوں پر نہایت باریک لکیروں سے کر دی جاتی ہے پھر ان لکیروں سے ملحق باقی حصہ کاغذ پر گہری گل کاری کر دیتے ہیں تا کہ دیکھنے والا جدا جدا طور پر صفحات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھ سکے کہ اس پر کچھ لکھا ہے مگر جب دونوں کاغذ کو ملا کر روشنی میں دیکھا جائے

تو سفید حروف بقلم جلی نظر آئیں...اس خط توام کو آپ نے سمجھ لیا تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر کبھی ان شاء اللہ اس کا مزید خلاصہ کردوں گا۔

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچائی اور عشق رسول ﷺ کا جو علم کربلا کے میدان میں اٹھایا تھا...اسی سچائی اور عشق رسول کے علم کو امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا اور اٹھا کر دکھایا...اور اپنے شاگردوں... معتقدینوں... مریدوں... محبوں... دوستوں کو اٹھانے کی دعوت دی۔

آج کے دور میں شیدائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا وہی علم کو اٹھائے ہوئے ہیں... اور ان اٹھانے والوں میں علما... مفکرین... دانشوران ملت...اور عوام کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے... اس لئے کہ سچائی کے متلاشی ہر دور میں تھے اور ہیں اور رہیں گے...آپ حضرات سے گزارش ہے کہ پڑھئے نہیں پڑنے آتا ہے تو سنئے...اور عمل کیجئے اور اعلیٰ حضرت کے مسلک کے پابند رہئے...اسی میں بھلائی اور سلامتی ہے۔

وَمَاعَلَيْنَااِلَّاالْبَلَاغ

☆☆☆



## آٹھویں تقریر

# شہید اعظم و مجدد اعظم (۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَامَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَاوَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَا لَااِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ اَلَا لَااِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ۔ اَلَا لَااِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔رَزَقَنَااللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُم حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَاالنَّبِی۔

رَبَّنَایَامَوْلٰنَاوَاجْعَلْنَامِنْھُمْ. وَخُذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدَنَاوَمَوْلٰنَامُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. وَبَارَکْ وَسَلَّمْ.

(تمام تعریفیں اللہ کو.....ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں.....اور اس کے ساتھ گرویدہ ہوتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں.....اور پناہ چاہتے ہیں اللہ کے ذریعہ اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی قباحتوں.....جس کو ہدایت دے اللہ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں.....اور جس کو راستہ سے ہٹا دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں..... اور ہم شہادت دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی ساجھی

نہیں۔۔۔اور شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان سنگسار کیے ہوئے سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحمت والا ہے۔

"خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ خبردار ہو، جس کو محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس حبیب نبی کریم کی محبت ہمیں اور تمہیں نصیب فرمائے"۔۔۔آمین۔ آمین۔ آمین

اے ہمارے رب۔۔۔۔اے ہمارے مولیٰ اور ہمیں انہیں میں شامل کر۔۔۔۔اور اس کو غارت کر جو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (ﷺ) کے دین کو فراموش کرے۔۔۔۔اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود و برکت نازل فرمائے۔۔۔۔آمین آمین آمین۔)

آیئے سب سے پہلے آقائے نامدار ﷺ۔۔۔۔مدینے کے تاجدار ﷺ۔۔۔۔دونوں عالم کے مالک ومختار ﷺ۔۔۔۔معلم کائنات ﷺ۔۔۔۔رحمۃ للعالمین ﷺ۔۔۔۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ.

کربلا میں بھی سید الشہداء حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ اسلام تھا۔۔۔۔اور بریلی کے تاجدار امام احمد رضا کا نظریہ بھی اسلام ہے۔۔۔۔اسلام اور اصلاح کے نام پر سب اٹھے۔۔۔۔مسلمانوں میں جو تہتر فرقے ہیں یہ سبھی اسلام اور اصلاح کے نام پر اٹھے۔۔۔۔اور سب کہتے ہیں کہ ہم اصلاح کی بات کرتے ہیں۔۔۔۔سب کی کتابوں کو اٹھایا جائے یہ میرا مشورہ ہے اور سب کو سپریم کورٹ کے سپرد کیا جائے۔۔۔۔اور سپریم کورٹ سے کہا جائے کہ ان کتابوں کو پڑھ کر فیصلہ دیا جائے کہ اسلام نے جو اصول۔۔۔۔جو ضوابط۔۔۔۔جو قوانین۔۔۔۔جو اصلاح کا نظریہ رکھا ہے وہ کس کے یہاں پایا جاتا ہے؟۔۔۔۔ادب رسول ﷺ۔۔۔۔احترام قرآن۔۔۔۔احترامِ اہلِ بیت۔۔۔۔احترام صحابہ کس کے یہاں پایا جاتا ہے؟۔۔۔۔یقین ہے، یقین ہی نہیں، کامل یقین ہے



کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔

کربلا میں بھی ایک نظریہ تھا یزیدیوں کا اور یزید کا۔۔۔۔نظریہ کیا تھا؟ اس پر کچھ آج کے یزیدی کہتے ہیں کہ دو سیاسی آدمیوں کی لڑائی تھی۔۔۔۔تخت وتاج وحکومت کے لئے۔۔۔۔اس عنوان پر تو میں بہت بول چکا ہوں۔۔۔۔آپ لوگوں کو سنا چکا ہوں۔۔۔۔حقیقت وہ نہیں ہے جو وہ کہتے ہیں۔۔۔۔حقیقت یہ ہے کہ یزید نے قوانین اسلام کو توڑنے کی کوشش کی۔۔۔۔اور اس طریقے سے کوشش کی کہ اگر وہ توڑنے میں کامیاب ہو جاتا تو اسلام رہتا لیکن اسلام کی صحیح شباہت اور شکل نہیں رہ جاتی۔۔۔۔اس باطل نظریے کے سامنے حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقا کو لے کر۔۔۔۔جانبازوں کو لے کر۔۔۔۔اسلام کے سپاہیوں کو لے کر۔۔۔۔اسلام کے علم برداروں کو لے کر میدانِ کربلا میں پہنچے۔۔۔۔اور کربلا کی لڑائی ہوئی۔۔۔۔آپ اس پوائنٹ کو ذہن میں رکھیں کہ بظاہر کامیاب یزید نظر آرہا ہے۔۔۔۔بظاہر یزیدی فوج نے کامیابی کی سرحد کو چھولیا۔۔۔۔اب امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو اصلاحی نظریہ تھا وہ ختم ہو جانا چاہئے۔۔۔۔لیکن جنگ ہوئی اور اہلِ بیت سب کے سب شہید ہو گئے۔۔۔۔تو دنیا جان گئی۔۔۔۔جو نہیں جانتے تھے وہ بھی جان گئے۔۔۔۔عرب تک وہ خبر نہیں آئی تھی۔۔۔۔ہندوستان تک وہ بات نہیں پہنچی تھی۔۔۔۔اور دنیا کے دور و دراز ملکوں میں وہ بات نہیں پہنچی تھی کہ یزید کیا چاہتا تھا اور امام عالی مقام کیا چاہتے تھے۔۔۔۔اب کھل کر دنیا جاننے لگی ہے کہ یزید باغیٔ رسول تھا۔۔۔۔گستاخ رسول تھا۔۔۔۔گستاخ اہل بیت تھا۔۔۔۔اور امام عالی مقام اسلام کے پاسدار تھے۔۔۔۔اسلام کے پاسدار بن کر، قرآن کے محافظ بن کر، کربلا میں پہنچتے تھے۔۔۔۔اسی نکتے پر نگاہ رکھتے ہوئے ساری دنیا کے خوش عقیدہ مسلمانوں نے یہ سوچا کہ امام عالی مقام کی پیروی کرنی چاہئے۔۔۔۔کیوں کہ اسلام کے پاسدار آپ ہیں، قرآن کے محافظ آپ ہیں اور ہمیں اسلام وقرآن ہی چاہئے۔۔۔۔بھلائی کا راستہ اِدھر ہی ہے۔۔۔۔بھلے ہی امام عالی مقام اور آپ کے رفقا شہید ہو گئے لیکن آپ نے جو پرچم میدانِ کربلا میں بلند کیا تھا۔۔۔۔نظریہ اصلاح کے نام سے وہ زندہ ہے۔۔۔۔زندہ رہے گا۔۔۔۔کربلا کی تاریخ بہت طویل ہے۔۔۔۔جو آپ محرم الحرام کے موقع سے علما کی زبانی سنتے ہیں۔۔۔۔حادثہ کربلا کے چند ہی سالوں کے بعد مختار ثقفی اٹھا اور امام عالی مقام کا بدلہ لیا۔۔۔۔اور اسی

طرح سے لیا جو کردار میدان کربلا میں یزیدیوں نے ادا کیا تھا....ادا کر رہے تھے....کوئی پانی پر پہرہ دے رہا ہے....کوئی امام حسین رضی اللہ عنہ کو ذبح کر رہا ہے....کوئی آپ کے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے....کوئی آپ کے بھتیجے کو دبح کر رہا ہے....جو جس قسم کا کردار ادا کیا تھا اس کے ساتھ ویسا ہی کیا....مختار ثقفی کا اعلان تھا کہ کربلا میں شامل ہونے والے ۲۲؍ ہزار میں سے ایک بھی نہ بچنے پائے....مختار ثقفی کی فوج نے ویسا ہی کیا، پکڑ پکڑ کر سب کو ختم کرنا شروع کیا....اور بڑے بڑے گنڈوں اور بدمعاشوں کو پکڑ کر مختار ثقفی کے سامنے لایا جاتا تھا اور ان کو اسی طرح سے سزا دی جاتی تھی جو کردار انہوں نے کربلا میں ادا کیا تھا....۲۲؍ ہزار کم نہیں تھے بہت تھے....مختار ثقفی کے اعلان کے بعد یزیدی منتشر ہونا شروع ہو گئے۔

## بھاگے ہوئے بھگوڑوں کی ہسٹری

بھاگا ہوا بھگوڑا کوئی اِدھر بھاگتا تھا تو کوئی اُدھر نکلتا تھا....کچھ حسینی بن کر عراق ہی میں چھپا رہا....اپنے دوستوں کے یہاں....رشتہ داروں کے یہاں....خاندان والوں کے یہاں چھپا رہا....جن کو کوئی چھپنے کی جگہ نہیں تھی وہ بھاگنا شروع کیا....ان کی ایک ٹولی بھاگ کر کوکن (مہاراشٹر) میں آگئی....اسی وقت یہ گرفتار ہو جاتے تو ٹوپی پہن کر اور ڈاڑھی رکھ کر ہندوستان میں امام عالی مقام کے خلاف شاید کوئی بولنے والا نہیں ہوتا....پانچ وقت کی نماز پڑھ کر پھر امام حُسین رضی اللہ کی بغاوت کرتا رہتا ہے....یہ کتنا بڑا ظالم جابر اور گستاخ ہے....یہ اسی نسل سے ہے، یہ روپ بدل کر ہندوستان میں آئے....یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہم یزیدی ہیں....امام حسین اور اہلِ بیت کے قاتل ہیں....میدانِ کربلا میں ہم بھی شامل تھے....جب ان کو یہاں رہنے کی جگہ مل گئی....ان لوگوں نے اپنا اڈّا ڈھونڈ الیا....دیکھئے جب کسی کو ٹھہرنے کا موقع دیجئے گا تو بعد میں وہ شیر بن جائے گا....اس کو مانتے ہیں کہ نہیں؟ بولئے بولئے....دیکھا نہیں ہے کہ پہلے ممبئی کی دنیا میں لوگ گیارہ مہینے کے ایگری منٹ پر مکان لیتے تھے اور بعد میں مکان چھوڑنے کا نام نہیں لیتے تھے....پہلے ممبئی میں ایسا ہوتا تھا کہ نہیں؟....بہت سارے لوگ ایسے مکانات میں گھس کر شیر بن گئے....بعد میں قانون بنایا گیا اور گیارہ مہینے کے



بعد بھگایا گیا یا بھاگنے پر مجبور کیا گیا جب جا کر مالک مکان کی جان میں جان آتی تھی۔

یہ یزیدی کہاں کہاں بھاگے....کچھ ہندوستان کی جانب....کچھ ملیشیا کی طرف....کچھ افغانستان کی سمت....اور جہاں جہاں گئے دُم دبا کر گئے....بعد میں ان کی بولیوں سے واضح ہُوا کہ یہ رسولِ کائنات ﷺ کے، اہل بیت کے، صحابہ کرام کے، خاندانِ رسول اللہ ﷺ کے باغی و گستاخ اور دشمن ہیں....گستاخانِ رسول کو قریب میں بساؤ مت....نہیں تو تم کو ستیاناس تک پہنچا دیں گے....اسرائیل میں بسے ہوئے یہودی صدیوں تک رفیوجی تھے....ان کو نہ کوئی ٹھکانا ملتا تھا نہ کوئی ٹھکانا دیتا تھا....اقوام متحدہ جب ان کو بسانے پر آمادہ ہُوا تو مسٹر جواہر لال نہرو کو اقوام متحدہ بلایا اور کہا کہ ان لوگوں کو راجستھان میں جگہ دیں....ذہین سیاست داں جواہر لال نہرو نے کہا یہ فیصلہ میں تنہا نہیں کر سکتا....یہ فیصلہ ہندوستان کی پبلک (Public) کرے گی....ہندوستان کی پبلک سے مشورہ کر کے بتاؤں گا....بات آئی گئی، چلتی بنی....عرب سے کہا گیا عرب نے حامی بھر لی اور رفیوجی یہودی کو بسانے کے لئے عرب نے اپنی زمین دے دی....بس گئے اس کے بعد وہ شیر ہی نہیں بلکہ ریچھ بن گئے اور آج تک بنے ہوئے برسوں سے مسلمانوں کو کاٹ رہے ہیں....قرآن نے چھپے ہوئے دشمن سے ہوشیار رہنے کے لئے کہا....چھپے ہوئے دشمن وہ ہیں جو اسلام کے نام پر۔ اصلاح کے نام پر، قرآن کے نام پر اُٹھے....یہ گستاخانِ رسول دین کے نام اٹھے....اسلامی لبادہ پہن کر اٹھے....بظاہر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور باطنی طور پر لوگوں کو گستاخ بنانے لگے اور بنا رہے ہیں....یہ بدعت کی تعریف نہیں جانتے ہیں....صرف ایک بات کو رٹتے ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ بدعت ہے....بس یہی ان کا فارمولا ہے۔

## بدعت کیا ہے؟

آیئے ہم ذرا تاریخ کو دیکھتے ہیں کہ جو کام رسول اللہ نے نہیں کیا وہ ہم کریں تو بدعت ہے....تاریخ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کِیا اور کیا نہیں کِیا....اچھا ہم کو چھوڑ دو تم دیکھو کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں کرتے ہو....تمہارے فارمولا پر عمل کیا جائے تو نیکی کے سب در

وازے بند ہو جائیں گے.... رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں قرآن مجید کو کتابی شکل میں نہیں لائے.... رسول اللہ ﷺ زبانی قرآن پڑھتے تھے اور تم قرآن دیکھ کر پڑھتے ہو، تم تو خود بدعت کرتے ہو... اور تم ہمیں بدعتی کہتے ہو... بدعت کا پہاڑا پڑھنے والو! پہاڑا تو پڑھتے ہو لیکن تم بدعت کو خود نہیں جانتے کہ بدعت کیا چیز ہے؟ تم صرف اتنا جانتے ہو کہ سنّی جو کرتے ہیں وہ سب بدعت ہے... اور تم جو مہا بدعت کرتے ہو تم کو اُس کی خبر ہی نہیں ہے... قرآن کو کتابی شکل میں لانے کے تئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ قرآن کے سارے حفاظ کو جمع کر کے قرآن کو کتابی شکل میں لایا جائے.... کیوں کہ ایک جنگ میں ستر حفاظ شہید ہو گئے.... ڈر ہے کہ دشمن ایسے ہی حملہ کرتے رہے اور حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید ہمارے پاس محفوظ نہیں رہ سکے گا لہٰذا قرآن کو کتابی شکل میں لایا گیا.... بولئے یہ بدعت ہے کہ نہیں؟

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے ڈیڑھ سو سال کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے.... اور جس دن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ فرمایا اسی دن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے.... اس طرح سے چار ائمہ کرام تشریف لائے اور اجتہاد فرمایا.... حضرت امام ابوحنیفہ نے حدیث پاک سے استدلال کیا کہ لوگو! نماز پڑھو گے تو نماز میں ہاتھ کہاں باندھو گے؟ .... لو یہ دلیل ہے ناف کے نیچے ہاتھ باندھو.... اور حدیث پاک کو دلیل بنایا.... اب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاتھ کہاں باندھو گے؟ تو فرمایا سینے کے نیچے باندھو اور ثبوت میں حدیث پاک پیش کرتے ہیں.... حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناف کے نیچے ہاتھ باندھو.... یعنی امام ابوحنیفہ کے مشابہ، آپ بھی شہادت کے لئے، گواہی کے لئے حدیث پاک لاتے ہیں.... چاروں ائمہ نے حدیث پاک سے استدلال کیا.... ایک نے کہاں ناف کے نیچے، دوسرے نے کہا سینہ کے نیچے، تیسرے نے کہا ناف کے نیچے.... امام مالک نے کہا ناف کے اُوپر.... بولئے کون صحیح ہے؟ .... ارے چاروں صحیح ہیں، چاروں صحیح.... جب چاروں طریقہ صحیح ہے تو ہم آج ظہر پڑھیں گے ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر.... عصر پڑھیں گے ناف کے اُوپر ہاتھ باندھ کر....



مگر مغرب پڑھیں گے سینہ کے نیچے ہاتھ باندھ.... اور عشاء پڑھیں گے ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر.... نماز ہو جائے گی؟ آخر کیوں نہیں ہوگی جبکہ چاروں ائمہ کرام حدیث پاک سے ہی شواہد لاتے ہیں تو حدیث پاک برحق ہے تو پھر خوف کیا، خطر کیا، ڈر کیا، کبھی ناف کے نیچے، کبھی ناف کے اُوپر، کبھی سینہ کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ لیں گے.... امام مالک کے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھنا جائز ہے تو نماز ہو جائے؟ ارے نہیں ہوگی.... حقیقت ہے کہ نماز نہیں ہوگی.... دیکھئے اسلام کے اندر انصاف ہے.... حدیث پاک کے شواہد موجود ہیں لیکن مختلف شکلوں میں، بدلی ہوئی شکلوں میں نظر آ رہی ہیں.... کہیں ناف کے نیچے، کہیں ناف کے اُوپر، کہیں سینہ کے نیچے.... کہیں پر مشابہ ہے.... کہیں ہاتھ چھوڑ کر۔

## چار ائمہ کے الگ الگ مسائل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پاک ہیں اتنے پاک ہیں کہ ان میں سے جن کی پیروی کرلی جائے وہ ہدایت یافتہ ہو جائے.... یہ خوشخبری ہمارے آقا و مولیٰ حضور ﷺ نے سنائی ہے کہ میرے صحابہ مثل نجوم کے ہیں تم ان میں سے جن کی پیروی کرلو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے.... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یہاں رفع یدین نہیں.... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رفع یدین ہے.... حضرت امام ابوحنیفہ کہتے ہیں نماز کے لئے کھڑے ہو تو نیت کر کے کان کی لَو تک ہاتھ لے جاؤ اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لو.... حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ کان کی لَو تک ہاتھ لے جا کر فوراً ہاتھ مت باندھو بلکہ ہاتھ کو جھٹک دو پھر ہاتھ باندھو.... ایسا کیوں؟ .... وہ اس لئے کہ سرکار ابد قرار ﷺ کے زمانے میں مشرک بھی تھے.... منافق بھی تھے.... کافر بھی تھے.... ملعون بھی تھے.... مردود بھی تھے.... ان لوگوں نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر اپنا وقار بڑھانے کے لئے.... اپنی عزت بچانے کے لئے بہروپیا بن کر برائے نام اسلام میں داخل ہونے لگے.... ان لوگوں نے کہا ہم ایسے اسلام کو شکست نہیں دے سکتے .... اسلام میں گھس کر مسلمانوں کو شکست دیں گے.... اسلام میں گھس جاؤ مگر ہمارا جو مذہب ہے جو عقیدہ ہے اسی پر قائم رہو.... آج بھی گھس پیٹھی گھسے ہوئے ہیں.... اُس زمانہ کے مشرک

وازے بند ہو جائیں گے.....رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں قرآن مجید کو کتابی شکل میں نہیں لائے.....رسول اللہ ﷺ زبانی قرآن پڑھتے تھے اور تم قرآن دیکھ کر پڑھتے ہو، تم تو خود بدعت کرتے ہو...اور تم ہمیں بدعتی کہتے ہو.....بدعت کا پہاڑا پڑھنے والو! پہاڑا تو پڑھتے ہو لیکن تم بدعت کو خود نہیں جانتے کہ بدعت کیا چیز ہے؟ تم صرف اتنا جانتے ہو کہ سنی جو کرتے ہیں وہ سب بدعت ہے.....اور تم جو مہا بدعت کرتے ہو تم کو اُس کی خبر ہی نہیں ہے...قرآن کو کتابی شکل میں لانے کے تئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ قرآن کے سارے حفاظ کو جمع کر کے قرآن کو کتابی شکل میں لایا جائے.....کیوں کہ ایک جنگ میں ستر حفاظ شہید ہو گئے.....ڈر ہے کہ دشمن ایسے ہی حملہ کرتے رہے اور حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید ہمارے پاس محفوظ نہیں رہ سکے گا لہٰذا قرآن کو کتابی شکل میں لایا گیا.... بولئے یہ بدعت ہے کہ نہیں؟

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے ڈیڑھ سو سال کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے.....اور جس دن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ فرمایا اسی دن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے.....اس طرح سے چار ائمہ کرام تشریف لائے اور اجتہاد فرمایا...حضرت امام ابوحنیفہ نے حدیث پاک سے استدلال کیا کہ لوگو! نماز پڑھو گے تو نماز میں ہاتھ کہاں باندھو گے؟...لو یہ دلیل ہے ناف کے نیچے ہاتھ باندھو.....اور حدیث پاک کو دلیل بنایا....اب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاتھ کہاں باندھو گے؟ تو فرمایا سینے کے نیچے باندھو اور ثبوت میں حدیث پاک پیش کرتے ہیں.....حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناف کے نیچے ہاتھ باندھو.....یعنی امام ابوحنیفہ کے مشابہ، آپ بھی شہادت کے لئے، گواہی کے لئے حدیث پاک لاتے ہیں.....چاروں ائمہ نے حدیث پاک سے استدلال کیا.....ایک نے کہاں ناف کے نیچے، دوسرے نے کہا سینہ کے نیچے، تیسرے نے کہا ناف کے نیچے.....امام مالک نے کہا ناف کے اُوپر..... بولئے کون صحیح ہے؟ .....ارے چاروں صحیح ہیں، چاروں صحیح.....جب چاروں طریقہ صحیح ہے تو ہم آج ظہر پڑھیں گے ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر.....عصر پڑھیں گے ناف کے اُوپر ہاتھ باندھ کر.....



مگر مغرب پڑھیں گے سینہ کے نیچے ہاتھ باندھ.....اور عشاء پڑھیں گے ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر.....نماز ہو جائے گی؟ آخر کیوں نہیں ہوگی جبکہ چاروں ائمہ کرام حدیث پاک سے ہی شواہد لاتے ہیں تو حدیث پاک برحق ہے تو پھر خوف کیا، خطر کیا، ڈر کیا، کبھی ناف کے نیچے، کبھی ناف کے اُوپر، کبھی سینہ کے نیچے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ لیں گے.....امام مالک کے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھنا جائز ہے تو نماز ہو جائے؟ ارے نہیں ہوگی.....حقیقت ہے کہ نماز نہیں ہوگی.....دیکھئے اسلام کے اندر انصاف ہے.....حدیث پاک کے شواہد موجود ہیں لیکن مختلف شکلوں میں، بدلی ہوئی شکلوں میں نظر آرہی ہیں.....کہیں ناف کے نیچے، کہیں ناف کے اُوپر، کہیں سینہ کے نیچے.....کہیں پر مشابہ ہے.....کہیں ہاتھ چھوڑ کر۔

## چار ائمہ کے الگ الگ مسائل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پاک ہیں اتنے پاک ہیں کہ ان میں سے جن کی پیروی کر لی جائے وہ ہدایت یافتہ ہو جائے.....یہ خوشخبری ہمارے آقا و مولیٰ حضور ﷺ نے سنائی ہے کہ میرے صحابہ مثل نجوم کے ہیں تم ان میں سے جن کی پیروی کر لو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے.....امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یہاں رفع یدین نہیں.....امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رفع یدین ہے.....حضرت امام ابوحنیفہ کہتے ہیں نماز کے لئے کھڑے ہو تو نیت کر کے کان کی لو تک ہاتھ لے جاؤ اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لو.....حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ کان کی لو تک ہاتھ لے جا کر فوراً ہاتھ مت باندھو بلکہ ہاتھ کو جھٹک دو پھر ہاتھ باندھو.....ایسا کیوں؟.....وہ اس لئے کہ سرکار ابد قرار ﷺ کے زمانے میں مشرک بھی تھے.....منافق بھی تھے.....کافر بھی تھے.....ملعون بھی تھے.....مردود بھی تھے.....ان لوگوں نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر اپنا وقار بڑھانے کے لئے.....اپنی عزت بچانے کے لئے بہروپیا بن کر برائے نام اسلام میں داخل ہونے لگے.....ان لوگوں نے کہا ہم ایسے اسلام کو شکست نہیں دے سکتے .....اسلام میں گھس کر مسلمانوں کو شکست دیں گے.....اسلام میں گھس جاؤ مگر ہمارا جو مذہب ہے جو عقیدہ ہے اسی پر قائم رہو.....آج بھی گھس پیٹھی گھسے ہوئے ہیں.....اُس زمانہ کے مشرک

بھی اسلام میں گھسے تو وہ کیا کرتے تھے نماز کے لئے آتے تھے تو آستین میں بُت چھپا کر لاتے تھے.... منھ میں بُت رکھ کر آتے تھے.... اور دل ہی دل میں کہتے تھے ہم نماز میں آپ ﷺ کے ساتھ ہیں لیکن ہمارا دل ہمارے بتوں کے ساتھ ہے.... غیب داں نبی ﷺ نے فرما یا جب مَیں وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہوں تو تم ذرا بلند آواز سے آمین کہنا اور رفع یدین کرنا.... حکم رسول اللہ ﷺ تھا سب کو کرنا پڑا جب سب کرنے لگے مشرکوں کے عیب کھلنے لگے.... رفع یدین کر تے تو آستینوں سے بت گرتے.... آمین کہتے منھ سے بت گرتے.... عیب کھولنے کے لئے آمین اور رفع یدین کا حکم دیا گیا چند دن کے لئے ہی یہ حکم رہا مگر سنّت ہوگئی۔

سرکار ابد قرار ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے سب تو منھ میں بُت رکھ کر نہیں آئے تھے.... مگر حکم سب کو ہوا کہ آمین کہو.... رفع یدین کرو.... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بُت لے کر نہیں آئے تھے.... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بُت لے کر نہیں آئے تھے.... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بُت لے کر نہیں آئے تھے.... حضرت علی رضی اللہ عنہ بُت لے کر نہیں آئے تھے.... حضرت بلال رضی اللہ عنہ بت لے کر نہیں آئے تھے.... صحابہ کرام کی جماعت میں عشاق رسول ﷺ بھی تھے.... شیدائے نبی ﷺ بھی تھے وہ بُت لے کر نہیں آئے تھے.... مگر حکم سب کو ہُوا کہ آمین کہیں.... ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ بُت لے کر آتے ہیں اپنی آستینوں میں اپنے منھ میں.... حکم نبی تھا آمین نہیں کہتے رفع یدین نہیں کرتے تو کیا وہ مسلمان رہ جاتے؟.... آج نبی ﷺ کی گستاخیاں کی جاتی ہیں کیا وہ مسلمان ہیں؟.... اسی لئے سب نے کہا آمین اور سب نے رفع یدین کیا.... اس کا ماحصل کیا ہوا کہ دشمنوں کی سازشیں چلی نہیں غیب داں نبی کے سامنے.... نبی ﷺ تو غیب جانتے ہیں.... وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ ترجمہ! اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں".... ایک طبقہ منافق کا پیدا ہو گیا تھا جو غیب کا منکر تھا اسی واسطے سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ قیامت کی باتیں پوچھ لو.... اور سرکار ﷺ نے خود ہی فرما دیا میرے بعد یہ ہوگا وہ ہوگا.... آج کل لوگ پوچھنے آتے ہیں کہ سائنسداں کہتے ہیں کہ دو ہزار چودہ عیسوی میں قیامت آئے گی.... سائنسداں نے کہا ہے کہہ رہے ہیں.... اس خبر کے بعد بھی ایمان والا اطمینان سے ہے.... ہم



اطمینان سے اس لئے ہیں کہ ہمارے سامنے احادیث رسول ہیں.... سرکار ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتائیں.... جو علامتیں بتائیں.... جو پیشن گوئیاں سنائیں ہیں.... وہ علامتیں، وہ نشانیاں، وہ پیشن گوئیاں بہت باقی ہیں تو قیامت دو ہزار چودہ میں کیسے آئے گی؟

## بیس رکعت تراویح بدعت ہے تو عمل کیوں کرتے ہو؟

سنو سنو! حدیث سے یہ ثابت ہے حضور ﷺ نے ایک یا دو شب بیس رکعات تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے پڑھی.... صحابہ کرام کو تراویح بہت اچھی لگی.... تیسری شب انتظار میں بیٹھے رہے مگر حضور ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ سے تشریف نہیں لائے.... صبح کو صحابہ کرام عرض گزار ہوئے یا رسول ہم لوگوں کو تراویح اچھی لگی لیکن رات حضور تشریف نہیں لائے.... تاجدار عرب وعجم نے فرمایا کہ میں نے اس کو مستقل نہیں کیا کہ کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے اور تم پر یہ گراں نہ گزرے.... لیکن دو تین شب کی شہادت حدیث پاک میں ہے.... ہے کہ نہیں؟ ہے یقین نہ آئے تو کسی عالم سے پوچھو اور سچے عالم سے پوچھنا.... بغیر پڑھے لکھے مولویوں سے مت پو چھنا.... جاہل مولویوں سے مت پوچھنا.... سند یافتہ سے پوچھنا.... ایک شب کی شہادت.... دو شب کی شہادت یا تین شب کی شہادت صحابہ کرام کے پاس موجود تھی.... لطف اسی میں ہے کہ جیسا محبوب نے کیا ہے محب بھی ویسا ہی کرے.... اس میں بڑا لطف آتا ہے.... اگر تم اپنی کھٹیا کھڑی کروگے کہ تو تمہاری کھٹیا کھڑی ہو جائے گی۔

یہ بھی روایتیں ہیں کہ صحابہ کرام پانچ، دس، پندرہ لوگوں پر مشتمل جماعت بنا کر الگ الگ جگہ پر مسجد نبوی میں تراویح پڑھتے تھے.... حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ نے سب کو ایک جگہ جمع کر کے فرمایا بیس رکعت تراویح پڑھو یہ ہے بدعت مگر اچھی بدعت ہے.... دیکھئے! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اچھی بدعت ہے.... اور کچھ لوگ سب بدعت کو خراب کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ نہیں نہیں.... بالکل غلط ہے.... بدعت کی علمی تفسیر میں نہیں جاؤں گا.... سیدھے طریقے پر بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ اچھی بدعت ہے.... اچھی ہے تو اچھی کی ضد خراب ہے.... خراب بدعت سے منع کیا گیا ہے.... لیکن یہ تو کہتے ہیں کہ

جو حضور ﷺ نے نہیں کیا وہ سب بدعت ہے...اور خود کرتے ہیں...کیا حضور ﷺ نے ختم بخاری کیا یا کرایا؟...حضور ﷺ نے مولوی، عالم، فاضل اور مفتی کی سندیں دیں؟...مولوی، عالم، فاضل اور مفتی کی دستار بندی کی؟...پھر تم اپنے یہاں کیوں کرتے ہو؟...دولہے کو سہرا باندھنا بدعت نظر آئی....میلاد شریف کی محفل میں یا نبی سلام علیک پڑھنا بدعت نظر آئی....اور بھی معلوم کیا جائے کہ دورِ حاضر میں علما جو لباس پہنتے ہیں وہ کن کی ایجاد ہے؟...اس طرح سے بدعت کی ایک لمبی فہرست ہے...جس میں معترض لوگ خود گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں...صرف اہلِ سنت کو بدعتی کہہ کر الزام لگانے سے پہلے خود کو ٹٹولنا ہوگا۔

## عارضی مسئلے پر عمل اور جمعہ میں دو اذان کیوں؟

بہر حال وہ عارضی معاملہ تھا...اب مستقل قانون یہ بنا کہ ہاتھ مت جھٹکو...زور سے آمین مت کہو...اس قانون کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا...اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس قانون کو اپنایا جو عارضی ہی سہی لیکن ہے سنّت رسول اللہ ﷺ...امام شافعی نے فرمایا اگر اس پر عمل نہیں کیا گیا تو سرکار ابد قرار ﷺ کی ایک سنت کو لوگ بھول جائیں گے...اس لئے ہم اس سنّت کو اپناتے اور اپنے مقلدین سے کہتے ہیں کہ تم اس سنت پر عمل کرو...سرکار ﷺ کی ایک سنّت کو جو زندہ کرے گا ستر شہیدوں کا ثواب ملے گا...سرکار ﷺ کی سنّت پر جو عمل کرے وہ جنتی ہو جائے...بریلی کے امام نے ہمیں یہی سبق دیا ہے کہ سرکار ﷺ کی سنّت کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔

ظہر میں دیکھئے ایک اذان...عصر میں دیکھئے ایک اذان...مغرب میں دیکھئے ایک اذان...عشاء میں دیکھئے ایک اذان....فجر میں دیکھئے ایک اذان...دن بھر کی پانچ نمازوں میں ایک ایک اذان...سنیچر سے لے کر جمعرات تک ایک اذان...اور جمعہ کے دن صرف جمعہ کے لئے دو اذان...دکھایئے کوئی حدیث پاک میں کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں دو اذان دلوائی ہو؟...سرکار ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک اذان...حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک اذان...حضرت



عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے فرمایا دو اذان دو...غور کیجئے...سرکار ابد قرار ﷺ نے ایک ہی اذان کہلوائی...مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک اذان پہلے کہہ دو اور ایک وہ اذان جو سرکار ﷺ نے دلوائی اس کو اپنی جگہ برقرار رکھو...پیارے ذرا حدیث پاک کو پڑھو...پھر بدعت بدعت رٹو یا بدعت بدعت رٹنا بھول جاؤ...جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایک اذان پہلے کہلوائی تو کسی صحابہ کرام نے اعتراض نہیں کیا...کسی کے کان کھڑے نہیں ہوئے...کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیا بدعت کر رہے ہو اور آج تم کو بدعت نظر آئی ہے؟...بدعت و شرک کا تو تمہار پاس کارخانہ ہے...بدعت و شرک کی لیباریٹری ہے...دار التجربہ ہے...جس میں خود تمہاری جانچ ہوتی اور تمہاری گندگی باہر آتی ہے...اور جو دوسروں میں گھُن تلاش کرتے ہیں ان میں خود ہی بے شمار گھُن لگے ہوئے ہیں...یہ صرف بدعت کے ڈنڈے گھمانا جانتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ہم تو خود ہی بدعتی ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھے...بعد میں پیدا ہوئے سراپا بدعت میں پیدا ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک اذان پہلے کہہ دوں اور حضور ﷺ کی دی ہوئی امانت کو سلامت رکھو...ہاں صحابہ کرام نے یہ کہا تھا اے خلیفۃ المسلمین ایک اذان پہلے کہنے کا سبب کیا ہے؟...حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرکار ابد قرار ﷺ کا زمانہ گزر چکا ہے...حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زمانہ بیت چکا ہے...حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے مجاہد کا زمانہ نہیں ہے...عثمان کا زمانہ ہے دیکھ رہا ہوں کے لوگ لاپرواہی برت رہے ہیں...ایک اذان پہلے کہہ دو کہ لوگ مسجد میں آنا شروع کر دیں...اور دوسری اذان میں سب کے سب شریک ہو جائیں...کتنا اچھا فارمولہ ہے اور تم کہتے بدعت ہے...وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا بدعت ہے اور کیا شرک ہے...صحبتِ رسول میں رہ کر اپنا تن من دَھن سب لٹانے والے کو تم پڑھانے چلے ہو؟...یہ تمہاری جرأت و بیباکی تم کو لے ڈوبی ہے...ارے ایک ہی اذان رہتی تو آج آدھے سے زیادہ لوگوں کو نماز ہی نہیں ملتی...یہ تو احسان ہے مسلمانوں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں نے ایک اذان پہلے کہلوادی، جس پر ہم اور آپ اور پوری دنیا کے سنّی مسلمان گامزن ہیں۔

# تضاد روایتوں کی اصل

دیکھئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اعتراض نہیں کیا... روایتیں کہیں کہیں پر تضاد دیکھنے کو ملتی ہیں.. لیکن ان تضاد روایتوں پر غور کیجئے تو روح جھوم اُٹھتی ہے... دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خط بنواتے وقت رخسار کے حصے میں پر اُسترا نہیں لگوایا... نہ چہرے پر رخسار والے حصے کے بال کو ترشوایا... اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خط کے حصے پر اُسترا لگوایا... یہ ایمان تازہ ہونے والی بات ہے... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ خط کے حصے کے بال کو کیوں نہیں نکلواتے ہیں؟... اس کو گسواتے کیوں نہیں ہیں؟ ... حضرت صدیق اکبر نے جواب دیا تجھے معلوم نہیں کہ ہمارے سرکار نے اس پر اُسترا نہیں لگوایا ہے... اس لئے مَیں بھی نہیں لگواتا... لوگوں نے حضرت فاروق اعظم اُسترا لگواتے دیکھا... بال گسواتے دیکھا.. لوگوں نے حضرت صدیق اکبر سے فرمایا کہ فاروق اعظم بال گسواتے ہیں... حضرت حضرت صدیق اکبر نے فرمایا، فاروق اعظم سے پوچھو کیوں گسواتے ہیں؟... جب حضرت فاروق اعظم سے پوچھا گیا کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے کبھی رخسار کے بالائی حصے پر استرا نہیں لگوایا اور آپ اُس پر اُسترا لگواتے ہیں آخر ایسا کیوں کرتے ہیں؟... فرمایا سرکار ﷺ کے رخسار کے بالائی حصے پر بال نہیں تھے اور میرے بال اُوپر تک ہیں... سرکار ﷺ کے بال جہاں تک تھے وہیں تک رکھوں گا اس کے اُوپر جانے نہیں دوں گا... اس کے اُوپر بڑھنے نہیں دوں گا اسی لئے اس کو گسواتا ہوں... عمل تضاد ہے مگر دونوں سنت کے دائرے میں ہیں۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھوٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

یہ شعر کس نے کہا... بریلی کے قطب نے کہا... جب گستاخ چیخ رہے تھے... چلا رہے تھے... اس وقت بریلی کے قطب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا قلم عشق رسول میں چل رہا ہے... یہ نہیں دیکھا کہ سامنے والا دولت مند ہے... سیٹھ ہے... مالدار ہے... مولوی ہے...



عالم ہے... فاضل ہے... کوئی بھی ہے مگر گستاخ ہے... گستاخ کی قدر نہیں کی گئی، نہ کی جاتی ہے اور نہ کی جائے گی... نہ کل کی گئی، نہ آج کی جا رہی ہے اور نہ کل کی جائے گی۔

حضرت امام عالی مقام نے یہ نہیں دیکھا کہ میرے مد مقابل تخت کا مالک ہے... تاج کا مالک ہے... یہ بادشاہ ہے... اس کے پاس سلطنت ہے... اس کے پاس فوج ہے... لشکر ہے... ہتھیار ہے... ہم بہتر ہیں... وہ بائیس ہزار ہیں... نہیں نہیں... فرمایا بائیس ہزار ہیں مگر ناپاک ہیں... گستاخ رسول ﷺ ہیں... دشمنِ اہل بیت ہیں... یہ بائیس ہزار دین کے لئے نہیں بلکہ کوئی رَے کی حکومت کے لئے... کوئی ایران کے تخت کے لئے... کوئی حکومت کے لئے... کوئی مال کے لئے... کوئی سونا کے لئے... کوئی چاندی کے لئے... کوئی تنخواہ کے لئے آیا ہے... اور واللہ حُسین دین کے لئے آیا ہے... شریعت کے لئے آیا ہے... سنت کے لئے آیا ہے... قرآن کے لئے آیا ہے... تقویٰ بچانے کے لئے آیا ہے... طہارت کو بچانے کے لئے آیا ہے... حق و صداقت کا پیکر بن کر آیا ہے... حُسین سب کچھ لٹا کر دین محمدی کو بچانے آیا ہے اور بچا کر دکھا دیا... چونکہ آج کا وقت ہونے جا رہا ہے اس لئے چلتے چلتے ایک خبر سنا دے رہا ہوں... اس سال تو ہم لوگ عرس میں بریلی شریف نہیں جا سکے... لیکن یہ خوش کن خبر ہے کہ جامع از ہر مصر کے علامہ طنطاوی مدظلہ العالی جنہوں نے گذشتہ سال علامہ اختر رضا صاحب قبلہ کو ایواڈ دیا اس سال آپ پورے قافلہ کے ساتھ بریلی تشریف لائے تھے... انہوں نے کہا ہے کہ جامع از ہر مصر کے پانچ عالم دین علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کے ساتھ رہیں گے... چاہے آپ بریلی میں رہیں یا سفر میں رہیں یا جہاں رہے جب تک آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے ''فتاویٰ رضویہ'' کا عربی میں ترجمہ نہیں ہو جاتا... ان پانچ اشخاص میں ایک شخص مدینہ منورہ کے پروفیسر دکتور صاحب بھی شامل ہیں... انہوں نے کہا کہ ''فتاویٰ رضویہ'' کا عربی میں ترجمہ ہو گیا تو پورے عرب دنیا کے لوگ امام احمد رضا پر فدا ہو جائیں گے... کیوں کہ اتنا عمدہ فتویٰ کسی کا ہے ہی نہیں... اعلیٰ حضرت کا اعلیٰ فتویٰ ہے... اس کے بعد ہم وہ کام کریں گے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی جو ایک ہزار کتابیں ہیں ان سب کو ہم عربی زبان میں لائیں گے... سن لیجئے! اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت ہیں، اعلیٰ

حضرت کو کون مار سکتا ہے...اعلیٰ حضرت کو مارنے کے چکر میں مارنے والے خود ہی مر گئے اور مر رہے ہیں...اور احمد رضا زندہ ہیں...سو سال ہو گئے آپ کو پردہ کئے ہوئے...مگر احمد رضا جو علم کا خزانہ دے کر گئے ہیں...جب کچھ لوگوں نے پھیلا رکھا تھا کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں معلوم تھا...اعلیٰ حضرت حج کے لئے گئے تو وہاں کے علمائے کرام نے آپ کے سامنے اس مسئلہ کو رکھا...کتاب ''الدلۃ المکیہ'' جو علم غیب سے متعلق ہے...آپ نے دروازۂ کعبہ شریف کے سامنے بیٹھ کر ساڑھے چار سو صفحے کی یہ کتاب لکھی...آپ کے پاس حوالے کے لئے کو کتاب نہیں تھی مگر تمام حوالے تحریر کر دیئے...اور حضرت علامہ ضیاء الدین المدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہاں کے علما سے اس پر تقریظ لکھوا لیجئے...حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علما کے پاس تقریظ کے لئے جاتے تھے تو کہتے تھے کہ امام احمد رضا قادری اس کتاب کو ساڑھے چار گھنٹے میں حرم میں بیٹھ کر لکھا ہے...اس پر تقریظ لکھ دیجئے...تو علما کرام تعجب میں کہتے تھے کہ ساڑھے چار گھنٹے میں یہ کتاب کیسے لکھ دی گئی...ان کے سامنے کوئی کتاب نہیں تھی اس کے باوجود اس میں تمام حوالے موجود ہیں...لگ بھگ چالیس علمائے کرام نے تقریظ لکھ دی اور علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ جب کتاب واپس لے کر آئے تو کہا حضور علمائے کرام ماننے کے لئے راضی نہیں ہیں کہ یہ کتاب ساڑھے چار گھنٹے میں حرم شریف میں بیٹھ کر لکھی گئی ہے...ٹھیک کہا امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے — جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

امام احمد رضا قادری نے فرمایا...مولانا! میں حرم میں دروازۂ کعبہ کے سامنے جب کتاب لکھنے کے لئے بیٹھا تو دیکھا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور پُر نور ﷺ دروازۂ کعبہ کے قریب کرسی پر جلوہ افروز ہیں...آپ کی دائیں جانب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز ہیں...آپ ﷺ اور دونوں برگزیدہ شخصیتوں نے جو فرمایا احمد رضا نے لکھ دیا...معلوم ہُوا احمد رضا بارگاہِ رسالت میں مقبول ہیں...بارگاہ مولیٰ علی میں بھی مقبول ہیں...بارگاہِ غوث میں مقبول ہیں...محبوب ہیں...پیارے ہیں...منظورِ نظر ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ



# کھڑے ہو کر سلام پڑھئے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیرالرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزہت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

یانبی سلام علیک　　یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک
آمنہ کے دل کا تارا　　میرے محشر کا سہارا
کردو انگلی کا اشارا　　مجھ کو مل جائے کنارا
یانبی سلام علیک　　یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک
دل سے جب اُن کو پکارا　　نور اُن کا دل میں اُترا
بخت رَضوی تیرا چمکا　　سر پہ تیرے اُن کا سایا
یانبی سلام علیک　　یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک

☆☆☆



# دعائیں مانگئے

☆ اے اللہ ﷻ: حضور امین وصادق ﷺ کے صدقے میں تو تمام مسلمین و مسلمات کو اپنے امن وامان میں رکھ۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور بدرالدجی ﷺ کے صدقہ وطفیل میں تمام مومنین ومومنات کے بچوں کو بدعقیدی سے بچا۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے تاجِ نبوت کے طفیل میں عالمِ اسلام کی تاریکی کو دُور فرما۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کی ثروت کے صدقے میں تو تمام مسلمانوں کے ثقافت کو اعلیٰ سے اعلیٰ کردے۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے جمال وکمال کے طفیل روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کو جماعتِ حق کو سمجھنے کی توفیق بخش دے۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کی حیا کے طفیل تمام مسلمان مردوخواتین کو "حَیَّ عَلیٰ الصَّلوٰۃ" پر گامزن فرمادے۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے خام النبیین کے صدقے میں تمام کلمہ پڑھنے والی امت کا خاتمہ بالخیر فرما۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے درجات اعلیٰ کے صدقے میں تمام مسلمانوں کو دین ودنیا اور آخرت میں اعلیٰ مقام ومنصب اور جنت الفردوس عطا فرما۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے ذقن کے صدقے میں ہم تمام شیدائے اعلیٰ حضرت کو ذکر جمیل کی توفیقِ رفیق عطا فرمایا۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ سے رابطے کے طفیل ریحانِ رسول کی محبت عطا فرما۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے زلفِ مبارک کے صدقے سارے مسلمانوں کو عابد وزاہد بنادے۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے سایۂ کرم میں ہم مسلمانوں کو زندگی گزارنے کی توفیقِ رفیق عطا فرما۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کی شانِ رسالت کے طفیل ہم تمام مسلمانوں کو شاندار زندگی عطا فرما۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے صدقے میں ہم تمام مسلمانوں کو صادق الاعتقاد بنادے۔

☆ اے اللہ ﷻ: حضور تاجِ داردوعالم ﷺ کے طفیل ہم سب کی دعاؤں کو قبول فرمالے۔

آمین یارب العالمین۔ بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ اے اللہ ﷺ